شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

مکمل و مدلل

مسائلِ روزہ

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مؤلف: مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی
مدرس دار العلوم دیوبند

ناشر
مکتبۃ العلم
۱۸- اردو بازار لاہور، پاکستان

مکمل و مدلل

مسائل روزہ

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار ۰ لاہور ۰ پاکستان

Ph: 37231788-37211788

نام کتاب: ـــــــ مسائل روزہ

تالیف: ـــــــ مولانا محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند

طابع: ـــــــ خالد مقبول

مطبع: ـــــــ آر آر پرنٹرز

ملنے کے پتے

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 37224228

❖ مکتبہ علمیہ اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور ☎ 37221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 37211788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست

باب : ۲ مسائلِ نیت

باب: ۷ جن چیزوں سے قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

باب: ۸ کفارے کے مسائل

باب: ۹ عورتوں کے مسائل

باب: ۱۰ بچوں کے مسائل

باب: ۱۱ مریض کے مسائل

باب: ۱۲ مسافر کے مسائل

باب: ۲۲ افطار کے مسائل

باب: ۲۳ صدقۂ فطر کے مسائل

انتساب

ان تمام روزہ داروں کے نام
جو محض
اللہ
کے لیے روزے رکھتے ہیں

رفعت قاسمی

رائے عالی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ العالی صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا. وَبَعْدُ!

پیش نظر رسالہ "مسائل روزہ مکمل و مدلل" عزیز مکرم جناب مولانا حافظ محمد رفعت صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند کی دوسری کاوش ہے۔ اس سے قبل موصوف "مسائل تراویح مکمل و مدلل" اسی انداز پر تالیف فرما چکے ہیں جو بحمد اللہ زیورطبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے اور خاص و عام سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

ان دونوں رسالوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں موصوف نے اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کہی ہے اور نہ ہی کسی مسئلہ کو حوالہ کے بغیر نقل کیا ہے بلکہ ہر مسئلہ کو اکابر امت کے مستند کتب فتاویٰ سے بلفظہٖ نقل کر دیا ہے تاکہ اسکے مصدق اور صحیح ہونے میں کسی کو کلام نہ ہو اور اس طرح سے مسائل تراویح میں تقریباً ۳۰۰ مستند فتاویٰ اور مسائل روزہ میں ۴۱۸ مستند فتاویٰ اکٹھے مل جائیں گے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر مسئلہ کو ابواب وعناوین پر تقسیم کر دیا ہے تاکہ تلاش میں سہولت اور آسانی ہو۔

امید ہے کہ جس طرح فضائل کا مجموعہ اُمت کے لیے مفید و کارآمد ہے اسی طرح مسائل کا یہ مجموعہ بھی اُمت کے لیے ان شاء اللہ مفید و کارآمد ہوگا۔ مساجد نیز دینی و تبلیغی حلقوں میں فضائل سنانے کا دستور ہے۔ اسی طرح اگر اس کو بھی سنانے کا دستور بنا لیا جائے تو عوام کو بیک وقت دوگنا فائدہ پہنچے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس سعی کو مقبول و نافع بنائیں اور آئندہ بھی اسی طرح کے مفید و کارآمد مسائل کے مجموعے تالیف فرماتے رہیں کیونکہ مسائل کے اس قسم کے مجموعے اب تک اُردو زبان میں نایاب ہیں۔ موصوف کی یہ کوشش اسی انداز کی ہے جس انداز کی فتاویٰ ہندیہ کی عربی میں ہے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ.

فقط! العبد نظام الدین
مفتی دار العلوم دیوبند ۲۵/۵/۱۴۰۷ھ

تعارف

از حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب زید مجدہم

مفتی دار العلوم دیوبند

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و علی اله واصحابه اجمعین.

اسلام کے بنیادی ارکان میں روزہ بھی ایک اہم رکن ہے۔ جسے مسلمان برابر ذوق و شوق سے ادا کرتے آ رہے ہیں چونکہ روزہ کے لیے سال کا ایک مہینہ رمضان مخصوص ہے۔ دن رات سال کے تمام حصوں میں نہ ہونے کی وجہ سے عموماً اس کے مسائل واحکام اچھی طرح ذہن نشین نہیں رہتے لیکن جب یہ ماہ مبارک آتا ہے تو ہر عاقل وبالغ مسلمان کو مسائل واحکام کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسائل واحکام نوع بنوع ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تو عالم دین بھی اُلجھ جاتا ہے۔

اس لیے ضرورت تھی کہ کوئی ایسی کتاب مرتب ہو جائے جو معتبر و مستند بھی ہو اور ساتھ ہی تمام مسائل پر حاوی بھی ہو۔ خوشی کی بات ہے کہ دار العلوم دیوبند کے استاذ محترم مولانا حافظ رفعت صاحب نے ان مسائل واحکام کو بڑی محنت و جانفشانی سے مختلف کتب فتاویٰ و فقہ سے یکجا کر کے پھر اس کو متعدد ابواب پر تقسیم کیا اور ہر مسئلے کو اس کے مناسب باب کے نیچے درج کیا اور جس کتاب سے وہ مسئلہ لیا گیا ہے اس کا حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے اس کتاب کی قدر و قیمت میں بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔

خاکسار کے علم کے مطابق قدیم و جدید مسائل کا ایسا مجموعہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ کوئی بھی چھوٹا بڑا ایسا مسئلہ نہیں ہے جو اس میں نہ آ گیا ہو۔ میں نے اس کتاب کے ایک معتد بہ حصہ کا مطالعہ کیا ہے اور مطالعہ کرنے کے بعد مؤلف کے لیے دل سے دُعائیں

لکھیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے لیے زادِ آخرت بنائے۔

توقع ہے کہ کتاب چھپ کر ایک بڑی کمی کو پورا کرے گی اور روزہ رکھنے والوں کے لیے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے ایک بیش بہا نعمت ثابت ہوگی اور ہر مسلمان اس کتاب کا رکھنا اپنے لیے ضروری سمجھے گا۔ بالخصوص اہل علم کے لیے یہ مجموعہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی عمر اور کام دونوں میں برکت عطا کرے اور مزید خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقع عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

طالب دُعا

محمد ظفیر الدین غفرلہ

مفتی دار العلوم دیوبند......۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

رائے عالی

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی زید مجدہم
مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ کے لاکھوں مسائل واحکام میں غوطہ زنی کرنا اوران میں تھوڑے تھوڑے فرق سے احکام کا فرق سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس خدمت کے لیے خاص قسم کی مناسبت وصلاحیت اور تفقہ درکار ہے۔

عزیز محترم مولانا محمد رفعت قاسمی نے جو فقہ کے قدیم وجدید مسائل وجزئیات سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں بہت سی فقہی کتابوں کو سامنے رکھ کر روزہ کے مسائل واحکام کا یہ نادر مجموعہ تیار کیا ہے۔ اس میں روزے کے تفصیلی احکام کے ساتھ موصوف نے رؤیت ہلال کے ضروری مسائل بھی ذکر کیے ہیں اور ہر مسئلے کو باحوالہ تحریر کرنے کا اہتمام کیا ہے اور بڑے ذوق وشوق اور عرق ریزی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی ہے۔ اُردو داں طبقہ کے لیے بڑی سہولت مہیا فرمادی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس مجموعہ کو قبولیت عطا فرمائے اور عزیز موصوف کے لیے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے آمین

حبیب الرحمٰن خیرآبادی
دارالعلوم دیوبند ۵-۸-۱۴۰۷ھ

باسمہ تعالیٰ

سببِ تالیف

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میں باوجود اپنی بے بضاعتی، کم علمی اور بے عملی کے محض اپنے اساتذہ کے حکم کی تعمیل میں اس اہم عنوان "مسائلِ روزہ" پر یہ خدمت انجام دے سکا جو صرف اللہ کا فضل وکرم اور انہی بڑوں کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اس سے قبل "مسائلِ تراویح"، مکمل ومدلل اور "مسائل آدابِ ملاقات" ہر دو کتابیں مرتب کر کے اپنے اساتذہ کی خدمت میں پیش کیں تو انہوں نے پسند فرما کر تصدیقی کلمات سے نوازا اور ہمت افزائی فرماتے ہوئے اس اہم کام کے لیے مامور کیا۔

اس خدمت گرامی کو میں نے کہاں تک صحیح انجام دیا ہے نہیں کہہ سکتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بندہ نے اپنی بساط کے مطابق روز مرہ پیش آنے والے مسائل کو جمع کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

محمد رفعت قاسمی

مدرس دار العلوم دیوبند ۲۵/ رجب ۱۴۰۷ھ

باب ۱-

فضائلِ رمضان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.....﴾ [البقرہ]

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی (اُمتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔''

لفظ ''صیام'' کی تحقیق

لفظ ''صیام'' کے لغوی معنی کسی اَمر سے باز رہنا ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص بولنے یا کھانے سے باز رہے یا بولنا یا کھانا چھوڑ دے تو اسے لغت میں صائم کہتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن حکیم میں ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ ''میں نے اللہ سے صوم کی منت مانی ہے یعنی خاموش رہنے اور کلام نہ کرنے کی۔ اور شریعت اسلام میں الصوم یا روزہ یہ ہے کہ آدمی صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور شہوت نفسانی کے پورا کرنے سے روزہ کی نیت کے ساتھ رکا رہے اور دن کی میعاد صبح صادق کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے غروب ہونے تک ہے اور جس نے اتنا کرلیا اس کا روزہ ہوگیا اور گویا روزہ کا جسم بن گیا۔ اب جس طرح کی صحت و تندرستی کے لیے انسان بہت سی چیزوں سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح روزے کے اندر بھی کچھ پرہیز ہیں۔

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جس کے بغیر

آدمی ادھورا مسلمان رہتا ہے۔

رمضان کا روزہ ہر مسلمان عاقل بالغ مرد اور عورت پر جس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو فرض عین ہے۔ جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر روزے کی منت (نذر) کرے تو وہ روزہ فرض ہو جاتا ہے۔ قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اس کے علاوہ سب روزے نفل ہیں جنہیں رکھیں تو ثواب ہے نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ البتہ عید اور بقرعید کے دن اور عیدالاضحیٰ کے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

روزے کی تاریخ

روزہ کی ابتداء آدم علیہ السلام کے زمانے ہی سے ہوگئی تھی۔ چنانچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں 'ایام بیض' یعنی ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے فرض تھے۔ یہود اور نصاریٰ بھی روزے رکھتے تھے۔ یونانیوں کے یہاں بھی روزہ کا وجود ملتا ہے۔

ہندو دھرم، بدھ مذہب میں بھی بُرت (روزہ) مذہب کا رکن ہے اور پارسیوں کے یہاں بھی روزے کو بہترین عبادت سمجھا گیا ہے۔ الغرض دنیا کے تمام مذاہب میں روزے کی فضیلت اور اہمیت پائی جاتی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر قوم و ملت میں روزے کا وجود کسی نہ کسی شکل میں ملتا ہے۔

روزہ کب فرض ہوا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ ہی میں لوگوں کو خدائے پاک کا حکم سناتے اور تبلیغ کرتے رہے اور بہت زمانے تک سوائے ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کے علاوہ کوئی دوسرا حکم نہ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے احکام آنے شروع ہوئے۔ اسلام کے ارکان میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی پھر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمانے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بہت سے احکامات آنا شروع ہوئے انہی میں سے ایک حکم روزے کا بھی تھا۔

روزے کی تکلیف چونکہ نفس پر شاق گزرتی ہے اس لیے اس کو فرضیت میں تیسرا درجہ دیا گیا۔ اسلام نے احکام کی فرضیت میں یہ روش اختیار کی کہ پہلے نماز جو زرا ہلکی عبادت ہے اس کو فرض کیا اس کے بعد زکوۃ کو اور زکوۃ کے بعد روزہ کو۔

سب سے پہلے عاشورہ یعنی محرم کی دس تاریخ کا روزہ فرض تھا۔ اس کے بعد رمضان شریف کے روزوں کا حکم ہوا (اور عاشورہ کی فرضیت ختم ہوگئی)۔

روزے کے اندر شروع میں اتنی سہولت اور رعایت تھی کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے ایک روزہ کے بدلے کسی غریب کو ایک دن کا کھانا کھلادے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کمزوریوں پر نظر فرماتے ہوئے آہستہ آہستہ روزوں کی عادت ڈلوائی۔ چنانچہ جب کچھ زمانہ گزر گیا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کی کچھ عادت ہوگئی تو معذور اور بیمار لوگوں کے سوا باقی سب لوگوں کے حق میں یہ اختیار ختم کر دیا گیا اور ہجرت سے ڈیڑھ سال بعد دس شعبان ۲ھ کو مدینہ منورہ میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا اور ان کے علاوہ کوئی روزہ فرض نہ رہا۔ اس کا فرض ہونا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص ۸۷۲ و ج ا ص ۸۷۵ و زاد المعاد ج ا ص: ۱۶۰)

روزہ کا فلسفہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت وعظمت اور تسلط و اقتدار کے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے لیکن یہ بات، بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف واعزاز اور عظمت واقتدار کا معیار اور سبب کیا ہے؟

انسان کا شرف واعزاز اس بات میں ہے کہ وہ نفس سرکش کو قابو میں لا کر اپنی خواہشات پر غالب آ کر فرائض عبدیت بجالائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے۔ معرفتِ الٰہی اور رضائے خداوندی کی تلاش وجستجو اس کا مقدم اور اہم فریضہ ہے۔ اگر ایک انسان اپنے اس فرض عبدیت سے غافل اور نابلد ہے تو وہ محروم ہے۔ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس طور پر فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ یعنی: جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ کر لیا اس نے فلاح پائی اور جس نے ایسا نہ کیا اس نے اپنے آپ کو تباہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریف

اور معزز اور سعادت مند انسان وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو حاصل کرے اور اسے پاکیزہ بنائے اور نفس کو قابو میں کرنے کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے: اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روکا جائے کیونکہ جب سرکش گھوڑے کو دانہ گھاس نہ ملے تو وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نفس کی سرکشی بھی دُور ہوتی ہے۔ دوم اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ لاد دیا جائے۔ جس طرح جانور کو دانہ گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ بہت سا لاد دیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے یہی حال نفس کا ہے۔ سوم ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں۔ ذرا غور تو فرمائیں یہی تین باتیں روزے میں بدرجہ اتم واکمل رکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی قوت توڑنے کے لیے اور اپنی تمام قوتوں کو اعتدال میں لانے کے لیے ہمیں روزے رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ مصیبت زدہ انسان ہی کسی کی پریشانی و دکھ کا صحیح احساس کر سکتا ہے اور روزے میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بڑے سے بڑا سرمایہ دار و دولت مند بھی جب ایک بار بھوک و پیاس کا ذائقہ (روزے کی وجہ سے) چکھتا ہے اور جب اپنے معصوم ننھے بچوں کے روزے کے موقع پر ان کی متغیر حالت دیکھتا ہے تو اس کو غربت زدہ لوگوں کی بھوک و پیاس کا احساس ہوتا ہے اور یہ جذبہ بھی دل کے کسی گوشے میں اُبھرنے لگتا ہے کہ ان مفلوک الحال بھوکے پیاسے لوگوں کی صدقہ وخیرات سے مدد کی جائے۔ دولت مند خوش حال کو اگر روزے میں بھوک و پیاس کی تکلیف نہ برداشت کرنی پڑتی تو ساری عمر گزرنے پر بھی بھوک و پیاس کا احساس نہ ہوتا اور اگر کوئی بھوکا ضرورت منداس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا اور اپنی تکلیف و پریشانی کا اظہار کر کے کچھ طلب کرتا تو چونکہ دولت مند کو فاقے کی تکلیف معلوم ہی نہیں اس لیے وہ اس پر کیسے رحم کھاتا۔ برخلاف روزہ رکھنے کے کہ اس کی وجہ سے غریبوں، محتاجوں اور یتیموں کی دستگیری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی وایثار جیسی خوبیوں کا وجود عمل میں آتا ہے۔

روزے کے جسمانی اور رُوحانی فوائد

اگر دنیاوی اور جسمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا کہ روزہ مسلمان کو چست و

چالاک ، صابر و شاکر، ایک دوسرے کے لیے ہمدرد و غمگسار اور ایک مضبوط و منظم قوم بنانے میں بہترین ذریعہ ہے۔ اگر روزے کی حقیقت کو مدِنظر رکھ کر پابندی و خلوصِ دل کے ساتھ روزہ رکھیں تو حرص، طمع اور شکم پروری کا مادہ ان میں سے بالکل چلا جائے اور انسانی لباس میں فرشتے نظر آئیں۔ نیز اس کے ذریعہ نظم وضبط کی وہ قوت حاصل ہو کہ دنیا کی تمام طاقتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔

اصولِ طب کی رو سے روزہ جسمانی صحت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسلئے کہ گیارہ مہینے تک جو خراب اور فاسد رطوبتیں جسم میں جمع ہوئیں۔ وہ ایک ماہ کے روزے سے سب خشک ہو جاتی ہیں۔ صحت و توانائی میں نمایاں ترقی ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ روزے میں اور بہت سے جسمانی اور مادی فائدے ہیں۔ جہاں تک روحانی فوائد کا تعلق ہے تو وہ بھی بے شمار اور اَن گنت ہیں۔ مثلاً فرشتے کھانے پینے اور جماع کرنے سے پاک و منزہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ان خواہشات سے پاک و منزہ ہے۔ اس لیے روزہ رکھنے سے انسان تھوڑی دیر کے لیے اس ملکوتی صفت میں نظر آتا ہے اور اس وقت تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کا بھی ایک مظاہرہ ہوتا ہے۔

روزے سے اخلاق و روحانیت کی قوتیں پیدا ہوتی ہیں اور دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ بھوک و پیاس کی تکلیف گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور انسان ضبطِ نفس کے اعتبار سے مکمل انسان بن جاتا ہے۔ روزے سے مزاج میں عجز و انکساری آ جاتی ہے۔ بھوک کی مصیبت اور تکلیف کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے بنی نوع انسان کی مصیبت اور تکلیف کا اندازہ کر کے امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

روزے دار ہر وقت اللہ کی عبادت میں شمار ہوتا ہے کیونکہ جب روزے دار کو بھوک پیاس لگتی ہے اور اس کا نفس کھانے پینے کا تقاضا کرتا ہے تو اس کا دل برابر شام تک یہی کہتا رہتا ہے کہ نہیں ابھی اللہ کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا دل ہمت و استقلال کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہی سب عبادتوں کی جان ہے۔ الغرض روزہ ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

فضیلت روزہ

فضائل کی کتابوں میں اس کا مفصل بیان آیا ہے۔ بطور نمونہ تین احادیث پیش کر کے مسائل روزہ بیان کرتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے محض اللہ کے لیے سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ صغیرہ بخش دیئے جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ قیامت کے دن روزے کا بے حد ثواب ملے گا۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ روزہ داروں کے لیے قیامت کے دن عرش کے نیچے دستر خوان چنا جائے گا اور وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے۔ اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہیں رکھتے تھے۔

تشریح: روزے کی نسبت اللہ تعالیٰ کا قانون تمام عبادتوں سے الگ تھلگ ہے کیونکہ تمام عبادتوں کا ثواب فرشتوں کے ذریعہ دس سے سات سو گنا تک دلوایا جائے گا لیکن روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ:

''روزے کا بدلہ میں خود دیتا ہوں'' فرشتوں کا بھی واسطہ نہ ہوگا اس سے زیادہ روزہ داروں کے لیے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کا بدلہ اپنے مالک کے مبارک ہاتھوں سے پائیں گے۔ کسی غیر کو دخل تک نہ ہوگا۔ دنیوی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز سرکاری حکام کے ذریعہ تقسیم کرائی جائے اس میں اور بادشاہ یا وزیر اعظم کے ہاتھ سے دی ہوئی چیز میں کتنا فرق ہوتا ہے۔

ذرا غور فرمائیے کہ قیامت کے دن اس ہولناک وقت میں جب کہ عوام تو عوام بلکہ

انبیاء اور اولیاء تک خدائی عظمت وجلال سے سہمے ہوں گے اور اللہ کی مخلوق اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت پسینے میں ہوگی کوئی گھٹنے تک ' کوئی پورے کا پورا پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا اور یہ سورج جس کی تپش آج اتنی دور سے پریشان کیے دیتی ہے۔اس دن بالکل سروں کے اوپر کھڑا ہوا دماغ کھولا رہا ہوگا۔ایسے نازک وقت میں خدائے پاک کا خود اپنا کلام کسی کی شفاعت کرے اور روزے جیسا مبارک عمل کسی بندے کو بخشوائے تو ایسے وقت میں جب کہ ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہے کہ سفارشوں کا مل جانا کس قدر قیمتی نعمت ہوگا۔

محترم وکرم! ان احادیث کے پڑھنے اور سننے کے باوجود بھی روزہ رکھنے کا شوق و جوش خدانخواستہ پیدا نہ ہو تو یقیناً وہ دل پتھر سے زیادہ سخت اور گناہوں کی کثرت سے دل بالکل زنگ آلود ہے۔اس کو صدق دل سے توبہ کرنی چاہیے۔

اُمید ہے کہ خدائے رحیم وکریم اس کے گناہ بخش دے گا اور اس کے دل کو صاف کر کے اس کی سختی کو نرمی سے بدل دے گا۔

باب (۲)-۲

روایت ہلال کے مسائل

اسلام کے اصول

اسلام کے اصول سادہ اور فطری ہیں۔ اس نے مختلف عبادتوں اور تہواروں کے اوقات کے لیے ایسی چیزوں کو معیار بنایا ہے جن کا سمجھنا اور جاننا ہر عام وخاص اور ناخواندہ وتعلیم یافتہ آدمی کے لیے ممکن ہے۔ اسی کا ایک جزئیہ ہے کہ اس نے قمری مہینوں کے بارے میں تکلفات سے کام لینے کے بجائے چاند دیکھنے یا مہینے کے تیس دن مکمل کرنے کو ''کسوٹی'' قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ایک تو اسلام کا مزاج ہی ایسی تکلف آمیز تحقیقات کا ان امور میں نہیں ہے جن کا ہر خاص وعام آدمی سے تعلق ہو۔ دوسرے اہل فن کی رائیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں اور کبھی غلط بھی ثابت ہوتی ہیں جیسا کہ آئے دن جنتریوں اور تقویموں میں اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی لیے ہمارے امام اعظمؒ کا یہ مسلک ہے کہ فلکیاتی علوم اور حساب پر عید ورمضان کا فیصلہ درست نہیں۔ ہاں! ہجری سن کو رائج کرنے کے لیے ایسے مہینوں میں ایسے فنی اندازوں کا اعتبار کیا جا سکتا ہے جس کی کسی خاص تاریخ سے کوئی شرعی عبادت متعلق نہ ہو۔ (جدید فقہی مسائل ص:۸۸ ج۱)

رویت کے دو جزء

چاند کے سلسلے میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اس سلسلہ کے دو جزء ہیں۔ چاند دیکھنا اور چاند دیکھنے کی شہادت۔ پہلے جز کے سلسلہ میں جو لوگ کہتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں اُڑ کر یا دوربین سے چاند دیکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔ انہیں دراصل سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہوگئی ہے کہ مسئلہ چاند کے وجود کا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ شریعت میں

'وجودِ چاند' کا اعتبار نہیں ہے بلکہ معتبر چاند کی رویت (چاند کا کھلی آنکھوں دیکھنا) ہے۔ یعنی شریعت اسلام نے جن معاملات کا مدار چاند کے ہونے پر رکھا ہے اس میں "فوق الافق" چاند کا وجود کافی نہیں ہے بلکہ اس کا قابلِ رؤیت ہونا اور عام آنکھوں سے دیکھا جانا ضروری ہے کیونکہ یہ بات ہر پڑھا لکھا شخص جانتا ہے کہ چاند کسی وقت اور کسی دن بھی معدوم نہیں ہوتا بلکہ اپنے مدار میں کہیں نہ کہیں موجود ہوتا ہے لہٰذا اگر آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند دیکھنا کافی ہو جائے تو اس کے لیے انتیس وتیس تاریخ ہی کی کیا شرط ضروری ہوگی بلکہ ہوائی جہاز میں اُڑ کر فضا کے کسی بلند اُفق سے ایسی دوربینوں کے ذریعے جو آفتاب کی شعاعوں کو انسانی نگاہوں کے درمیان حائل نہ ہونے دیں۔ ستائیس یا اٹھائیس کو بھی چاند دیکھا جاسکتا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ان تمام معاملات میں جن کا مدار چاند پر ہوتا ہے اور جن میں رمضان وعیدین بھی شامل ہیں۔ شرعی طور پر اس کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے کہ چاند افق پر موجود ہو بلکہ معتبر یہ ہے کہ چاند قابلِ رؤیت ہو اور عام آنکھوں سے دیکھا جائے۔

(حاشیہ مظاہر حق ج ۲ ص: ۸۷)

چاند دیکھنے کی کوشش فرضِ کفایہ

مسلمانوں پر یہ امر بطور فرضِ کفایہ عائد ہوتا ہے کہ شعبان اور رمضان کی انتیس ۲۹ تاریخ کو غروبِ آفتاب کے وقت چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے کیونکہ رمضان کا چاند اور روزہ ارکانِ دین میں سے ہے جو چاند دیکھنے پر موقوف ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص: ۸۹۳)

رویتِ ہلال کے لیے دُوربین کا استعمال

سوال: ماہ ہلال عید ورمضان کے لیے دوربین استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: دوربین محض ایک نگاہ کو بڑھانے والا آلہ ہے جیسا کہ عینک (چشمہ)۔ اس سے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں! اگر کوئی ایسی دوربین ایجاد ہو جائے کہ چاند افق کے نیچے ہونے کے باوجود نظر آجائے تو یہ جائز نہیں کیونکہ چاند سورج ہمیشہ افق پر رہتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص: ۱۰۹)

رؤیتِ ہلال کے لیے ہوائی جہاز کا استعمال

عہد رسالتؐ وخلافت راشدہؓ اور خیر القرونؒ کے معمول کی بنا پر ہمارے نزدیک کسی طرح یہ مستحسن اور پسندیدہ نہیں ہے کہ ہوائی جہاز میں اُڑ کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ اتفاقی طور پر کوئی ہوائی جہاز کا مسافر چاند دیکھ لے اور آ کر شہادت دے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے کیونکہ اس کی شہادت رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ نیچے کی ہوا میں گرد وغبار اور بخارات کی وجہ سے مستبعد نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہ پر ہوا صاف ہونے کی وجہ سے نظر آ جائے۔

شرط یہ ہے کہ ہوائی پرواز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں کیونکہ شرعاً رؤیت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اس لیے اگر بیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر کے کوئی شخص چاند دیکھ آئے تو اس بستی (شہر) کے لیے رؤیت معتبر نہیں جس کو عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے اس کو نہیں دیکھ سکے۔
(آلات جدیدہ ص:۱۸۶)

چاند کے بارے میں نجومی کی رائے غیر معتبر

رؤیت ہلال کے بارے میں نجومی ستارہ شناس کی بات قابلِ اعتبار نہیں ہے لہٰذا ان کے حساب کی بنا پر لوگوں کو روزہ رکھنا واجب نہیں ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے روزے کو مقررہ علامتوں کے ساتھ وابستہ کیا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

اور وہ علامتیں ہلال کا نظر آنا یا ماہِ شعبان کے تیس دن کا پورا ہو جانا ہیں۔ نجومیوں کا قول خواہ کتنا ہی دقیق نظریات کی بنا پر ہو ان میں قطعیت نہیں پائی جاتی کیونکہ اکثر اوقات انکی رائیں باہم مختلف ہوتی ہیں۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص:۸۹۲)

ایک عام غلط فہمی!

شریعت میں رجب کی چوتھی تاریخ کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی تاریخ ہوگی اس دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ شریعت میں اس کا

اعتبار نہیں اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۵)

چاند کے ہونے نہ ہونے میں پنڈت کی بات کا اعتبار نہیں

چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے یہ بُری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ "یہ قیامت کی نشانی ہے۔ جب قیامت قریب ہوگی تو لوگ ایسا کیا کریں گے" خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی اعتبار نہ کرو اور نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ آج دوج ہے" آج ضرور چاند ہے۔ شریعت میں یہ سب باتیں وہمیات کا درجہ رکھتی ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۵ بحوالہ مشکوٰۃ ص: ۱۲۳)

شہادت کیا ہے؟

شہادت کے سلسلہ میں مختصر طور پر یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ "خبر اور شہادت" دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو "خبر" ہونے کی حیثیت سے تو معتبر اور قابل اعتماد ہوتی ہیں مگر بحیثیت شہادت ناقابلِ قبول ہوتی ہیں۔ ان دونوں میں یہ فرق اسلام ہی میں نہیں بلکہ ہماری اس دنیا میں قانونی طور پر یہ فرق مسلّم ہے۔ تار ٹیلیفون ریڈیو ٹی۔ وی اخبارات اور خطوط کے ذریعے جو خبریں آتی ہیں اگر ان کا معتبر ہونا معلوم ہو تو بحیثیت خبر ساری دنیا میں قبول کی جاتی ہیں اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے سارے کام انجام پاتے ہیں لیکن کسی مقدمہ اور معاملے کی شہادت کی حیثیت سے ان خبروں کو دنیا کی کوئی عدالت تسلیم نہیں کرتی بلکہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ گواہ مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دے تاکہ گواہی اور شہادت کے جو اصول ہیں ان پر ان کو پرکھا جا سکے اور شہادت کے صحیح اور غلط ہونے کا کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔ اس فرق کو جان لینے کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ عام طور پر رؤیت ہلال کے معاملے کو شریعت نے "شہادت" کا معاملہ قرار دیا ہے اور شہادت کا یہ ضابطہ ہے کہ وہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوتی جب تک شہادت کی شرائط کے مطابق نہ ہو۔

شہادت ہلال کی ابتدائی تین شرطیں تو وہی ہیں جو تمام معاملات کی شہادت کے لیے شرط ہیں یعنی گواہ کا عاقل بالغ اور بینا ہونا۔ چوتھی شرط گواہ کا مسلمان ہونا اور پانچویں شرط جو

سب سے اہم ہے وہ اس کا عادل ہونا ہے۔

اور عادل اس شخص کو کہتے ہی جو گناہ کبیرہ سے محفوظ ہو اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ نیز اس کی زندگی میں راست بازی (سچائی) صاف گوئی اور نیکوکاری کا پہلو غالب ہو اور دنیا کی نظروں میں وہ قابل اعتماد سمجھا جاتا ہو۔ چھٹی شرط لفظ شہادت کا استعمال ہے۔ یعنی شاہد اس طرح کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں واقعہ اسی طرح ہوا ہے۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ جس واقعہ کی شہادت دے رہا ہو ان کا بچشم خود شاہد ہے۔ محض سنی سنائی بات نہ ہو اور آٹھویں شرط "مجلس قضاء" ہو یعنی شاہد کے لیے ضروری ہے کہ قاضی کی مجلس میں خود حاضر ہو کر شہادت دے۔ پس پردہ یا دور سے بذریعہ خط یا ٹیلی فون، وائرلیس اور ریڈیو یا ٹی۔ وی وغیرہ کے ذریعہ سے کوئی شخص شہادت دے تو اسے شہادت نہیں کہیں گے بلکہ وہ خبر کا درجہ پائے گی۔ (حاشیہ مظاہر حق جدید ج ۲ ص:۸۸)

رؤیت ہلال میں ریڈیو کا شرعی حکم

ریڈیو کے ذریعہ سے آمدہ اطلاعات و اعلانات کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ اعلانات و اطلاعات شرعی اصول و ضوابط کے مطابق آ جائیں خواہ کسی خطہ ملک سے آ جائیں۔ ثبوت کے لیے شرعاً کافی ہوں گے مثلاً کسی مرکزی شہر میں جہاں کا مطلع صاف رہتا ہو، غبار آلود نہ رہتا ہو اور وہاں ریڈیو اسٹیشن بھی ہو۔ حکومت کی جانب سے یہ انتظام کرا لیا جائے کہ کوئی مسلمان حاکم شہادت شرعیہ کے ذریعہ رؤیت کا ثبوت حاصل کر کے بایں الفاظ یہ اعلان کر دیا کرے کہ رؤیت کا ثبوت شرعی حاصل کر کے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ کل یوم فلاں ہے مثلاً یکم رمضان ہے یا یکم شوال ہے تو یہ اعلان معتبر ہوگا اور اس پر عمل کرنا اصول مذہب کے مطابق صحیح اور درست ہوگا۔ صرف اس بات کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ اس اعلان پر عمل کرنے سے مہینہ بجائے انتیس و تیس دن کے ہونے کے اٹھائیس یا اکتیس دن کا نہ ہو رہا ہو۔

اگر حکومت کی طرف سے ایسا باقاعدہ نظام نہ ہو سکے تو آپسی انتظام سے ایک ہلال کمیٹی بنائی جائے گی جس کے سب افراد باشرع مسلمان ہوں اور اس میں ایک سمجھدار عالم کو

بھی جو مسائل متعلقہ سے بخوبی واقف ہو شریک کرلیا جائے تاکہ تمام شرعی کاروائی باوثوق طریقے سے مکمل ہو سکے۔ وہ شرعی ہلال کمیٹی رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت حاصل کر کے ریڈیو اسٹیشن سے اپنی نگرانی میں یہ اعلان نشر کروائے کہ رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت فراہم کر کے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ کل صبح عید ہے۔ مثلاً یا اس وقت سے ماہ رمضان کی شب ہوگی۔ صبح سے روزے رکھے جائیں۔

اس دوسری صورت میں حکومت سے صرف اتنا کام لینا ہے کہ حکومت اور پروگراموں کے ساتھ اس پروگرام کے نشر ہونے کی منظوری کردے اور ہلال کمیٹی کا کوئی مسلم وکیل یا مسلم نمائندہ وہاں پہنچ کر اعلان کردیا کرے۔ ریڈیو اسٹیشن عموماً اس قسم کی خبریں و اعلانات خود نشر کرتے رہتے ہیں۔ ان کو اس کے منظور کرنے میں کچھ دقت نہ ہوگی۔ صرف اتنا لحاظ کرنا ہوگا کہ اس نشریہ کے الفاظ شرعی ہوں گے۔ جس کو ہلال کمیٹی خود مرتب کردے گی۔ اگر حکومت غیر مسلم سے بھی یہ انتظام کرالیا جائے جب بھی شرعاً نافذ صحیح ہوگا اور سارے مسلمان اس کے مطابق آسانی سے عمل کر سکیں گے۔ اگر یہ انتظام کرلیا گیا تو مستقل حل نکل آئے گا اور خط و ٹیلیفون سب سے زیادہ قوی و اطمینان بخش ہوگا اور ہر طرح کے شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہوگا۔ (نظام الفتاوی ج ۱ ص: ۸۳)

ریڈیو کی خبر کے متعلق ہندوستان کے مستند علماء کا فیصلہ

ریڈیو کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اعلان اگر رؤیت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند کا فیصلہ کرتی ہے یا کسی ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان رکھا ہے اور وہ باضابطہ شہادت لے کر فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا رؤیت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا معتمد مسلم نمائندہ ہو تو مقامی کمیٹی یا قاضی یا امیر کے لیے جائز ہوگا کہ وہ اس پر اعتماد کر کے رؤیت ہلال کا فیصلہ کردے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۸۶ بحوالہ رؤیت ہلال رمضان وعید کے مسائل و دلائل ص: ۹۶)

رویتِ ہلال میں ٹیلیفون کا شرعی حکم

ان مواقع پر جن کا تعلق خبر واطلاع سے ہے ٹیلیفون کا بھی اعتبار ہے لیکن جہاں شہادت اور گواہی مطلوب ہے وہاں محض فون کافی نہیں ہے۔ روبرو حاضری ضروری ہے ایسے مواقع پر اس تدبیر پر عمل کرنا چاہیے کہ دارالقضاء یا رؤیت ہلال کمیٹی کی جانب سے مختلف اہم مقامات پر ایسے ذمہ دار متعین ہوں جو رؤیت ہلال کی گواہی لے لیں اور پھر فون کے ذریعہ مرکز کو اس کی اطلاع کردیں۔

خط و تار اور ٹیلیفون کی خبر کے سلسلے میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کا فیصلہ حسب ذیل ہے:

تار و خط ٹیلیفون کی خبر معتبر نہیں ہے ہاں اگر خصوصی انتظام کے تحت متعدد جگہوں سے فون اور خط آئیں اور علماء کہیں کہ ان سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل ص: ۸۶، ۸۹)

ٹیلیفون کے بارے میں مولانا تھانویؒ کا فتویٰ

جن احکام میں حجاب مانع قبول ہے اس میں (ٹیلیفون) کا واسطہ غیر معتبر ہے اور جن میں حجاب مانع نہیں ہے ان میں اگر قرائن قویہ سے متکلم کی تعیین ہو جائے کہ فلاں شخص بول رہا ہے تو معتبر ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲، ص: ۷۸)

متعدد جگہوں سے ٹیلیفون آنے کا حکم

جب متعدد جگہ سے یا کسی ایک ایسے شہر سے جہاں نامور علماء اور مفتیان کرام ہوں۔ مختلف لوگوں کے یہ بیانات موصول ہوں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے یا ہمارے شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کے صدر یا مفتی یا معتمد علیہ شخصیت نے شہادت سن کر چاند ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

اور جب ایسے بیان دینے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہو جائے کہ عقلاً ان کے جھوٹ

بولنے کا کوئی احتمال باقی نہ رہے اور خبر مستفیض کے درجے میں آ جائے اور ان خبروں کے صحیح ہونے کا یقین یا غلبہ ظن مقامی قاضی یا ہلال کمیٹی کے صدر یا معتمد علیہ شخصیت کو حاصل ہو جائے تو ان کو عید کے چاند کا اعلان کرنے کا بھی حق حاصل ہو جائے گا۔ ایک دو فون کافی نہ ہوں گے اور یہی خط کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص:۱۸۹)

رؤیتِ ہلال میں خط کا شرعی حکم

خط کا حکم یہ ہے کہ اگر خط لکھنے والے نے دو معتبر وثقہ مسلمانوں کے سامنے خط لکھ کر اور ان دونوں کو اس پر شاہد بنا کر خط کے ہمراہ بھیجا ہے اور یہ دونوں خط لانے والے خط لا کر شہادت دیں کہ کاتب نے ہمارے سامنے یہ خط لکھا ہے تو یہ خط معتبر اور حجت بنے گا۔ پس یہ خط لکھنے والا قاضی شرعی یا اس کا قائم مقام (جیسے رؤیتِ ہلال کمیٹی وغیرہ ہے) اور اس خط میں ثبوتِ رؤیت کی اطلاع لکھی ہے تو اس خط پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ ہاں! اگر مختلف مقامات سے مختلف آدمیوں کے خط رؤیتِ ہلال کے ثبوت کے سلسلہ میں اتنی تعداد میں آ جائیں کہ انکار کی گنجائش نہ رہے تو اس صورت میں اس کا بھی اعتبار ہو جائے گا اور مفید رؤیت بن جائے گا۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص:۲۳۱)

تار کی شرعی حیثیت

محض تار یا خط کی خبر پر اعتماد کر کے روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا شرعاً حکم نہیں ہے البتہ اگر تار یا خط کی وہ خبر مصدق ہو جائے یا دوسرے قرائن صدق کے ساتھ مؤید ہو جائے تو عمل کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۳۷۶)

جنتری کا شرعی حکم

انتیس شعبان کو ابر کی وجہ سے کسی نے چاند نہیں دیکھا اور جنتری وغیرہ میں انتیس کا چاند لکھا ہے اور سب لوگوں کا یہی خیال ہے کہ چاند انتیس کا ہوگا اس صورت میں جنتری اور تار پر اعتبار کر کے یکم رمضان کی تاریخ مان لینا درست ہے یا نہیں؟

اس صورت میں تیس دن شعبان کے پورے کر کے اس کے بعد یکم رمضان کو قائم کرنا

چاہیے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں چاند کے بارے میں آیا ہے کہ "چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو" اور جنتری وتار پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۶۹ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۳۲ و مشکوٰۃ ص: ۱۷۴)

جن مقامات میں مسلسل چاند طلوع یا غروب رہتا ہے وہاں پر رمضان کیسے منائیں؟

جن مقامات میں چاند روزانہ طلوع وغروب نہ ہوتا ہو بلکہ کئی کئی دن یا کئی کئی ماہ مسلسل چاند طلوع رہتا ہو یا غروب رہتا ہو جیسا کہ ارض تسعین اور اس کے مضافات کے بعض مقامات ہیں تو ان مقامات میں کسی قریبی مقام کو (جہاں چاند دو دن کے علاوہ پورے ماہ میں روزانہ طلوع وغروب ہو کر اپنا ماہانہ دور پورا کر لیتا ہے اور آسانی سے اس کا علم ومشاہدہ ہو سکتا ہو) بنیاد بنا کر ماہ رمضان المبارک کا اور اس کی پہلی تاریخ کا تعین کر کے گردش لیل و نہار کے مجموعہ کے ساتھ منطبق کر لیں۔ پھر ایک مجموعہ کو پوری ایک رات اور دن (چوبیس گھنٹے) قرار دیں اور اس کے نصف اول کو رات کا حصہ قرار دے کر اس کے ختم ہونے سے تقریباً دو گھنٹے قبل سحری کھا کر روزے کی نیت کر لیا کریں اور نصف ثانی (جو دن کا حصہ شمار ہوگا) پورا ہوتے ہی روزہ افطار کر لیں اور مغرب وغیرہ کی نمازیں ادا کر لیں۔
(نظام الفتاویٰ ج ۱ ص: ۷۸)

جہاں اُفق ہمیشہ صاف نہ رہتا ہو وہاں ثبوتِ رمضان کا شرعی طریقہ

سوال: جن ممالک میں فضا ہمیشہ ابر آلود رہتی ہو (مثلاً برطانیہ) اور رویت شہادت کا امکان ہی نہ ہو وہاں شہادت ہلال کی کیا صورت ہوگی؟ مسلمانوں کے لیے ریڈیو کی اطلاع رؤیت ہلال معتبر سمجھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: جب کسی ریڈیو کے بارے میں علم ویقین حاصل ہو جائے کہ وہ شرعی ثبوت کے بعد ہی رؤیت کا اعلان کرتا ہے تو اس اعلان پر عمل کر لینا درست رہے گا۔ بشرطیکہ اس پر عمل کرنے سے مہینہ اٹھائیس دن یا اکتیس دن کا نہ ہوتا ہو۔

اور اگر ایسا علم ویقین حاصل نہ ہو لیکن ظن غالب حاصل ہو جائے کہ رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد ہی یہ اعلان ہوا ہے تو اس پر بھی عمل کر لینا درست ہوگا خواہ دنیا کے کسی خطے سے آئے۔ بشرطیکہ اس پر عمل کرنے سے مہینہ ۲۸ دن یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔

اور اگر یہ ظن غالب بھی حاصل نہ ہوتا ہو لیکن مختلف اطراف وممالک سے ثبوتِ رؤیت کی اطلاع اتنی تعداد میں آ جائے کہ تعداد میں عادۃً کذب پر اتفاق نہیں ہوتا تو استفاضے کی صورت بن کر اس کے مطابق عمل کر لینا درست ہے۔

نوٹ: ان سب صورتوں میں عوام کے علم ویقین یا ظن غالب اور استفاضہ قرار دینے کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ مقامی رؤیت ہلال کی شرعی کمیٹی کے فیصلہ وظن غالب کا اعتبار ہوگا اور اگر مقامی شرعی رؤیت ہلال کمیٹی نہ ہو تو وہاں کے خطیب جامع مسجد وعیدگاہ اور وہاں کے معتمد علماء کا فیصلہ جب ظن غالب یا استفاضے کے حصول کا ہوگا تو وہ معتبر ہوگا۔

اگر ان مذکورہ صورتوں میں کوئی صورت میسر نہ ہو یا فقہ حنفی کے اصول پر پوری نہ اترتی ہو اور پریشانیاں ہی ہوں جو سوال میں مذکور ہیں تو ایسی صورت میں یہ کرنا چاہیے کہ اگر اس خطے میں شافعی یا حنبلی یا مالکی لوگ رہتے ہوں تو جو مہینہ ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہ ہوتا ہو اس صورت میں بھی عوام خود رائی نہ کریں بلکہ علمائے احناف سے اس کے بارے میں فتویٰ حاصل کریں۔

اگر یہ صورت بھی میسر نہ ہو یعنی شافعی حنبلی مالکی لوگ بھی نہ بستے ہوں یا بستے ہوں مگر مذکورہ معتمد فتویٰ موجود نہ ہوں یا ان کے فتاویٰ آپس میں متضاد ہوں تو پھر علمائے احناف ہی کا معتمد فتویٰ حاصل کریں یا ان کی فقہ کی معتمد کتابوں سے رجوع کر کے اس مجبوری کی صورت میں ان کا معتمد مسلک تلاش کر کے اس کے مطابق عمل کریں۔

(نظام الفتاویٰ ج ا ص: ۲۳۶۲۳۳)

شہادت کے معاملے میں جو دین کا پابند نہیں ہے اُس کا حکم

جو آدمی دین کا پابند نہیں، برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا یا روزے نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے، شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شرع میں اس کی

بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہے جتنی قسمیں کھا کھا کر بیان کرے بلکہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں تو ان کا بھی اعتبار نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۵ بحوالہ ہدایہ آخرین ص:۲۶)

ہلال عید کے لیے شرعی ضابطہ: شہادت

جب چاند کی رویت عام نہ ہو سکے صرف دو چار آدمیوں نے دیکھا ہو تو یہ صورت حال اگر ایسی فضا میں ہو کہ مطلع بالکل صاف ہو، دیکھنے میں کوئی بادل یا دھواں یا غبار وغیرہ مانع نہ ہو تو ایسی صورت میں صرف دو تین آدمیوں کی رؤیت اور شہادت شرعاً قابل اعتبار نہیں ہوگی۔ جب تک مسلمانوں کی بڑی جماعت دیکھنے کی شہادت نہ دے چاند کی رؤیت تسلیم نہیں کی جائے گی جو دیکھنے کی شہادت دے رہے ہیں اس کو ان کا مغالطہ یا جھوٹ قرار دیا جائے گا۔ ہاں! اگر مطلع صاف نہیں تھا غبار، دھواں، بادل وغیرہ افق پر ایسا تھا جو چاند دیکھنے میں مانع ہو سکتا ہے ایسی حالت میں رمضان کے لیے ایک ثقہ کی اور عیدین کے لیے دو ثقہ مسلمانوں کی شہادت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص:۳۹۹)

چاند ہونے کی شہرت اور گواہ ندارد

شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہو کہ کل چاند ہوا بہت لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا، تلاش کیا پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص:۱۳۵)

تنہا چاند دیکھنے والے کی گواہی قبول نہیں کی گئی تو کیا کریں؟

کسی نے رمضان کا چاند اکیلے دیکھا سوائے اسکے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا اور یہ شریعت کا پابند نہیں ہے اس کی گواہی سے شہر والے روزہ نہ رکھیں لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلے دیکھنے والے نے تیس روزے پورے کر لیے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے۔

(بحوالہ بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۵ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص:۱۹۸)

تنہا چاند دیکھنے والا عید نہ منائے

اگر کسی نے عید کا چاند تنہا دیکھا' اس کی گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو عید کرنا درست نہیں ہے۔ صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳' ص:۵' بحوالہ عالمگیری ج ۱' ص:۱۹۳)

اکتیسویں دن افطار کرلیا جائے

اگر دو معتمد آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے۔ خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔ (بہشتی زیور حصہ یازدہم' ص:۱۰۴' بحوالہ شامی ج ۱' ص:۱۹۳)

اگر دن میں چاند نظر آ جائے؟

اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ آئندہ شب کا سمجھا جائے گا گزشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ قرار نہ دیا جائے گا۔ خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔ (بہشتی زیور حصہ ۳' ص:۱۰۴' بحوالہ ردالمختار ج ۲' ص:۱۳۹)

بغیر چاند دیکھے روزے شروع کیے پھر اٹھائیس روزے کے بعد عید کا چاند نظر آ گیا

اگر کسی شہر کے لوگوں نے رمضان کا چاند نہ دیکھا اور روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ اٹھائیسویں روزے کو شوال کا چاند دیکھا اگر انہوں نے شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن پورے گن لیے تھے اور رمضان کا چاند نہیں دیکھا تھا تو ایک دن کی قضا کریں اور اگر انتیسویں روزے کو چاند دیکھا تھا تو ان پر کچھ قضا لازم نہیں ہوگی اور اگر شعبان کے چاند کے تیس دن پورے کیے تھے اور شعبان کا چاند نہیں دیکھا تھا اور اس کے بعد رمضان کے روزے رکھے تو دو دن کی قضا کریں گے۔ (عالمگیری اُردو پاکستانی ج ۲' ص:۹)

۲۹ رمضان کو رؤیت کی گواہی

اگر گواہوں نے رمضان کی ۲۹/ تاریخ کو یہ گواہی دی کہ ہم نے تمہارے روزہ رکھنے سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا تو اگر وہ اسی شہر کے لوگ ہیں تو امام ان کی گواہی قبول نہ کرے کیونکہ انہوں نے واجب کو ترک کیا اور اگر کہیں دور سے آئے ہیں تو ان کی گواہی جائز ہوگی۔ اس لیے کہ ان کے ذمہ تہمت نہیں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری اردو پاکستانی ج ۲ ص: ۱۰)

رؤیت کی خبر دن کے بارہ بجے ملنا

رؤیت ہلال کی خبر جس وقت بھی پختہ طور سے پہنچ جائے خواہ غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے پہنچے بشرطیکہ شہادت معتبر ہو محض تار وغیرہ کی خبر نہ ہو تو روزہ توڑ کر افطار کر لینا چاہیے۔ روزہ افطار نہ کرنے کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۳۹۳ بحوالہ ردالمحتار کتاب الصوم ج ۱ ص: ۱۲۵)

غروب آفتاب سے پہلے جو چاند نظر آئے وہ معتبر نہیں

سوال: ابھی آفتاب غروب ہونے میں دو چار منٹ کی دیر تھی۔ اس وقت زید نے کہا: عید کا چاند نظر آ گیا لہٰذا روزہ افطار کرنا چاہیے تو بکر نے انکار کیا۔ تاہم زید کے کہنے پر ۱۵، ۲۰ آدمیوں نے روزہ افطار کر لیا تو ان افطار کرنے والوں کا روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب: غروب آفتاب سے پہلے رؤیت ہلال کا اعتبار نہیں ہے۔ وہ دن رمضان ہی کا ہے عید کا نہیں۔ اب جس نے یہ سوچ کر افطار کیا کہ غروب آفتاب ہو گیا ہے اس لیے چاند نظر آیا تو ان پر روزہ کی فقط قضا لازم ہے اور جو لوگ جانتے تھے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا ہے اور روزہ کھول لیا ان پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص: ۲۰)

شہادت کے بعد افطار نہ کرنا

سوال: اگر مولوی صاحب نے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت آنے پر عید کا حکم دے دیا اور صرف ایک شخص نے روزہ افطار نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ شخص گنہگار ہوا توبہ کرے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۹۳، بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۲۵ کتاب الصوم)
جو شخص حاکم کے فیصلہ شرعی کے بعد بھی افطار نہ کرے وہ گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ دن شہادت شرعیہ سے عید کا دن ثابت ہو گیا اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔
(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۱۵)

ایک شہر والوں نے رویت کی بنا پر ۲۹ روزے رکھے اور دوسرے شہر والوں نے چاند ہی کی بنا پر ۳۰ رکھے

صاحب ہدایہ اپنی کتاب "مختارات النوازل" میں فرماتے ہیں کہ: ایک شہر والوں نے رویت ہلال کے بعد انتیس روزے اور دوسرے شہر والوں نے چاند ہی کی بنا پر تیس روزے رکھے تو اگر ان دونوں شہروں میں مطلع کا اختلاف نہ ہو تو انتیس روزے رکھنے والوں کو ایک دن کی قضا کرنی ہوگی اور اگر دونوں شہروں کا مطلع جدا گانہ ہو تو قضا کی ضرورت نہیں۔
علامہ لکھنویؒ نے اس موضوع پر مفصل بحث کرنے کے بعد جو جچا تلا فیصلہ کیا ہے وہ ان ہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے:
عقل و نقل ہر دو لحاظ سے سب سے صحیح مسلک یہی ہے کہ ایسے شہر جن میں اتنا فاصلہ ہو کہ ان کے مطالع بدل جائیں، جس کا اندازہ ایک ماہ کی مسافت سے کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لیے معتبر نہیں ہونی چاہیے اور قریبی شہروں میں جن کے مابین ایک ماہ سے کم مسافت ہو ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لیے لازم اور ضرور ہوگی۔
راقم الحروف کے خیال میں یہ رائے بہت معتدل، متوازن اور قرین عقل ہے البتہ اختلاف مطالع کی حد میں متعین کرنے میں "ایک ماہ کی مسافت" کی قید کے بجائے جدید ماہرین فلکیات کے حساب اور ان کی رائے پر اعتماد کیا جانا زیادہ مناسب ہوگا۔
(جدید فقہی مسائل ج ۱ ص: ۹۲)

مطالع کے بارے میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا فیصلہ

مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ منعقدہ ۳، ۴ مئی ۱۹۶۷ء کو مختلف مکاتب فکر

کے علماء اور نمائندہ شخصیتوں نے مل کر اس مسئلہ (مطالع) کی بابت جو فیصلہ کیا تھا وہ حسب ذیل ہے:

(۱) نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے بلکہ اختلاف مسلم ہے اور یہ ایک واقعاتی چیز ہے۔ اس میں فقہائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) البتہ فقہاء اس بات میں مختلف ہیں کہ روزہ اور افطار کے باب میں یہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟

محققین احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ (دُور کے شہروں) میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے۔

(۳) بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دُوری واقع ہو کہ عادۃً ان کی رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے۔ ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے دوسرے میں ایک دن بعد۔ ان بلاد بعیدہ میں ایک کی رؤیت دوسرے کے لیے لازم کر دی جائے تو مہینہ کسی جگہ اٹھائیس دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ تیس دن کا قرار پائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

(۴) بلاد قریبہ وہ شہر ہو جن کی رؤیت میں عادۃً ایک دن کا فرق نہیں پڑتا۔ فقہاءؒ ایک ماہ کی مسافت کی دوری کو جو تقریباً پانچ سو یا چھ سو میل ہوتی ہے بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں اور اس سے کم کو بلاد قریبہ۔

مجلس اس سلسلے میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت میں بدل جاتا ہے اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

(۵) ہندوستان، پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے۔

علماء پاک و ہند کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربے سے بھی یہی ثابت ہے۔

ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بُعدِ مسافت نہیں ہے کہ مہینے میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو اس بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

(۶) مصر اور حجاز جیسے دُور دراز ملکوں کا مطلع پاک و ہند کے مطلع سے علیحدہ ہے۔ یہاں کی رؤیت ان ملکوں کے لیے اور ان ملکوں کی رؤیت یہاں والوں کے لیے ہر حالت میں لازم و قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان میں اور پاک و ہند میں اتنی دُوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔ (جدید فقہی مسائل ج ۱ ص: ۹۳)

چاند کی تاریخوں کی حکمتیں اور فائدے

اسلامی احکام کا تعلق چاند کی تاریخوں سے رکھنے میں بہت سی حکمتیں اور فائدے ہیں:

(۱) شریعت کے احکام میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ کم علم و عقل والا انسان بھی ان احکام کی بجا آوری میں اُلجھنے نہ پائے اور ایک شہری اور دیہاتی، پڑھا لکھا اور بے پڑھا دونوں برابر آسانی اور سہولت کے ساتھ شریعت کے احکام کی پابندی کر سکیں۔ چاند کی تاریخ میں نہ کلینڈر کی ضرورت ہے نہ ڈائری کی۔ آدمی بستی میں ہو یا جنگل میں، خشکی میں ہو یا سمندر میں۔ ہر جگہ بڑی سہولت سے قمری مہینوں اور تاریخوں کا پتہ چلا سکتا ہے۔

(۲) چاند کے مہینے ہمیشہ ہر موسم میں گھوم گھوم کر آتے ہیں اس لیے ہر موسم میں ہر قسم کی عبادت کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(۳) روزے کا تعلق چاند سے رکھنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ جب آدھی دنیا پر سردی کا موسم ہوتا ہے تو دوسرے آدھے حصے پر گرمی ہوتی ہے کیونکہ چاند کا مہینہ بدل بدل کر آتا رہتا ہے۔ اس لیے اگر چند سال آدھی دنیا کے مسلمانوں نے گرمی کے موسم میں روزے رکھے تھے تو چند سال سردی کے موسم میں روزے رکھنے کو مل جاتے ہیں اور اگر شمسی مہینے مقرر کر دیئے جاتے تو ہمیشہ ایک ہی موسم میں روزے رکھنے

پڑے۔ اور یہ بات ایک عالمگیر مذہب کے اصول کے خلاف ہوتی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات ۲۹ کا چاند نہ ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ یہ تمنا شعائر اسلام کے خلاف ہے کیونکہ ہمارے اوپر ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے فرض ہیں۔ اب مہینہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا، اس کی کوئی تعیین نہیں۔ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے عہد مبارک میں بعض سالوں میں انتیس روزے رکھے ہیں۔

باب نمبر-۳

مسائلِ نیت

ہر عبادت کی صحت کے لیے نیت کا ہونا شرط ہے۔ مشکوۃ کی پہلی حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس پر شاہد ہے کہ روزے کی صحت بھی نیت کے ساتھ مشروط ہے اور روزہ خواہ فرض ہو یا نفل قضا ہو یا نذر نیت کے بغیر صحیح نہیں۔ بغیر نیت کے تمام دن کچھ کھائے پیے گزار دینا روزہ نہیں کہلائے گا۔ ہاں! نیت کے الفاظ زبان سے کہنا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ سحری میں اُٹھنا اور سحری کھانا بھی نیت میں شمار ہے البتہ زبان سے نیت کا اظہار کرنا زیادہ بہتر ہے۔

رمضان میں ہر روز نیت کرنا ضروری

رمضان کے ہر روزے میں نیت کرنا ضروری ہے۔ ایک روز نیت کر لینا تمام روزوں کے لیے کافی نہیں۔ (علم الفقہ ج ۳، ص:۱۸)

رات سے نیت کرنا شرط نہیں

رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرے تب بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا، صبح ہوگئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج روزہ نہ رکھوں گا۔ پھر دن چڑھے خیال آ گیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے۔ اس لیے اب روزے کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی لیا تھا تو اب نیت نہیں کر سکتے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳، ص:۳)

نیت کا آخری وقت

اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کے ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے

روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔

صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کل وقت کے نصف کو نصف النہار شرعی کہا جاتا ہے۔ صبح صادق اور طلوعِ آفتاب کے درمیان جتنا وقت ہوتا ہے نصف النہار شرعی و نصف النہار عرفی (وقتِ زوال) کے درمیان اس کا نصف ہوتا ہے۔ مثلاً صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک ڈیڑھ گھنٹہ ہو تو نصف النہار عرفی سے پون گھنٹے پہلے نصف النہار شرعی ہوگا' اس وقت کی مقدار ہر موسم میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتی ہے اس لیے اس کی مقدار گھنٹوں سے متعین نہیں کی جاسکتی۔ ضابطہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا جائے۔

(احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴' ص: ۴۳۷)

نصف النہار کی تعیین کا طریقہ

نصف النہار کی تعیین کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل دیکھ لیا جائے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے اور سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے' ان کے درمیان کے گھنٹوں کو شمار کر کے ان کا نصف لے لیا جائے' اس نصف کے اندر اندر نیت کر لی گئی تو روزہ ہو جائے گا اور اگر نصف وقت پورا یا اس سے زیادہ گزر جائے تو روزہ نہ ہوگا' ایک گھنٹے کی قید احتیاطاً کی گئی ہے۔

(حاشیہ بہشتی زیور حصہ ۳' ص: ۳)

دل کے خیال کا نام نیت

رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے۔ بس اتنی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض کا تب بھی روزہ ہو جائے گا۔ (بہشتی زیور حصہ ۳' ص: ۳)

رمضان کے روزے کا مطلق نیت سے ادا ہو جانا

رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ کل میں نفل روزہ رکھوں گا' رمضان کا نہ رکھوں گا بلکہ اس روزے کی کبھی قضا رکھوں گا تب بھی رمضان کا ہی روزہ ہوگا' نفل کا نہیں

ہوگا۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ بحوالہ فتاوی ہندیہ ج ا ص: ۱۹۴)

قضائے رمضان کی نیت کا حکم

اگر گزشتہ رمضان کے روزے قضا ہو گئے اور پورا سال گزر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آ گیا تو اس کی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان کا ہی روزہ ہوگا' قضا کا روزہ نہ ہوگا' قضا کے روزے رمضان کے بعد رکھے۔

(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۳ بحوالہ فتاوی ہندیہ ج ا ص: ۱۹۴)

نذر کے روزے کو رمضان میں رکھنا

اگر کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اللہ کے لیے اتنے روزے رکھوں گا پھر رمضان کا مہینہ آ گیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا۔ نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا۔ نذر کا روزہ رمضان کے بعد پھر بھی رکھے' سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں جب کسی روزے کی نیت کرے گا تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کوئی روزہ صحیح نہ ہوگا۔

(بہشتی زیور حصہ ۳ بحوالہ قدوری ص: ۴۵)

کیا نفل کی نیت سے ۲۹ شعبان کا روزہ چاند ہونے کی صورت میں رمضان سے بدل جائے گا؟

انتیسویں شعبان کو بادل کی وجہ سے اگر رمضان کا چاند دکھائی نہیں دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھو۔ ہاں! اگر ایسا اتفاق پڑتا ہو کہ ہمیشہ پیر یا جمعرات یا اور کسی مقررہ دن روزہ رکھا کرتے تھے اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو جائے گا' اب اس کی قضاء نہ رکھے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۳ بحوالہ شامی ج ۲ ص: ۱۱۹)

۲۹ شعبان کو چاند نہ دکھائی دے تو اگلے روز دوپہر تک کچھ نہ کھاؤ

بادل وغیرہ کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو چاند نہیں دکھائی دیا تو اگلے روز دوپہر سے ایک گھنٹے پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو اگر کہیں سے خبر آ جائے تو اب روزے کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ پیو۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۴، بحوالہ نورالایضاح)

یوم شک کے روزہ کا حکم

اگر یوم شک (تیس شعبان) کو کچھ کھا پی لیا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو لازم ہے اس دن کے باقی حصے میں روزہ توڑنے والی چیزوں سے باز رہا جائے اور ماہ رمضان گزرنے پر فوراً اس کی قضاء رکھی جائے اور اگر یوم شک میں اس نیت سے روزہ رکھا کہ وہ رمضان کا روزہ ہے اور پھر یہ پتہ چلا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو وہ روزہ سرے سے صحیح نہ ہوگا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص: ۸۹۶)

تیس شعبان کو اگر شہادت نہ آئی اور روزہ رکھ لیا تو جیسی نیت تھی ویسا ہی روزہ ہو جائے گا

انتیس شعبان کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو نہیں ہے اور میرے ذمے چار سال کے روزے کی قضاء ہے اس لیے اس کی قضاء ہی رکھ لوں۔

یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں اس دن قضاء کا روزہ یا کفارہ اور نذر کا کفارہ رکھنا بھی مکروہ ہے کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیے۔ گر قضاء یا نذر کا روزہ رکھ ہی لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گا قضا، اور نذر کا روزہ پھر رکھ لیں اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزے کی نیت کی وہی ادا ہو گیا۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۴، بحوالہ شرح وقایہ ج ا ص: ۳۰)

کیا ایک مرتبہ نیت کر لینا کافی ہے؟

اگر مسلسل روزے رکھنا واجب ہو تو سب کے لیے ایک مرتبہ نیت کر لینا کافی ہے جیسے ماہ رمضان کے روزے یا کفارۂ صوم یا کفارۂ ظہار کے روزے یعنی جب تک یہ سلسلہ نہ

ٹوٹے گا وہی نیت جاری رہے گی اور اگر کوئی مرض یا سفر پیش آ جانے کی وجہ سے وہ تسلسل ٹوٹ گیا تو اب ہر روز رات کو نیت کرنا ضروری ہے البتہ اگر سفر ختم ہو جائے یا مرض جاتا رہے تو باقی روزوں کیلئے ایک ہی بار نیت کافی ہوگی۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ص:۸۸۳)

جو روزے مسلسل واجب نہیں ہیں انکی نیت کا طریقہ

اگر ایسے روزے ہوں جن کا تواتر سے رکھنا واجب نہیں ہے جیسے ماہ رمضان کی قضا یا کفارۂ قسم کے روزے تو ایسے روزوں کے لیے ہر روز رات سے نیت کرنا ضروری ہے ان کے لیے پہلے ہی روز نیت کر لینا کافی نہیں ہے۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ص:۸۸۳)

نیت کا قاعدہ

نفلی روزے میں اور نذر معین اور رمضان شریف کے روزوں کی رات سے نیت کرے یا صبح کو نصف النہار شرعی تک کر لینا درست ہے اور باقی روزوں میں رات سے نیت کر لینا ضروری ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص:۳۳۶ بحوالہ ردالمختار ج ۱ص:۱۱۶)

سحری کھانا نیت میں شمار ہوگا یا نہیں؟

ماہ رمضان میں ہر روز نیت کرنی چاہیے۔ سحری کھانا بھی نیت ہے یہ اور بات ہے کہ کھاتے وقت روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو (تو سحری کھانا نیت میں شمار نہ ہوگا) اگر اول شب میں روزے کی نیت کی پھر طلوع فجر سے پہلے نیت توڑ دی تو یہ نیت کا توڑ دینا ہر قسم کے روزوں کی نیت میں معتبر ہوگا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ص:۸۸۱)

نیت کا زبان سے ظاہر کرنا ضروری نہیں

نیت کا زبان سے ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ صرف دل کا ارادہ کافی ہے حتیٰ کہ سحری کا کھانا خود نیت کے قائم مقام ہے۔ اس لیے کہ سحری روزہ رکھنے کی غرض سے کھائی جاتی ہے۔

ہاں! اگر کسی کی عادت اس وقت کھانا کھانے کی ہو یا کوئی بدبخت سحری کھاتا ہو اور روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے سحری کھانا نیت کے قائم مقام نہیں ہے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۱۸)

مریض اور مسافر کی نیت کا حکم

رمضان کے مہینے میں مریض کے روزے کی نیت کا حکم مذہب مختار کے مطابق تندرست اور صحیح و مقیم کی نیت کے حکم کے مانند ہے یعنی اگر کوئی مریض آدمی رمضان کے مہینہ میں کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو اس کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا اور رمضان کا روزہ ہی تمام حالتوں میں سمجھا جائے گا۔

البتہ مسافر رمضان کے مہینہ میں کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور جس نیت سے روزہ رکھے اسی کا ہوگا (چاہے نفل ہو یا واجب)۔ (شامی ج ۲ ص: ۸۶ کتاب الصوم)

ایامِ تشریق میں روزے کی نیت کرنا درست نہیں

اگر عیدین یا ایامِ تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ میں کوئی شخص روزے کی نیت کرے تو اس روزے کا پورا کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی بلکہ اس کا فاسد کر لینا واجب ہے۔ اس لیے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (علم الفقہ ص: ۳۱)

بغیر نیت کے بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہوگا

اگر کسی نے پورے دن کچھ نہیں کھایا پیا۔ شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزے کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک ہی نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۳)

نیت کرنے کے بعد بھی صبح صادق تک کھا سکتے ہیں

شریعت میں روزے کا وقت صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس لیے جب

تک صبح صادق نہ ہو کھانا' پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ بعض حضرات شروع رات میں سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کرنے کے بعد کچھ کھانا' پینا نہ چاہیے۔ یہ خیال غلط ہے جب تک صبح نہ ہو برابر کھا سکتے ہیں چاہے نیت کر چکے ہوں یا نیت ابھی نہ کی ہو۔ (بہشتی زیور ج ۳' ص: ۳)

دل میں نیت کر کے سونے کا حکم

نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے' زبان سے ادائیگی ضروری نہیں۔ اس لیے اگر کوئی رات کو دل میں ارادہ کر کے سویا تھا تو پھر مزید نیت کی کوئی ضرورت نہیں۔
(حاشیہ فتاوٰی دارالعلوم ج ۶' ص: ۳۴۳)

کن کن روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے؟

رمضان کے قضاء روزوں میں اور نذر غیر معین اور کفارے کے روزوں میں اسی طرح اس نفل روزے کی قضاء میں جسے شروع کر کے فاسد کر دیا گیا ہو غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک نیت کر لینا ضروری ہے۔ صبح صادق کے بعد اگر نیت کی جائے گی تو کافی نہ ہوگی۔ (علم الفقہ ج ۳' ص: ۱۹)

مسئلہ: نیت میں تبرکاً 'ان شاء اللہ' کہہ لینا کچھ مضر نہیں ہے۔ (نیز روزے کی حالت میں افطار کی نیت کر لینے سے روزے کی نیت باطل نہیں ہوتی۔) (علم الفقہ ج ۳' ص: ۱۹)

زبان سے نیت کا اظہار بہتر ہے

دل سے نیت کرنا کافی ہے' کچھ کہنا ضروری نہیں بلکہ جب دل میں خیال ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر روزے کی ممنوعات سے رکا رہا تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر زبان سے کہہ دے کہ یا اللہ! کل میں روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے: "نَوَیْتُ بِصَوْمِ غَدٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" تو یہ بھی بہتر ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳' ص: ۳)

نیت کر کے روزہ توڑنا

سوال: کسی شخص نے شہر رمضان میں روزے کی نیت کی یا غیر رمضان میں رات کو یا دن کو

نفل روزے کی نیت کی۔ اب وہ رات کو یا دن کو عذر کی وجہ سے یا بلا عذر نیت توڑ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نیت کا رات کو توڑنا ممکن ہے۔ اس طریقہ سے کہ اگلے دن کھانے پینے کا ارادہ کرے لیکن اور دن میں جب کہ روزہ شروع ہو گیا تو اب نیت توڑنا لغو ہے۔ پس رمضان کے روزے میں اگر رات کو نیت کر کے توڑ دی اور دن کو کھا پی لیا تو صرف قضاء لازم آئے گی۔

اور اگر دن میں نیت توڑ کر کھا پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا اور اگر غیر رمضان میں رات کو نیت توڑ دی تو نہ قضاء ہے نہ کفارہ اور اگر دن میں نیت ختم کر کے کھا پی لیا تو صرف قضاء لازم آئے گی اور جن روزوں میں ان کا وقت متعین ہے اس میں بلا عذر نیت توڑنا جائز نہیں اور غیر معین میں توڑنا بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۲ ص: ۱۷۳)

جس شخص نے روزہ کی نیت نہ کی تو اس کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

سوال: جس شخص نے رمضان کی رات میں نہ نیت روزہ رکھنے کی اور نہ عدم روزہ کی تو اب دن میں اس کے لیے کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر روزے دار نے زوال سے پہلے تک نیت نہ کی تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا لیکن کھانا پینا رمضان کے احترام کی وجہ سے جائز نہیں اور اگر کھا لیا تو صرف قضاء لازم آئے گی۔
(امداد الفتاوی ج ۲ ص: ۱۷۳)

باب ۴

سحری کے مسائل وفضائل

اللہ تعالیٰ کے قانون کا بھی عجیب وغریب معاملہ ہے۔ اس کے یہاں ہر چیز کے خزانے ہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر مطلق ہے۔ وہ اپنے متعلق فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ﴾ ''وہ کھاتا نہیں بلکہ کھلاتا ہے۔''

مشہور ہے کہ رحمت خداوندی ''بہانہ می جوید'' کہ خدا کی رحمت دینے کے لیے بہانہ تلاش کرتی ہے۔ اب سحری کو ہی دیکھئے جب کہ سحری کھانا بندوں کے اپنے اغراض ومقاصد میں سے ہے لیکن چونکہ روزے کی نسبت صرف اللہ ہی کی طرف ہے اس نے اس میں بھی مسلمانوں کے لیے اجر وثواب رکھ دیا ہے۔ سحری کھانا مسنون ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ اور ہمارے روزوں میں صرف سحری کا فرق ہے۔ (یعنی وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانے کی خواہش نہ ہو تو اس سنت پر عمل کرنے کے لیے دو ایک چھوہارے کھالے یا صرف پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے تاکہ سنت پر عمل ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ یعنی بدن میں چستی اور قوت قائم رہتی ہے۔

سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ سحری کھانے میں تاخیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو اس وقت تک کھاتے پیتے رہنا چاہیے اور جب صبح صادق نمودار ہو جائے تو پھر کھانا پینا ترک کر دینا چاہیے۔ صبح صادق کی پہچان یہ ہے کہ جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے تو مشرق میں اُفق کے کناروں پر روشنی کی دھاری نمایاں ہوتی ہے اور

پھر روشنی غالب آ کر تاریکی مٹ جاتی ہے۔ بس یہی صبح صادق ہے۔

صاحب کشاف نے سحری کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے آخر حصے میں سحری کھاؤ۔ مثلاً اگر غروب آفتاب سے صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو آخر کے دو گھنٹے سحری کھاؤ اوران میں بھی تاخیر بہتر ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزے میں شک ہونے لگے۔ لغت میں سحری اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے۔ بعض حضرات تراویح پڑھ کر کھا کر سو جاتے ہیں یا بغیر سحری کے روزے رکھتے ہیں۔ اگر چہ اس طرح تو ان کا روزہ ہو جائے گا مگر سحری کے ثواب سے محروم رہیں گے۔ روزے دار کو سحری کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس میں اپنی ہی راحت و نفع اور مفت کا ثواب ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ افراط و تفریط ہر چیز میں مضر ہے کہ نہ اتنا کم کھاؤ کہ عبادت میں کمزوری محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھاؤ کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں کیونکہ احادیث میں زیادہ کھانے کی ممانعت وارد ہے۔

سحری کا مسنون وقت

روزے دار کو رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کھانا مسنون ہے اور باعث برکت و ثواب ہے۔ نصف شب کے بعد جس وقت بھی کھائیں سحری کی سنت ادا ہو جائے گی لیکن بالکل آخری شب میں کھانا افضل ہے۔ اگر موذن نے صبح کی اذان وقت سے پہلے دے دی تو سحری کھانے کی ممانعت نہیں ہے جب تک صبح صادق نہ ہو جائے (کھا سکتے ہیں) سحری سے فارغ ہو کر روزے کی نیت دل میں کرنا کافی ہے زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے۔ "بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ"

(جواہر الفقہ ج ا ص:۳۸۱)

حضورؐ کے زمانے میں سحری اور فجر کے درمیان وقفے کی مقدار

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت انس

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ اذان اور سحری میں کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ کہا: پچاس آیت کے پڑھنے کے برابر۔ (بخاری شریف ج ۱ ص:۶۸۹)

سحری اور افطار کے لیے ڈھول بجانا

جس طرح نکاح اور اعلانِ جنگ کے لیے دَف کا بجانا حدیثوں سے ثابت ہے اسی طرح چاند نظر آنے اور سحری اور افطار کے وقت ضرورۃً بطورِ اعلان بجانا جائز ہے بشرطیکہ باجے کے طرز پر نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص:۴۰، بحوالہ شامی ج ۵ ص:۳۰۷)

سحری وافطار کیلئے گھنٹہ، نقارہ یا توپ وغیرہ کا استعمال

سوال: رمضان المبارک میں سحری و افطار کا صحیح وقت بتانے کے لیے جامع مسجد میں نقارے کا انتظام کیا جائے اور اس کے ذریعہ سے تمام مسلمانوں کو اطلاع دی جائے تو کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ ناقوس کو ہندوؤں کی عبادت کے مشابہ ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عہدِ صحابہ میں ثابت نہ ہونے کی وجہ سے برا سمجھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: طبل (ڈھول) بجانے کو فقہاء نے جائز لکھا ہے کہ افطار و سحور کے وقت بجانے میں بھی کچھ حرج نہیں مگر طبل داخلِ مسجد نہ رکھا جائے اور ناقوس وغیرہ سے اس کو اس لیے مشابہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ اس طریقہ اعلان کی خصوصیت کو عبادت بھی سمجھتے ہیں اور یہاں ایسا کوئی مسئلہ نہیں سمجھا جاتا اور خیر القرون میں اس کی مثال نکاح کے وقت دَف کا بجانا موجود ہے۔

اس سے بھی مقصود ایک طاعت کے متحقق ہونے کا اظہار ہے اور اس سے بھی مقصود ایک طاعت کا وقت متحقق ہونے کا اعلان ہے اور غور کرنے سے دَف کی کراہت کے مقابلے میں عوام کی ضرورت بڑھی ہوئی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص:۱۰۱)

سحری وافطار کے وقت کی اطلاع کے لیے گولہ چھوڑنا جائز ہے۔ نقارہ بجانا بھی جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۴ ص:۲۳۴)

سحری کی سنت ادا کرنے کیلئے پان کھانا

سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین چھوہارے ہی

کھالے یا اور کوئی چیز تھوڑی بہت کھالے اگر کچھ بھی نہ ہو تو سادہ پانی ہی پی لے اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کر ایک آدھ پان ہی کھالیا تو جب بھی سحری کا ثواب مل گیا۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۱۴ بحوالہ شرح البدایہ ج ا ص:۲۰۵)

سحری بالکل صبح کے وقت نہ کھائیں

سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑ جائے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۱۴ بحوالہ نسائی شریف ص:۲۰۵)

سحری جلدی کھائی اور پان آخر میں کھایا

اگر کسی نے سحری جلدی کھائی اور اس کے بعد پان' تمبا کو اور چائے وغیرہ دیر تک کھاتے پیتے رہے اور جب صبح صادق ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر لی جب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔
(بہشتی زیور حصہ ا ص:۱۴ بحوالہ شرح البدایہ ج ا ص:۲۰۵)

اذان دیر میں ہونے پر اس وقت تک سحری کھاتے رہنا

سوال: زید کہتا ہے کہ ناواقف لوگ جو اوقات سحری کی خبر نہیں رکھتے جب تک اذان نہ سنیں' کھا پی سکتے ہیں' صحیح مسئلہ کیا ہے؟

جواب: صبح صادق کے بعد کھانا' پینا درست نہیں ہے۔ خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ اس بارے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۳۳۵ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص:۱۱۰)

اذان کے وقت مُنہ کا لقمہ نگل گیا

سوال: اذان ہوتے ہی سحری چھوڑ دی لیکن جو ایک دو لقمے مُنہ کے اندر تھے ان کو نگل کر پانی پی لیا' کیا روزہ ہو گیا یا قضا لازم ہے؟

جواب: اگر یہ ظن غالب ہو کہ صبح صادق ہونے کے بعد اذان شروع ہوئی تو روزہ نہ ہوگا اور

اگر حالت شبہ ہو تو اس وقت کھانا پینا مکروہ ہے مگر روزہ صحیح ہو جائے گا۔
(احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۲)

غلطی سے سحری صبح صادق کے بعد کھانا

اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی تو رات باقی ہے۔ اسی گمان پر سحری کھالی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا۔ قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر کچھ کھائے پئے نہیں' روزہ داروں کی طرح رہے اور اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا۔ اسکی قضا کرے' کفارہ واجب نہیں اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳' ص: ۱۳' بحوالہ شرح البدایہ ج ۱' ص: ۲۰۵)

بغیر سحری کا روزہ

سوال: بغیر سحری کھائے روزہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: سحری کھانا روزہ کے لیے مستحب ہے پس بلا سحری کے بھی روزہ ہو جاتا ہے۔
(فتاوی دار العلوم ج ۶' ص: ۴۹۶' بحوالہ رد المحتار ج ۲' ص: ۱۵۶ باب ما یفسد الصوم)

اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلے' سب کے سب سو گئے تو بغیر سحری کھائے روزہ رکھو۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔
(بہشتی زیور حصہ سوم' ص: ۱۳)

وقت ختم ہونے پر سحری کھانا

اگر اتنی دیر ہو گئی کہ صبح صادق ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح صادق ہو گئی تھی تو اسی روز کی قضا کرے اور اگر کچھ معلوم نہ ہو' شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات اس میں ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔
(بہشتی زیور حصہ ۳' ص: ۱۳' بحوالہ شرح البدایہ ج ۱' ص: ۲۰۵)

سحری کے بعد بیوی سے ہمبستری

سوال: رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اوراس کے بعد غسل کا وقت کب تک ہے؟

جواب: رمضان شریف میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق ہونے میں دیر ہو تو اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کرنا درست ہے۔ غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے جماع سے فراغت ہو جانی چاہیے اور غسل چاہے صبح ہونے کے بعد ہو روزہ میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔
(فتاوی دارالعلوم ج ٦ ص: ٣٩٦ بحوالہ مشکوۃ شریف ص: ١٧٠)

سحری کے بعد کلی کرنا

سوال: سحری کھا کر اگر کلی نہ کرے اور اسی طرح سو جائے تو روزہ میں کچھ حرج تو نہیں؟

جواب: اگر دانتوں میں اٹکا ہوا کھانا چنے کی مقدار یا اس سے زیادہ حلق میں اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔
اور اگر چنے کی مقدار سے کم ہو تو مفسد نہیں۔ لہٰذا فسادِ روزہ کی وجہ سے کلی کر کے سونا چاہیے۔ (احسن الفتاوی پاکستانی ج ٤ ص: ٤٣٣)

رمضان میں فجر کی جماعت جلدی کرنا

سوال: رمضان شریف کے دنوں میں سحری کھانے کے بعد اگر احتمال ہو کہ فجر کے وقت آنکھ نہ کھلے گی تو اول وقت میں نماز پڑھ لینا کیسا ہے؟ اور اسی وقت اذان کہہ کر جماعت کر لینا اس وجہ سے کہ لوگوں کی اکثر و بیشتر جماعت چھوٹ جاتی ہے اور بعض اوقات قضاء بھی ہو جاتی ہے کیسا ہے؟

جواب: حامداً و مصلیاً۔ رمضان المبارک میں سحری کے بعد اول وقت فجر کی نماز کے لیے اگر نمازی جمع ہو جائیں اور روزانہ کے وقت معمول تک تاخیر ہونے سے جماعت چھوٹنے یا قضاء ہونے کا اندیشہ ہے تو اول وقت جماعت کر لینا بہتر ہے۔
(فتاوی محمودیہ ج ١ ص: ١٦٢)

بَابْ(۷)-۵

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ میں کچھ باتیں ایسی ہیں کہ نہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے۔ان باتوں کو یاد رکھنا چاہیے۔بعض حضرات اپنی عقل وفہم سے یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا پی لیتے ہیں حالانکہ اس صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسئلہ جانتے ہوئے بھول کر کھانا کھانے کے بعد عمداً جماع کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور عمداً محض کھانا کھانے کی صورت میں صرف قضاء ہی ہے۔(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۱۰۴)

بھول کر کھانا اور صحبت کرنا

اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے یا بھولے سے صحبت ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں گیا اور بھول کر پیٹ بھر کر کھا پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔نیز اگر بھول کر کئی مرتبہ بھی کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔(بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۱۴، بحوالہ قدوری ص:۴۵)

تندرست اور ضعیف کی بھول میں فرق

ایک شخص کو بھول کر کھاتے ہوئے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقتور ہے کہ روزے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلانا واجب ہے اور اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت و طاقت نہ ہو،روزہ سے تکلیف ہوتی ہو تو اس کو یاد نہ دلائے کھانے دے۔
(عالمگیری ج:۱ ص:۲۰۲)

روزے میں سرمے،تیل اور خوشبو کا استعمال

روزہ کی حالت میں دن میں سرمہ لگانا،تیل لگانا،خوشبو سونگھنا درست ہے۔اس سے

روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا ناک کی غلاظت میں سرمہ کا اثر دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا اور نہ مکروہ ہوا۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۰ بحوالہ قدوری ص: ۳۵)

ناپاکی کی حالت میں روزہ رکھنا

سونے کی حالت میں احتلام ہو گیا پھر بغیر غسل کیے ہوئے روزہ رکھ لیا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا (ناپاکی کا گناہ الگ ہوگا)۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۳۱)

روزہ کی حالت میں حلق کے اندر مکھی، مچھر، گرد وغبار وغیرہ چلا جانا

روزہ کی حالت میں حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا یا گرد وغبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۱ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص: ۲۹۸)

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص: ۹۲۲ میں تفصیل کے ساتھ یہ مسئلہ درج ہے کہ راستہ کا غبار یا آٹے کی چھانس یا مکھی مچھر وغیرہ ان میں سے کوئی بھی منہ میں روزہ کی حالت میں چلی جائے اور معدہ میں پہنچ جائے تو روزہ کے لیے نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ ان اشیاء سے بچنا مشکل اور دشوار ہے۔

نیز یہی حکم اس میں بھی ہے کہ اگر کوئی چیز پینے یا دوا کوٹنے کا غبار یا مزہ حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری پاکستانی ج ۲ ص: ۱۷)

روزے کی حالت میں آنسو کا منہ میں چلا جانا

اگر روزہ دار کے منہ میں آنسو داخل ہوں تو اگر تھوڑے ہوں جیسے کہ ایک دو قطرے یا مثل اس کے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر بہت ہوں کہ آنسوؤں کی نمکینیت منہ میں پائے اور بہت زیادہ جمع ہو جائیں تو پھر ان کو نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اسی طرح چہرہ کا پسینہ روزہ دار کے منہ میں داخل ہو تو یہی حکم ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری اردو پاکستانی ج ۲ ص: ۱۷)

روزے کی حالت میں پھول سونگھنا

خوشبودار عطریات' گلاب' نرگس وغیرہ کا پھول سونگھنے سے یا غسل جنابت (ناپاکی کی حالت) میں اتنی دیر کرے کہ سورج نکل آئے بلکہ پورے دن ناپاکی کی حالت میں رہنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص:۹۱۹)

روزے کی حالت میں نکسیر پھوٹ جانا

سوال: روزہ کی حالت میں نکسیر پھوٹ گئی یہاں تک کہ اسکا اثر تھوک میں بھی پایا گیا تو کیا روزہ ہو گیا؟

جواب: اس کے روزہ میں کچھ خلل نہیں آیا۔ (بشرطیکہ اس کے پیٹ میں خون نہ گیا ہو) (فتاوی دار العلوم ج ۶ ص:۴۰۶)

روزے میں کان کے اندر تیل یا پانی جانا

کان میں پانی کے خود بخود چلے جانے سے یا قصداً ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بخلاف تیل کے۔ اس کے ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ تیل پیٹ میں داخل ہو جائے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص:۳۲)

ناک میں پانی چلا جانا

سوال: روزہ کی حالت میں روزہ یاد ہوتے ہوئے وضو کرتے وقت غلطی سے یا جان بوجھ کر دماغ تک پانی پہنچ گیا یا دماغ تک تو نہیں پہنچا مگر اتنی دور تک پہنچا کہ اس سے تکلیف ہوئی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: ناک کی راہ سے پانی پہنچانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر ناک سے حلق میں پانی چلا آیا تب روزہ فاسد ہو جائے گا۔ دماغ تک پہنچنے کی شکل میں تردد ہے تحقیق کر لیں۔
(امداد الفتاوی ج ۱ ص:۱۷۳ و ج ۲ ص:۱۳۹)

آنکھ میں دوا ڈالنا

بدن کے مساموں سے جو تیل اندر (جسم میں) داخل ہو جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح جو شخص پانی سے نہایا اور اس کو جسم کے اندر سردی محسوس ہوئی تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا نیز آنکھوں میں دوا ٹپکائی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری پاکستانی اردو ج ۲ ص: ۱۸)

کلی کرنے کے بعد مُنہ میں پانی کے اثرات رہ جانا

کلی کرنے کے بعد پانی کی تری جو منہ میں باقی رہ جاتی ہے اس کو نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر اس میں یہ شرط ہے کہ کلی کرنے کے بعد ایک دو مرتبہ تھوک منہ سے نکال دیا جائے اس لیے کہ کلی کرنے کے بعد کچھ پانی باقی رہ جاتا ہے۔ ہاں! دو ایک مرتبہ تھوک دینے کے بعد پھر پانی نہیں رہ جاتا البتہ ہلکی سی تری رہ جاتی ہے۔ (اس میں کچھ حرج نہیں)۔
(علم الفقہ ج ۳ ص: ۳۲)

ناک کو حلق کی جانب چڑھانا

ناک کو روزے کی حالت میں اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۲، بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص: ۲۷۸)

روزے میں تھوک یا رال نگل جانا

روزے کی حالت میں منہ میں تھوک (یا رال) جو جمع ہو جائے اس کو نگل نے یا دانتوں کی جھری میں کھانے کی کوئی چیز رہ گئی ہے اس کو نگل لے تو اس سے بھی روزہ کو نقصان نہیں پہنچتا اور اگر قصداً ایسا کیا تو بھی روزہ درست ہوگا۔ ہاں! اگر اس چیز کی مقدار اتنی ہو جس کو عموماً زیادہ کہا جاتا ہے تو اس کے نگلنے سے خواہ بے ارادہ ہی ایسا ہوا ہو روزہ باطل ہو جائے گا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص: ۹۲۰)

باتیں کرتے وقت ہونٹ تھوک میں تر ہوجانا

اگر کسی کے ہونٹ باتیں کرتے وقت یا اور کسی وقت تھوک میں تر ہوجائیں۔ پھر اس کو نگل جائے تو ضرورت کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر منہ سے رال تھوڑی دیر تک بہی اور اس کا تار منہ کے اندر کے لعاب سے ملا ہوا تھا۔ پھر وہ اس کو منہ کے اندر لے جا کر نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس لیے کہ اس کا باہر نکلنا پورا نہیں ہوا تھا اور اگر اس کا تار ٹوٹ گیا تو پھر اس کا حکم مختلف ہے۔ (یعنی منہ کے لعاب سے تار ٹوٹ جانے کے بعد اس رال کو منہ کے اندر لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا)۔
(فتاویٰ عالمگیری اُردو پاکستانی ج ۲ ص: ۷۱)

دانتوں میں خلال کرنے سے مُنہ میں ریشہ چلا جانا

دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ یا کوئی اور چیز تھی اس کو خلال کرنے سے کھالیا لیکن اس کو منہ سے باہر نہیں نکالا تھا۔ آپ ہی حلق میں چلا گیا تو دیکھو اگر چنے کی مقدار سے کم ہے تو روزہ نہیں گیا۔ اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ جاتا رہا۔ البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل لیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۱ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص: ۲۰۸)

رمضان میں سونے والے کا اُٹھ کر دانت میں خون دیکھنا

سوال: رمضان میں دوپہر کو ایک شخص سویا، جب اُٹھا تو اس کے دانت میں خون تھا۔ یہ یقین نہیں کہ سوتے وقت خون منہ میں گیا یا نہیں اب روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں روزہ نہیں جاتا۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۱۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۳۴)

خون میں ملا ہوا تھوک نگل جانا

مُنہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل جائے تو روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خون

تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور حصہ ۳، ص: ۱۳)

پان کی سُرخی نگلنا

سوال: سحری کے بعد پان کھایا یا دن نکلنے پر پان کی سرخی تھوک میں موجود ہے۔ ایسے تھوک کے نگلنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

اگر کلی، غرارہ کیا ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ بعض مرتبہ کلی کرنے کے بعد ہلکی سی سرخی تھوک میں رہ جاتی ہے، جس کا دُور کرنا مشکل و دشوار ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: باہر سے رنگ کا اثر اگر تھوک میں ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن پان جو صبح صادق سے پہلے کھالیا اور اس کے اجزاء منہ میں نہ رہے اور کلی وغیرہ کر کے منہ کو خوب صاف کرلیا پھر اگر صبح کو تھوک میں سرخی کا اثر باقی رہا اور اس کو نگل لیا تو اس میں مفسدِ صوم کا حکم نہ ہوگا۔ تھوک اگر سرخی مائل ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

لیکن احتیاط ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے کچھ اثر نہ چھوڑنا چاہیے۔ خوب منہ کو صاف کرلینا چاہیے اور اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو اس روزہ کی قضاء کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ٦، ص: ۴۱۵، بحوالہ رد المحتار ج ۲، ص: ۱۳۱، ۱۳۲)

سحری کے وقت مُنہ میں پان لے کر سوجانا

سوال: روزے کی نیت سے پان کھا کر لیٹ گئے۔ جب صبح کو جاگے تو کسی کے منہ میں پورا پان تھا اور کسی کے منہ میں چنے کے برابر اور کسی کے منہ میں کچھ بھی نہیں تھا تو اس صورت میں کس کس کا روزہ ہوا، شرعی حکم کیا ہوا؟

جواب: اگر سوتے وقت مُنہ میں پان لے کر سوئے اور صبح تک منہ میں رہا تو روزہ جاتا رہے گا۔ جسکے منہ میں پان نہ گیا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ اسکو نگل گیا ہو اور یہی کہا جائے گا کہ صبح کے بعد نگلا ہے۔

اور اگر پان سالم بھی پایا گیا تب بھی غالب ہے کہ اس کا عرق حلق میں گیا ہوگا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حکماء و اطباء اصل السوس وغیرہ منہ میں ڈال کر سونے کو بتاتے ہیں۔ اگر عرق

نہ پہنچا تو اس سے کیا نفع۔ جب پہنچنا ثابت ہو گیا تو سونے کی حالت میں کھائے پئے تو قضاء واجب ہے اور اگر سونے سے پہلے پان تھوک دیا اور غرغرہ وغیرہ نہیں کیا اور اگر منہ میں چنے کے برابر یا چنے سے زیادہ تھا تو قضاء واجب ہے اور اس سے کم ہے تو روزہ فاسد نہیں۔
(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص: ۱۷۲)

مُنہ میں ریت چلا جانا

سوال: منہ میں ریت پہنچا اور تھوک دیا اور بعد میں تھوک نگل لیا۔ پھر دانتوں میں ریت معلوم ہوا کہ ریت اندر ہی رہ گیا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹا یا نہیں؟
جواب: اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹا۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۰۹ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص: ۱۳۴)

مصنوعی دانت کا حکم

سوال: جو شخص منہ میں ہر وقت مصنوعی دانت لگائے رہتا ہے نہ ان میں بو ہے اور نہ مزہ ہے۔ روزے کی حالت میں یہ دانت منہ میں رہتے ہیں کیا اس سے روزہ مکروہ ہوتا ہے؟
جواب: مکروہ نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ جدید ترتیب ج ۲ ص: ۱۳۲)

پائیریا کی پیپ مُنہ میں چلی جاتی ہے

سوال: مرض پائیریا کی وجہ سے سوڑھوں میں پیپ آ جاتی ہے۔ اس کو تھوک کے ساتھ نگل جانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ معلوم یہ کرنا ہے کہ جو چیز مُنہ میں ہی پیدا ہو رہی ہے اس کے اجزاء قصداً یا بلا قصد تھوک کے ساتھ حلق میں چلے جائیں تو کیا حکم ہے؟
جو چیز خارج منہ میں رکھی جائے جیسے سونے میں پان مُنہ میں رہ گیا اور صبح کو آنکھ کھلی تو کیا دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟
جواب: پائیریا کی پیپ کو پان کی پیک پر قیاس کرنا اور مفسد صوم قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ پان خارج سے منہ میں رکھا جاتا ہے اس کی پیک تھوک پر غالب ہوتی ہے۔ بخلاف پائیریا کی پیپ کے کہ پائیریا ایک مستقل مرض ہے۔ پیپ مُنہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اس سے احتراز

ممکن نہیں۔ پیپ کی مقدار بھی کم اور تھوک سے مغلوب ہے لہٰذا مفسد صوم نہیں ہونا چاہیے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص: ۹ ۱۰ بحوالہ عالمگیری ج ۲ ص: ۱۰۱)

ڈکار کے بعد منہ میں پانی آجانا

جس شخص نے سحری میں اس قدر رکھایا ہو کہ طلوع آفتاب کے بعد ڈکاریں آتی ہیں اور ان کے ساتھ پانی آتا ہے اس سے روزہ میں کچھ حرج نہیں آتا ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص: ۴۷۱)

خون روکنے کے لیے منجن کا استعمال

سوال: جب کہ مسوڑھوں سے خون اور مواد نکلتا ہے تو کسی ایسے منجن کا جو خون کو روکے اور دفع مواد ہو استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے مگر منجن مل کر فوراً منہ دھولے اور کلی کرے تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادۃً پیٹ میں نہ پہنچتا ہو مگر بچنا اچھا ہے۔ اس لیے کہ کراہت تنزیہی تو بہرحال ہے۔ احتیاط کے ساتھ منجن ملیں اور دانتوں کو صاف کریں کہ حلق کے اندر کچھ نہ جائے تو مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے خلاف اولیٰ ضرور ہے جس کا مطلب کراہت تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۰۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۲)

مسواک اور کوئلے سے دانت صاف کرنا

کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے۔ خواہ سوکھی مسواک ہو یا تازہ اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے جب بھی مکروہ نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۳ بحوالہ مراقی الفلاح ص: ۳۱۰)

مسواک کا ریشہ پیٹ میں چلا جانا

سوال: مسواک کرتے وقت اس کا ریشہ پیٹ میں چلا گیا اور کوشش کے باوجود باہر نہ نکلا کیا

اس سے روزہ فاسد ہو گیا؟

جواب: دانتوں میں اٹکا ہوا کھانے کا ذرہ اگر چنے کے دانے سے کم مقدار میں حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسواک کے ریشہ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۵)

تمباکو کا پتہ جلا کر دانت صاف کرنا

سوال: بعض عورتیں تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ اور مسّی سے رمضان شریف میں دانت صاف کرتی ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب: اگر دانتوں کو کلی کر دھولیا جائے کہ پیٹ میں اس کا اثر نہ جائے تو روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ٦ ص: ٤٠٦)

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر کا استعمال

روزے کی حالت میں فقہاء احناف نے مسواک کی اجازت دی ہے۔ چاہے وہ خشک لکڑی کی ہو جس میں ایک گونہ ذائقہ موجود ہوتا ہے لیکن ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر کا حال اس سے مختلف ہے اس میں بہت محسوس ذائقہ ہوتا ہے۔ مسواک کا نہ اس پر اطلاق ہوتا ہے اور نہ مسواک کی سنت ادا کرنے کے لیے اس کی ضرورت ہے۔ اس لیے کسی ضرورت شدیدہ کے بغیر اس کا استعمال کراہت سے خالی نہ ہوگا۔ ہاں! عذر کی بناء پر کیا جا سکتا ہے۔
(جدید فقہی مسائل ج ۱ ص: ١٠٢)

روزے میں قے کرنا

سوال: قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قے مُنہ بھر کر آئی اور ایک چنے کے برابر یا اس سے زائد جان بوجھ کر عمداً واپس لوٹالی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قضاء فرض ہے کفارہ نہیں اور اگر جان بوجھ کر مُنہ بھر کر قے کی تو اس صورت میں بہر حال روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر چہ واپس نہ لوٹائے البتہ مُنہ بھر کے قے نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسان الفتاویٰ ج ۴ ص: ۴۳۳، بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ١٢٠)

قصداً قے میں سے کچھ مُنہ میں چلا جانا

اگر کوئی شخص قصداً قے کرے تو اگر منہ بھر کر نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ جو قے قصداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو وہ اگر بے اختیار حلق کے نیچے اُتر جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۳۲)

اپنے آپ قے ہو جانا

آپ ہی آپ قے ہوگئی تو روزہ نہیں گیا۔ چاہے تھوڑی سی قے ہوئی یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کر قے ہوگئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔ نیز تھوڑی سی قے آئی پھر خود بخود حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔ البتہ اگر قصداً لوٹائی تو روزہ ٹوٹ گیا۔

(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۲ بحوالہ فتاوٰی ہندیہ ج ۱ ص: ۲۰۲)

قے ہونے کے بعد قصداً کھانا

اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضاء واجب ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۳ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص: ۲۰۴)

روزہ کی حالت میں سَر میں تیل جذب کرنا اور مشترک حصہ میں خشک چیز داخل کرنا

اگر کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصے کے سوراخ میں کوئی چیز داخل کرے اور اس کا سرا باہر رہے یا تر چیز داخل کرے اور وہ موضع حقنہ تک نہ پہنچے تو چونکہ یہ چیزیں جوف (اندرونی حصہ) تک نہیں پہنچی اس لیے روزہ فاسد نہ ہوگا نہ کفارہ واجب ہوگا اور نہ قضا اور اگر خشک چیز مثلاً روئی یا کپڑا وغیرہ مرد نے اپنی دبر (اجابت کے سوراخ) میں داخل کی اور ساری اندر غائب ہوگئی یا تر چیز داخل کی اور وہ موضع حقنہ تک پہنچ

گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضاء واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی مرد اپنے ذکر کے سوراخ میں کوئی چیز مثلاً تیل یا پانی ڈالے خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا ویسے ہی یا سلائی وغیرہ داخل کرے اگر چہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں لیکن روزہ فاسد نہیں ہوگا۔
(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص: ۱۰۶)

روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار

سوال: کیا روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار جائز ہے؟
جواب: یہ اُمور جائز ہیں مگر جوان آدمی ایسا فعل روزے کی حالت میں نہ کرے جس میں خوف ہو کہ وہ جماع کی طرف راغب کردے گا۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۱۴، بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص: ۱۹۹)

روزے میں میاں بیوی دونوں کی شرمگاہوں کا مل جانا

سوال: زید نے روزے میں دن میں بیوی سے پیار کیا یا بغل گیر ہوا یا ایک نے دوسرے کی شرم گاہ کو ملایا جس سے شہوت پیدا ہوگئی پھر دونوں علیحدہ ہوگئے تو کیا روزہ ہوگیا؟
جواب: اس صورت میں روزہ ہوگیا مگر جوان آدمی کو ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۰۷)

روزے میں مذی کا نکلنا

سوال: روزے میں بیوی کے ساتھ پیار وغیرہ کرنے کی وجہ سے جوش سے مذی آ جائے تو کیا حکم ہے؟
جواب: پیار وغیرہ کی وجہ سے جو پانی نکلتا ہے اس کو مذی کہتے ہیں۔ اس سے روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ البتہ منی کے نکلنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر روزہ کو خطرہ ہو تو بوس و کنار جائز نہیں، مکروہ تحریمی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص: ۱۴۶، بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۲۳)

روزہ میں محض دیکھنے سے انزال ہو جانا

محض دیکھنے سے یا خیال کرنے سے انزال ہو جائے (منی کا اخراج) اور یہ غیر ارادی

طور پر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ احتلام سے نہیں ٹوٹتا۔ یعنی اگر کسی شخص کو محض شہوت انگیز چیز کے دیکھنے یا سوچنے سے انزال ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص: ۹۲۰)

سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں اگر چہ بغیر غسل کیے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا دل میں خیال کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص: ۱۰۶ بحوالہ قدوری ص: ۴۵ و فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص: ۲۰۳)

صبح صادق ہوتے ہی بیوی سے الگ ہو گیا

کسی شخص نے بے سبب اس کے کہ اس کو روزہ کا خیال نہیں رہا یا ابھی کچھ رات باقی تھی اس لیے جماع (صحبت) شروع کر دیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور اس کے بعد جیسے ہی اس کو روزہ کا خیال آ گیا یا جونہی صبح صادق ہوئی بیوی سے الگ ہو گیا یا لقمہ کو منہ سے پھینک دیا اگر چہ علیحدہ ہو جانے کے بعد منی بھی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص: ۱۰۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۰)

رمضان میں جنابت کا غسل صبح کرنا

سوال: رمضان میں غسلِ جنابت صبح کو کرنے سے روزہ میں تو کچھ نقصان نہیں آتا؟

جواب: اس سے روزہ میں کچھ خلل اور خرابی لازم نہیں آتی۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۱۴ بحوالہ درمختار ج ۲ ص: ۱۳۸ باب ما یفسد الصوم و مالا یفسدہ)

روزہ میں رومال بھگو کر سر پر ڈالنا

سوال: ایک شخص روزہ میں قصداً رومال بھگو کر اس لیے سر پر اوڑھتا ہے تا کہ روزہ میں تخفیف ہو۔ یہ فعل کیسا ہے کیا یہ کروہ ہے؟

جواب: ابوداود کی روایت اور ردالمحتار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۰۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۶ باب ما یفسد الصوم و مالا یفسدہ)

روزے میں تر کپڑا پہننا یا بار بار غسل کرنا

سوال: روزے میں تر کپڑا پہننا اور تین چار مرتبہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں۔اس سے روزے میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس سے روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا۔

(فتاوٰی دار العلوم ج ۶ ص: ۴۰۷ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص: ۱۸۶)

گرمی کی وجہ سے روزے میں کلی کرنا

روزے میں گرمی کی وجہ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا یا منہ پر پانی ڈالنا' نہانا' کپڑا پانی سے تر کر کے بدن پر ڈالنا' اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۳۳۰)

روزہ میں خون نکلوانا

سوال: روزہ کی حالت میں بذریعہ انجکشن خون نکلوانا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

جواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر ضعف و کمزوری کا خطرہ ہو کہ روزہ کی طاقت نہ رہے گی تو مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوٰی پاکستانی ج ۴ ص: ۴۲۵)

باب (۷) - ۶

جن چیزوں سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور صرف قضاء رکھنی پڑتی ہے

قضاء کس کو کہتے ہیں؟

روزے میں کھانا، پینا اور جماع کا ترک کرنا فرض ہے۔ پس جب کوئی فعل اس فرض کے خلاف کیا جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا یعنی روزہ جاتا رہے گا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز پیٹ میں پہنچائی جائے گی جس کے نافع ہونے کا خیال ہے خواہ غذا ہو یا دوا تو ایسی حالت میں روزے کی قضاء رکھنا پڑے گی اور اس جرم کا کفارہ دینا ہوگا اور اگر کوئی چیز قصداً نہ پہنچائی جائے بلکہ خود پہنچ جائے یا اس کے نافع نہ ہونے کا خیال ہو تو صرف روزے کی قضاء رکھنی پڑے گی۔

اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل کیا جائے گا جس کی لذت جماع کی لذت کے برابر ہے تو قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے ورنہ صرف قضاء۔

حاصل یہ ہے کہ روزہ کو فاسد کرنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں: ایک وہ جن سے صرف قضاء لازم ہوتی ہے دوسرے وہ جن پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم آسان لفظوں میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں جن سے روزہ نہیں جاتا ہے مگر روزہ کے بدلہ صرف ایک ہی روزہ رکھنا پڑے گا۔ اس کو شرع میں قضاء کہتے ہیں۔

اور کچھ کام ایسے ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کے بعد ایک روزہ قضاء کا اور دو مہینے کے مسلسل مزید روزے رکھنے پڑیں گے۔ اس کو کفارہ کہتے ہیں۔ جس کا بیان

آئندہ باب میں آ رہا ہے۔ یہاں پر قضاء کے مسائل بیان کیے جا رہے ہیں۔
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں قضاء کا یہ اصول لکھا ہے:
''جو چیزیں پیٹ میں اس طرح رہ گئی ہوں جس طرح اس کا پیٹ میں جانا شرعاً تسلیم کیا گیا ہو مثلاً کسی شے کا ناک سے' منہ سے' کان سے' آگے پیچھے کی راہ سے یا زخم سے جو دماغ تک پہنچا ہوا ہو (داخل کرنا) اسی میں حقہ' سگریٹ نوشی' تمباکو' نسوار وغیرہ کا استعمال بھی شامل ہے' ان تمام سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور قضاء واجب ہوتی ہے' کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا' ص:۹۲۳)

قضاء روزہ رکھنے کا طریقہ

قضاء روزوں کا مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہے۔ خواہ رمضان کے روزوں کی قضاء ہو یا کسی اور قسم کے روزوں کی قضاء کے روزوں کا عذر زائل ہوتے ہیں رکھنا ضروری نہیں' اختیار ہے جب چاہے رکھے' نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں۔ ادا کے روزے بے قضاء روزوں کے رکھے ہوئے رکھ سکتا ہے۔ (علم الفقہ ج ۳' ص:۲۹)

قضاء رکھنے کا مناسب طریقہ

کسی عذر سے روزہ قضاء ہو گیا تو جب عذر جاتا رہے تو روزہ جلدی ادا کر لینا چاہیے۔ زندگی اور طاقت کا بھروسہ نہیں' قضاء روزوں میں اختیار ہے کہ لگاتار رکھے یا ایک ایک' دو دو کر کے رکھے۔

چند سال کے قضاء روزوں میں سال کا مقرر کرنا ضروری ہے

روزے کی قضاء میں دن' تاریخ مقرر کر کے قضاء کی نیت کرنا کہ فلاں دن' تاریخ کے روزے رکھتا ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضاء ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینا چاہیے۔ البتہ اگر دو رمضان کے کچھ روزے قضاء ہو گئے اور دونوں سال کے روزوں کی قضاء کرنی ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے۔ یعنی اس طرح سے نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضاء رکھتا ہوں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳' ص:۶ بحوالہ قدوری ص:۴۷)

قضاء رکھنے نہیں پائے تھے کہ دوسرا رمضان آ گیا

ابھی گزشتہ رمضان کے قضاء روزے نہیں رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آ گیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے عید کے بعد قضاء رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۶ بحوالہ قدوری ص: ۴۷)

رمضان میں بیہوش ہوجانا

رمضان کے مہینہ میں اگر کوئی دن میں بے ہوش رہا تو بے ہوش ہونے کے دن کے علاوہ جتنے دن ہوش رہا اتنے دنوں کی قضاء رکھے۔ جس دن بے ہوش رہا اس ایک دن کی قضاء واجب نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ نیت کی وجہ سے درست ہو گیا۔ ہاں! اگر اس دن روزہ ہی نہیں رکھا تھا یا اس دن حلق میں کوئی دوائی ڈالی گئی اور حلق سے اتر گئی تو اس دن کی قضاء واجب ہے۔

اور اگر کوئی رات کو بے ہوش ہوا تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوا اس ایک دن کی قضاء واجب نہیں ہے۔ باقی اور جتنے دن بے ہوش رہے سب کی قضاء واجب ہے۔ ہاں! اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوائی حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضاء رکھے۔ (بہشتی زیور ص: ۶ ج ۳ بحوالہ قدوری ص: ۴۰)

پورے رمضان بے ہوش رہنا

اگر کوئی پورے رمضان بے ہوش رہا جب بھی قضاء رکھنا چاہیے۔ یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان دیوانگی رہی تو اس رمضان کے کسی بھی روزے کی قضاء واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنے شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ہیں ان کی بھی قضاء رکھنی پڑے گی اور اگر اس کو اپنے نیت کرنے یا نہ کرنے کا حال معلوم ہو تو پھر اپنے علم کے موافق عمل کرے۔ اگر نیت کرنے کا علم ہو تو اس دن کا روزہ قضاء نہ کرے اور اگر نیت نہ کرنے کا علم ہو تو اس دن کا بھی روزہ قضاء کرے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۳۸)

جنون کی حالت میں روزہ

جنون کی حالت میں روزہ رکھنا معاف ہے (یعنی قضا، فرض نہیں ہے سب معاف ہیں) اگر ایسا جنون ہو کہ رات کو کسی وقت افاقہ نہ ہوتا ہو تو اس زمانہ کے روزوں کی قضا بھی لازم نہ ہوگی اور اگر کسی وقت افاقہ ہو جاتا ہے خواہ رات کو یا دن کو تو پھر اس کی قضا کرنی پڑے گی۔

جنون کے سبب سے جو روزے قضا ہو گئے ہوں ان میں نہ قضا، کی ضرورت ہے نہ فدیہ کی۔ ہاں! اگر کسی وقت افاقہ ہو جاتا ہے تو پھر اسی دن کی قضا ضروری ہے۔
(علم الفقہ ج ۳ ص ۳۸، ۳۹)

روزہ میں دھوئیں کا سونگھنا

اگر کوئی شخص قصداً خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا تو روزہ یاد ہونے کے باوجود دھوئیں کو داخل کرنا خواہ کسی بھی صورت سے ہو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ دھواں عنبر کا ہو یا اگربتی جلا کر اس کا ہو یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا ہو کیونکہ روزہ دار کے لیے اس دھوئیں سے بچنا ممکن تھا اور اگر کسی روزہ دار کے منہ یا حلق میں بلا قصد و بلا اختیار دھواں چلا جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعاً ناممکن ہے۔ اس لیے کہ اگر مُنہ بھی بند کر لے تب بھی ناک کے ذریعہ سے دھواں چلا جائے گا۔

اور روزے کی حالت میں مردہ کو دھونی وغیرہ دینے کا مسئلہ اس میں شامل نہیں ہے۔ یعنی اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ وہاں پر دھونی دینا ہے دھونی کا لینا نہیں ہے اور دھونی کا دینا الگ ہے۔

اس مسئلہ سے اکثر حضرات غافل رہتے ہیں۔ اس بارے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

نوٹ: یہ بات بھی سمجھ لینی ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو مشک، گلاب اور دیگر خوشبو کے

سونگھنے پر قیاس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ محض خوشبو اور اس دھوئیں کے جو پانی کے استعمال میں کیا جاتا ہے اس میں اور اس دھوئیں میں جو قصداً حلق میں داخل کیا جاتا ہے بہت بڑا فرق ہے۔

دھوئیں کے بارے میں مولانا تھانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

اگر روزے دار کو ایسے فعل سے بچنا اور احتراز کرنا بغیر نقصان وحرج کے ممکن ہو جو اس کے حلق میں غبار یا دھوئیں کے داخل ہونے کا باعث ہو، باوجود اس کے کہ اس فعل کو کرے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص:۱۳۸)

لوبان سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ صرف قضاء واجب ہے۔ البتہ عطر، کیوڑہ، گلاب کا پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۱۱)

روزہ میں دوا سونگھنا

سوال: ہم نلوس ایک دوا ہے جو نوسادر اور چونا ملا کر بنتی ہے۔ اسے شیشی میں بھر کر ناک سے لگا کر سونگھا جاتا ہے، اس کی تیزی دماغ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کے سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں روزہ ٹوٹ گیا۔ قضاء لازم ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ روزہ کے یاد ہوتے ہوئے حلق میں دھواں جائے، عنبر یا عود کا ہی کیوں نہ ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قضاء واجب ہوگی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۴۱۸، بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص:۱۳۴ باب ما یفسد الصوم)

روزہ میں بے اختیار منہ میں پانی چلا جانا

✓ کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا۔ قضاء واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۱۱، بحوالہ درمختار ج ۱ ص:۱۵۰)

جماہی لیتے وقت مُنہ میں پانی یا برف جانا

اگر کسی شخص کو جماہی آئی اور اس نے اپنا سر اٹھایا اس کے حلق میں پانی کا قطرہ کسی پرنالہ وغیرہ سے ٹپک گیا تو اس کا روزہ فاسد ہو گیا۔ صرف قضاء رکھے اور اسی طرح سے اگر بارش کا پانی یا برف کسی کے منہ میں داخل ہو گئی تو اس کا روزہ فاسد ہو گیا صرف قضاء واجب ہو گی۔

نیز اگر کسی نے روزہ دار کی طرف کچھ پھینکا اور وہ اس کے حلق میں جا پڑے تو جب بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح نہاتے ہوئے اس کے مُنہ میں پانی چلا جائے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر کوئی روزہ دار سوتے ہوئے پانی پی لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی ان سب صورتوں میں صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (فتاوی عالمگیری اردو پاکستانی ج ۲ ص: ۷)

عمداً کھانسنے سے کوئی چیز حلق کے اوپری حصہ تک آ جانا

عمداً کھانسنے اور کھنکارنے سے کوئی چیز معدہ سے حلق کے اوپری حصہ تک آ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ بلغم کو اندر سے باہر نکال کر تھوک دینا اس حکم میں داخل نہیں کیونکہ ایسا کرنے کی بار بار ضرورت پڑتی ہے۔ ہاں! اگر وہ مُنہ میں آ کر رک جائے اور اس کو نگل لیا جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص: ۹۲۳)

روزہ میں خون کا حلق کے اندر چلا جانا

سوال: نکسیر کا خون حلق میں پہنچ کر پیٹ میں چلا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب: اس سے روزہ ٹوٹ گیا۔ صرف قضاء واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

(احسن الفتاوی (پاکستانی) ج ۴ ص: ۴۲۹)

روزہ میں مٹی کھانا

اگر کسی نے ایسی مٹی کھائی جس سے سر دھوتے ہیں تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ صرف قضاء رکھے اور اگر اس مٹی کے کھانے کی اس شخص کو عادت ہے تو قضاء اور کفارہ دونوں

واجب ہوں گے۔ (عالمگیری اردو پاکستانی ج ۲ ص:۱۶)

روزے میں کنکری یا لوہے کا ٹکڑا کھانا

کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھائی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ کوئی اس کو بطور دوا کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں۔ صرف قضاء واجب ہے اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا۔ قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص:۱۳)

روزہ میں رنگین دھاگہ مُنہ میں لے کر بٹنا

روزہ کی حالت میں رنگین دھاگہ مُنہ میں لے کر بٹا تھوک میں اس کا رنگ آگیا تو اس تھوک کو اگر وہ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا صرف قضاء لازم ہے۔
(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص:۱۳۱)

روزہ میں دانت، داڑھ نکلوانا یا دوا لگانا

سوال: روزہ میں دانت یا داڑھ نکلوانا اور مُنہ میں دوا لگانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: شدید ضرورت کے تحت جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔ اگر خون یا دوا پیٹ کے اندر چلی جائے اور تھوک پر غالب یا اس کے برابر ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا (صرف قضاء واجب ہوگی)۔
(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص:۴۳۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص:۱۰۷)

کیا دانت کا خون مفسدِ صوم ہے؟

سوال: روزے کی حالت میں دانت سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا تو کیا روزہ کی قضاء واجب ہے یا کفارہ بھی؟
جواب: خون کم مقدار میں ہو تھوک کا غلبہ ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ ہاں! اگر خون کا مزہ حلق

میں محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح خون تھوک سے زیادہ یا برابر ہو تب بھی روزہ فاسد ہو جائے گا' قضاء واجب ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳' ص:۱۰۸' بحوالہ عالمگیری ج ۲' ص:۱۳۶)

دانت میں پھنسی ہوئی چیز کا حکم

دانت کے درمیان پھنسی ہوئی چیز جس کو تھوکا یا نگلا جا سکتا ہے اس کا کھالینا بھی اسی حکم میں داخل ہے یعنی اس سے روزہ جاتا رہے گا۔ اگر چہ اس کی مقدار چنے سے کم ہو۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱' ص:۹۳۳)

ناک' کان اور آنکھ کے مسائل

سوال: (۱) روزے میں کان اور آنکھ وغیرہ کے سوراخ میں کوئی شے مثلاً تیل یا عرق یا پانی وغیرہ یا کوئی خشک سفوف وغیرہ دوا کے طور پر ڈالنا اور سر میں تقویت دماغ کے لیے تیل' عرق یا پانی وغیرہ ڈالنا کیسا ہے؟ (۲) پانی کے اندر ریح خارج کرنا' غوطہ لگانا اور غرغرہ کرنا کیسا ہے؟ (۳) سر پر کہیں لیپ لگانا' پیٹ پر یا اور کہیں گہرا زخم ہو تو اس پر مرہم' عرق یا تیل وغیرہ دوا کے طور پر لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز نہیں ہے تو روزہ دار مسئلہ جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے ان امور میں کسی کا مرتکب ہو جائے تو کس صورت میں قضاء اور کس صورت میں کفارہ ہوگا؟

جواب: (۱) ناک' کان میں تر دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر خشک چیز کا اندر تک پہنچنا یقینی ہے تو روزہ فاسد ہوگا ورنہ نہیں۔

(۲) آنکھ میں دوا ڈالنے اور سر میں تیل وغیرہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح پانی مذکورہ مقامات میں پہنچ جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

(۳) پانی میں ریح خارج کرنے اور غوطہ لگانے سے بھی کچھ نہیں ہوتا اور اگر پانی اندر تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ جس طرح سے استنجاء کرنے میں مبالغہ کرنے سے اگر حقنہ میں پانی پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے صرف قضاء واجب ہوتی ہے اور غرغرہ کرنے میں اگر پانی حلق سے اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر حلق سے نیچے پانی نہ

اترے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) سر وغیرہ پر لیپ کرنا جائز ہے اور اگر زخم سر یا پیٹ میں بہت گہرا اندر تک پہنچا ہوا ہو تو اس میں تر دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور باقی زخموں پر دوا ڈالنا مفسد نہیں ہے اور خشک دوا میں تفصیل مذکور ہے اور صورت مذکورہ میں سے جس میں روزہ فاسد نہیں ہوا ان میں نہ قضاء ہے نہ کفارہ اور جس میں فاسد ہو گیا ان میں قضاء ہے کفارہ نہیں۔ اگر عمداً ہو خواہ مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اگر بھولے سے ہو تو روزہ باقی رہتا ہے کیونکہ جب روزہ میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا تو ان صورتوں میں بھول کی وجہ سے بدرجۂ اولیٰ فاسد نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص: ۱۷۱)

کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنے (یعنی دیر تک کرنے) سے اگر پانی معدہ تک چلا جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا صرف قضاء واجب ہوگی۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص: ۹۲۳)

روزے میں کان کے اندر تیل ڈالنا

کسی نے روزے میں کان میں تیل ڈالا یا ناس لیا (سونگھنی سونگھی) یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی (یعنی اجابت کی دوا کھائی نہیں بلکہ دواڈبر کے راستے سے اندر لے لی) تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں صرف قضاء واجب ہے۔

(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۳ بحوالہ جوہرہ نیرہ ج ا ص: ۱۳۵)

کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کی وجہ

سوال: روزہ دار کان میں تیل کیوں نہیں ڈال سکتا؟ جب کہ پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب: ہدایہ میں وجہ فرق یہ بیان کی ہے کہ کان میں پانی کا پہنچنا یا پہنچانا بدن کی اصلاح کے لیے نہیں ہے بخلاف تیل کے اور یہ بھی وجہ فرق کی ہو سکتی ہے کہ پانی سے بچنا دشوار ہے اور اس میں ضرورت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۱۸)

روزہ میں کان کو سلائی وغیرہ سے کھجانا

کسی تنکے وغیرہ کو لے کر کان کے اندرونی حصے میں داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ کان کا اندرونی حصہ شرعاً پیٹ کے حکم میں داخل ہے۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص:۹۲۲)

خوشخبری: یہ حکم اندرونی حصے کا ہے لیکن اکثر باہر کے حصہ میں ہی کھجایا جاتا ہے جس کے بارے میں مظاہر حق جدید میں مسئلہ درج ہے:

س'' تنکے سے کان کھجایا اور تنکے پر کان کا میل ظاہر ہوا اور پھر اس تنکے کو کان میں ڈالا اور اس ہی طرح کئی مرتبہ کیا تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔'' (مظاہر حق جدید ج ۲ ص:۱۷)

سامنہ، کان، ناک، مقعد، فرج، شکم (پیٹ) اور کھوپڑی کے اندرونی زخم کی راہ سے روزے کو توڑنے والی چیزیں جوف معدہ یا دماغ تک پہنچ جائیں تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ کان میں ڈالی ہوئی دوا اور تیل و دماغ میں براہ راست یا بالواسطہ معدہ میں پہنچنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص:۱۷،بحوالہ مراقی الفلاح ص:۱۳۳)

روزے میں صبح کے وقت رات سمجھ کر جماع کرنا

سوال: ایک شخص سردی کے رمضان میں رات کو سحری کی نیت سے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو رات کے خیال سے بیوی سے جماع کرلیا، باہر آ کر دیکھا تو صبح ہو گئی تھی۔ پس ان دونوں نے اس خیال سے کہ روزہ نہیں ہوا پانی پی لیا۔ اس صورت میں کفارہ ہے یا صرف قضاء اور اگر پانی نہ پیتے تو ان پر کفارہ ہوتا یا قضاء؟

جواب: جب رات کے گمان سے جماع کیا اور بعد میں صبح کا ہونا معلوم ہوا تو یہ روزہ صحیح نہیں ہوا لیکن تمام دن کھانا پینا نہ چاہیے اور کفارہ لازم نہ آئے گا۔
اور اگر دن میں پانی پی لیا تو رمضان کی تعظیم کا تارک ہوا کفارہ لازم نہیں ہے۔
قضاء ہر صورت میں ہے خواہ پانی پیا ہو یا نہ پیا ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص:۱۷۱)

روزے میں مُردہ عورت سے جماع کرنا

کسی نے مردہ عورت سے یا ایسی کم سن نابالغ بچی سے جس کے ساتھ عموماً جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی سے بغلگیر ہوا اور بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی خارج ہوگئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا' کفارہ واجب نہ ہوگا صرف قضاء واجب ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۱۰۴ بحوالہ شرح وقایہ ج ا ص:۲۶۳)

روزے میں پیار کرنے کی وجہ سے انزال ہو جانا

سوال: ایک شخص ماہ رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے بغل گیر ہوا کچھ دیر تک اسی حالت میں رہنے کے بعد انزال ہو گیا۔ اس روزے کا کفارہ واجب ہے یا صرف قضاء؟

جواب: اس صورت میں محض اس روزے کی قضاء لازم ہے' کفارہ واجب نہیں۔

✓ بیوی کے پاس صرف بیٹھنے سے انزال ہو جانا

سوال: ایک شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی بیوی کے پاس بیٹھا اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہو گیا تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ بھی آئے گا؟

جواب: اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی بیوی کے پاس بیٹھے اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہو جائے تو اس صورت میں اس روزے کی قضاء لازم ہے' کفارہ نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۴۲۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص:۱۳۲)

مباشرتِ فاحشہ کا حکم

مباشرتِ فاحشہ یعنی شرمگاہوں کا آپس میں ملانا (بغیر دخول کے) اگر اس صورت میں انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا' قضاء واجب ہوگی' کفارہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح بوسہ لینے اور چھونے سے انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضاء واجب ہوگی۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص:۹۲۳)

کیا ہاتھ سے منی نکالنا مفسدِ صوم ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں ہاتھ سے منی زائل کرے تو روزہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء لازم ہوتی ہے پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ فعل بہت وبرا ہے اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۱۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۴۲)

پاخانے کے راستے کانچ نکلنا

سوال: اگر کسی کی کانچ نکل آئے پاخانے کے مقام سے نکل آتی ہے اور اس کو تر کر کے چڑھائے تو اس سے روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: روزہ فاسد ہو جائے گا۔ کانچ کو تر کر کے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ مقام حقنہ تک پہنچ جاتی ہے۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۲۹، ۴۳۰ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۰۸)

استنجاء کرنے میں مبالغہ کرنا

اگر کسی نے انگلی کو پانی یا تیل میں تر کر کے اپنی مقعد میں ڈالا یا استنجاء کرنے میں پانی اندرونی حصے میں پہنچ گیا تو روزہ اس وقت فاسد ہوگا جب مقعد (پاخانے کے مقام) میں ڈالی جانے والی چیز حقنہ تک پہنچ جائے۔ (یعنی جہاں پر پچکاری وغیرہ کے ذریعے دوا پہنچائی جاتی ہے) اور یہ اس وقت نہیں ہوسکتا جب تک ارادہ اور کوشش کے ساتھ نہ کیا جائے۔ (اگر ایسا ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا صرف قضاء لازم ہوگی)۔

اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ مقعد میں کوئی کپڑے کی دھجی یا لکڑی ڈالی (یعنی حقنہ کی طرح) اور اس کا سرا کچھ بھی باہر نہ رہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر اس کا کچھ حصہ باہر رہا، ساری اندر نہیں گئی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت نے اپنی انگلی تیل یا پانی سے تر کر کے یا حقنہ کی لکڑی وغیرہ شرمگاہ کے اندر پوری داخل کر دی تو ان

سب صورتوں میں صرف قضاء واجب ہوگی' کفارہ واجب نہ ہوگا۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص: ۹۱۸)

روزہ میں حقہ پینا

سوال: روزے میں حقہ پینے سے قضاء لازم آتی ہے یا کفارہ بھی؟

جواب: حقے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضاء لازم آتی ہے اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم آتا ہے۔ مثلاً اس نے نفع بخش سمجھ کر پیا تھا تو کفارہ اور قضاء دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضاء (اور یہی حکم بیڑی' سگریٹ وغیرہ کا ہے)۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص: ۳۱۹ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص: ۱۳۳)

بغیر سحری کے روزے کو پیاس کی وجہ سے توڑ دیا

سوال: تراویح کے بعد روزے کی نیت کر کے سوگئے تھے۔ سحری کے وقت آنکھ نہ کھلی۔ صبح کو زبان خشک تھی پیاس کی وجہ سے۔ معلوم ہوا کہ آج روزہ بغیر سحری کے پورا نہیں ہوسکتا۔ ایک روزہ ہم نے چھوڑ دیا۔ شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کو نیز اس کے گھر والوں کو اگر ظن غالب تھا کہ روزہ پورا نہ کرسکیں گے اور مرض یا ہلاکت کا خوف تھا تو اس صورت میں ان پر صرف اسی روزے کی قضاء لازم ہے' کفارہ واجب نہیں اور یہ سب قیود اس وقت ہیں کہ روزے کی نیت کر لی ہو اور اگر روزہ کی اس دن نیت نہ کی ہو تو بھی قضاء واجب ہے' کفارہ تو جب ہی ہوگا جب بغیر خوف کے عمداً روزہ کی نیت کر کے توڑ دے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۲۷ بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص: ۱۵۹)

بھوک' پیاس کی وجہ سے روزہ توڑ دینا

جس شخص کو بھوک کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ نہ کھائے تو جان جاتی رہے گی یا عقل میں فتور آجائے گا تو اس کو بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ اگر نیت کر لینے کے بعد ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے کہ روزہ توڑے گا تو صرف قضاء لازم ہوگی' کفارہ نہیں ہوگا

اور یہی حکم پیاس کی شدت میں ہے کہ روزہ نہ رکھنا یا رکھے ہوئے کو توڑ دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ پیاس کی شدت اس درجہ کی ہو جس درجہ کی بھوک میں شرط لگائی گئی ہے۔

(علم الفقہ ج ۳ ص: ۴۱)

ملازم کا کام کی شدت سے روزہ توڑ دینا

سوال: زید فوج میں ملازم ہے۔ روزے کی حالت میں افسر نے دھوپ میں کام کرنے کا حکم دیا' جس سے اس کی صحت خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔ یہاں پر دوا نہیں ملتی' دوا کے لیے دور جانا پڑتا ہے اسلئے روزہ توڑ دیا۔ زید مسئلہ سے ناواقف تھا اس لیے اس نے روزہ توڑ دیا' تو اب شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر شدت پیاس وغیرہ سے ہلاکت یا مرض کا اندیشہ تھا تو کفارہ نہیں ہے صرف قضاء ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶' ص: ۳۲۲' بحوالہ ردالمحتار ج ۲' ص: ۱۵۸)

آتشزدگی کی وجہ سے روزہ توڑ دینا

سوال: گاؤں میں رمضان المبارک میں سخت آگ لگی۔ بعض مرد اور عورتوں نے روزے توڑ دیئے تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس آتشزدگی میں شدت بھوک و پیاس یا خوف جان کی وجہ سے روزہ توڑا تو ان پر صرف قضاء ہوگی' کفارہ واجب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶' ص: ۳۴۵)

غروب آفتاب سمجھ کر افطار کر لیا بعد میں سورج نظر آ گیا

سوال: رمضان شریف میں' بہت گھٹا تھی اور یہ سمجھ کر کہ افطار کا وقت ہو گیا یعنی سورج غروب ہو گیا افطار کر لیا۔ افطار کرنے کے بعد سورج نکل آیا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اس روزے کی قضاء لازم ہے۔ کفارہ واجب نہیں اور کچھ گناہ بھی نہیں ہوا مگر روزے کی قضاء لازم ہے' ضرور کرنی چاہیے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶' ص: ۳۳۶' بحوالہ ہدایہ ج ۱' ص: ۲۰۷)

صبح صادق کے وقت دودھ پی لینا

سوال: اگر کوئی شخص صبح صادق کے وقت دودھ پی کر روزہ رکھ لے تو اس پر روزے کی قضاء ہے یا کفارہ؟

جواب: اگر رمضان شریف کا روزہ ہے اور صبح صادق ہو جانا اس کو معلوم ہے پھر دودھ پیا ہے تو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر اس کو صبح صادق کا ہونا معلوم نہ تھا اور اس نے یہ سمجھ کر سحری کھائی کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تو صرف قضاء لازم ہے کفارہ واجب نہیں۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۶، ص: ۴۳۹ بحوالہ رد المحتار ج ۲، ص: ۱۴۷ و ۱۴۹ باب ما یفسد الصوم)

نفل روزے کا نیت کے بعد واجب ہونا

جو نفل روزہ قصداً شروع کیا گیا ہو شروع کرنے کے بعد اس کا تمام کرنا ضروری ہے۔ فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضاء ضروری ہے خواہ قصداً فاسد کرلے یا بلا قصد فاسد ہو جائے۔ (علم الفقہ ج ۳، ص: ۴۱)

بھولے سے کھانے کی دو صورتیں

ایک شخص کو روزے کا خیال نہ رہا جس کی وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کرلیا۔ بعد میں روزے کا خیال آیا اور سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا۔ اس خیال سے پھر قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا۔ کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضاء واجب ہوگی اور اگر وہ مسئلہ جانتا ہے پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً روزہ توڑے تو اب بعد میں جماع کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور محض کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضاء ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱، ص: ۱۰۴ بحوالہ شرح التنویر ص: ۱۵۰)

قے اور احتلام ہونے کے بعد عمداً کھانا

- کسی کو بے اختیار قے ہوگئی یا احتلام ہوگیا یا صرف عورت وغیرہ کو دیکھنے سے انزال ہوگیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا۔

پھر اس نے عمداً کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ صرف قضاء لازم ہوگی، کفارہ نہیں اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے نہیں ٹوٹا پھر عمداً افطار کیا تو اب جماع کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور صرف کھانے کی صورت میں قضاء لازم ہوگی۔
(بہشتی زیور حصہ ۱۱، ص:۱۰۴، بحوالہ شامی ج ۲، ص:۱۴۰)

قضاء کے چند مسائل

۱: کوئی مسافر بعد نصف النہار مقیم ہو جائے۔ ۲: کسی عورت کا حیض یا نفاس بعد نصف النہار بند ہو جائے۔ ۳: بعد نصف النہار کسی مجنون یا بے ہوش کو افاقہ ہو جائے۔ ۴: کوئی مریض بعد نصف النہار اچھا ہو جائے۔ ۵: کسی نے بحالت اکراہ روزہ فاسد کر دیا ہو اور بعد نصف النہار اس کی مجبوری جاتی رہے۔ ۶: کوئی نابالغ بعد نصف النہار بالغ ہو جائے۔ ۷: کوئی کافر بعد نصف النہار اسلام لائے تو ان سب لوگوں کو باقی دن میں روزے داروں کی طرح کھانے پینے سے اجتناب کرنا مستحب ہے اور اس دن کی قضاء ان پر واجب ہوگی علاوہ نابالغ اور کافر کے۔ (علم الفقہ حصہ ۳، ص:۴۱)

روزہ ٹوٹنے کے بعد کا حکم

رمضان شریف میں اگر کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں، سارے دن روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔
(بہشتی زیور حصہ ۳، ص:۱۳، بحوالہ ہدایہ ج ۲، ص:۳۰)

باب(۷)-۷

جن چیزوں سے قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جس نے بغیر کسی مجبوری یا بیماری کے رمضان کا روزہ چھوڑ دیا وہ اگر زندگی بھر روزے رکھے تب بھی اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب روزے کی قضا نہیں ہوسکتی بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو انعام و اکرام اور ثواب رمضان میں روزہ رکھنے سے ملتا ہے وہ بعد میں ہرگز نہیں ملتا۔ اپنے وقت پہ کام کرنے میں کچھ بات ہی اور ہے۔

قضاء کے مسائل (جن میں روزہ فاسد ہونے کی بنا پر ایک روزے کے بدلے صرف ایک ہی روزہ رکھنا پڑتا ہے) گزشتہ باب:٦ میں آچکے ہیں۔ اب یہاں ان صورتوں کا تذکرہ ہے جن میں روزہ کے فاسد ہونے پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔

کسی نے روزہ رکھ کر بغیر کسی مجبوری کے جان بوجھ کر توڑ دیا تو اس نے سخت غلطی کی اور حقوق اللہ کی خلاف ورزی کی۔ اب اس کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے اور معافی کی صورت یہ ہے کہ ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھے اور ایک غلام آزاد کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اگر یہ بھی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو پھر آخری صورت یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا ساٹھ آدمیوں کو ایک ایک فطرہ کی قیمت دے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کفارہ صرف اُسی وقت آتا ہے جب رمضان کا روزہ رمضان ہی کے مہینے میں جان بوجھ کر توڑ دیا جائے اور اگر رمضان

کے مہینے کے علاوہ اور دنوں کا روزہ ہو یا رمضان کی قضاء کا روزہ ہی کیوں نہ ہو اس کو توڑ دیا جائے تو صرف قضاء واجب ہو گی کفارہ نہیں ہو گا۔

حاصل یہ ہے کہ جب کسی شبہ سے روزہ فاسد کیا جائے گا تو کفارہ واجب نہ ہو گا۔اس لیے کہ کفارہ ایک قسم کی سزا ہے اور سزا کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جو دیدہ و دانستہ خلاف ورزی کرے۔

صرف دو باتوں سے قضاء اور کفارہ واجب ہوتا ہے

حنفیہ کے نزدیک دو باتیں ہیں جن سے قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ بغیر کسی عذر شرعی کے کوئی غذا یا غذا جیسی کوئی چیز استعمال کی جائے یعنی کھائی جائے یا پی جائے اور وہ ایسی ہو کہ اس کی جانب طبیعت راغب ہو اور پیٹ کی طلب پوری کی جائے۔ دوم یہ کہ اس سے خواہش نفسانی پوری کی جائے۔

پھر ان دونوں صورتوں میں قضاء مع کفارہ واجب ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ رمضان کا روزہ توڑا گیا ہو اگر رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ ہو مثلاً قضائے رمضان کا یا نذر کا روزہ یا کفارے کا روزہ یا نفلی روزہ تو اس میں کفارہ واجب نہ ہو گا۔بعض صورتوں میں قضاء لازم آئے گی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ روزہ قصداً توڑا گیا ہو۔اگر بھولے سے یا غلطی سے یا کسی عذر سے مثلاً مرض لاحق ہو جانے سے یا سفر پیش آ جانے کی وجہ سے روزہ توڑا تو صرف قضاء واجب ہو گی۔ (کتاب الفقہ ج ا ص:۹۰۶ ، ۹۱۳)

کفارہ کے لیے روزے کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے

وہ شخص جس میں روزہ کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں۔رمضان کے اس ادا روزے میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ پیٹ میں کوئی ایسی چیز پہنچا دے جو انسان کی غذا یا دوا میں استعمال ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع یا لذت مقصود ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو۔ گو وہ بہت ہی

کم مقدار میں ہو حتیٰ کے ایک تِل کے برابر یا جماع کرے یا کرائے (لواطت بھی اسی حکم میں ہے) جماع کے وقت عضو مخصوص سپاری کا داخل ہو جانا کافی ہے۔ منی کا نکلنا شرط نہیں ہے۔

ان سب صورتوں میں قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع (صحبت) ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو بہت کم عمر لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔ (درمختار ج ۲ ص: ۱۵۱)

نیت پر ہی کفارہ ہے

کسی نے رمضان شریف میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لیے کھا پی رہا ہے۔ اس پر کفارہ واجب نہیں کفارہ جب ہی ہے کہ نیت کرکے روزہ توڑ دے۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۱۳ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص: ۲۰۴)

صحبت کرنے سے کفارہ واجب ہونا

صحبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی جب مرد کے عضو مخصوص کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے نیز اگر مرد نے پاخانے کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور اس کی سپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت اور مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔
(بہشتی زیور حصہ ۳ ص: ۰۷ بحوالہ درمختار ج ۲ ص: ۱۵۱)

جس شخص نے دونوں راستوں میں سے کسی بھی راستہ میں جان بوجھ کر جماعت کی تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے اور ان دونوں مقاموں کی مجامعت میں انزال کا ہونا (منی کا نکلنا) شرط نہیں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص: ۲۰ کتاب الصوم)

روزے کی اغلام بازی

سوال: اگر کسی نے روزے کی حالت میں اغلام بازی کی اور عضو مخصوص کی سپاری اندر چلی گئی لیکن انزال نہ ہوا تو رمضان شریف کے روزے کا کفارہ واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: لواطت کرنے میں جب کہ حشفہ غائب ہو گیا اگر چہ منی نہ نکلے یعنی انزال بھی نہ ہو تو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۳۸)

ایک غلط مسئلہ کی اصلاح

سوال: مرد اپنا آلۂ تناسل عورت کی شرمگاہ میں داخل کرے اور پھر باہر نکال کر دیکھے کہ اگر وہ خشک ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: مرد کے مخصوص حصے کی سپاری عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو گئی تو مرد اور عورت دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ دونوں پر قضاء اور کفارہ لازم ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۷)

جماع میں عاقل ہونا شرط نہیں

جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک مجنون ہو دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہے مثلاً مرد عاقل ہو اور عورت مجنون تو مرد پر یا بالعکس ہو تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگر عورت جماع کرائے تو کفارہ واجب ہونے کے لیے مرد کا بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچے یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی عورت کو قضاء اور کفارہ دونوں کا حکم ہے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۲۸)

اگر عورت جماع کرانے میں راضی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر زبردستی مجبور تھی تو صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر ابتداء میں زبردستی تھی پھر رضامند ہو گئی تو بھی یہی حکم ہے یعنی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص: ۲۰ کتاب الصوم)

دن میں صحبت کرنا کیسا ہے اور رات میں کب تک اجازت ہے؟

سوال: (۱) رمضان میں مرد اپنی بیوی کے پاس صحبت کے لیے آئے تو کس قدر گناہ ہے اور کفارہ کیا ہے؟

(۲) اور رات کے وقت کب سے کب تک صحبت کر سکتا ہے؟
(۳) اور کس وقت غسل کرنا چاہیے؟

جواب: (۱) دن میں بیوی سے صحبت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس صورت میں کفارہ مع قضاء کے واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ساٹھ روزے متواتر رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۳۲ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص: ۱۴۷)

(۲) صحبت رات میں غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق سے پہلے پہلے تک کرنا درست ہے۔ (سورۂ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۷)

(۳) غسل جنابت (ناپاکی کا غسل) صبح کے بعد بھی کر سکتا ہے۔ (رد المحتار ج ۲ ص: ۱۳۸)

تیسویں رمضان کو چاند دیکھ کر افطار کر لینا

سوال: تیسویں رمضان کو ظہر کے بعد چاند دیکھے تو روزہ توڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص روزہ توڑے تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ؟ اور اگر زوال سے پہلے چاند دیکھے تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ چاند تو اگلی رات کا ہے لہٰذا روزہ توڑنا درست نہیں؟ قضاء اور کفارہ اس پر واجب ہے بعد زوال تو باتفاق رائے ائمہ ثلاثہ قضاء اور کفارہ واجب ہے اور زوال سے پہلے چاند دیکھنے میں امام اعظمؒ اور امام محمدؒ قضاء و کفارہ واجب فرماتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۳۳ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص: ۱۳۰ کتاب الصوم)

چھپ کر مسلمان ہونے والے کا روزہ توڑ دینا

سوال: ایک ہندو باطن میں اسلام لے آیا چنانچہ رمضان کے روزے بھی رکھے راز کھلنے کی وجہ سے روزہ توڑ دیا پھر علم کھلا مسلم ہو گیا اس پر کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب: جبکہ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر اسلام لے آیا اور تمام احکام اسلام کو قبول کر لیا تو وہ عند اللہ مسلمان ہو گیا اگر چہ لوگوں پر اس کا اسلام ظاہر نہ ہوا ہو

پس اگر رمضان شریف کا روزہ رکھ کر اسے توڑ ڈالا تو کفارہ اس پر لازم آئے گا۔
(فتاوی دارالعلوم ج ۶، ص: ۳۲۵، بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱، ص: ۱۵۲، کتاب الصوم)

محبوب کا تھوک نگلنے پر کفارہ

اگر کوئی دوسرے کا تھوک نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضاء لازم ہے کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اگر اپنا تھوک ہاتھ میں لگا کر پھر نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضاء آئے گی لیکن اگر محبوب کا تھوک ہے تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔
(عالمگیری اردو ج ۲، ص: ۱۶۱، کتاب الصوم)

بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹنے پر حکم شرعی

اگر کوئی شخص روزے میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔
(فتاوی دارالعلوم ج ۶، ص: ۴۳۳، بحوالہ ردالمحتار ج ۲، ص: ۱۴۸، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد الصوم)

کچے چاول یا کچا گوشت کھالینا

سوال: ایک شخص نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کچا گوشت یا کچے چاول کھا لیے تو اس پر قضاء واجب ہے یا کفارہ؟

جواب: جان بوجھ کر کچا گوشت یا چاول کھانے سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔
(فتاوی دارالعلوم ج ۶، ص: ۴۳۲، بحوالہ ردالمحتار ج ۲، ص: ۱۳۸)

روزے میں عمداً حقہ پینا

جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں وہ روزے کی حالت میں عمداً حقہ پئیں تو ان پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ اس طرح اگر کوئی ایسا شخص جو اگرچہ حقے کا عادی نہیں ہے لیکن کسی فائدے کیلئے روزے میں عمداً حقہ پیے تو اس پر بھی قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱، ص: ۱۰۵، بحوالہ شرح التنویر ج ۱، ص: ۱۴۹)

باب (۲) -۸

کفارے کے مسائل

کفارہ کس کو کہتے ہیں؟

کفارے کے روزے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ یہاں ہم صرف رمضان کے کفارہ کو بیان کرتے ہیں۔ ایک روزے کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا چاہیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو (خواہ استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے یا اس مقام پر غلام نہ ملنے کی بنا پر) تو ساٹھ روزے رکھنا واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے ساٹھ روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا واجب ہے اور ان ساٹھ روزوں کا مسلسل رکھنا واجب ہے۔ درمیان میں ناغہ نہ ہونے پائے اور اگر کسی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ پچھلے روزوں کا اعتبار نہ ہوگا۔ ہاں! اگر کسی عورت کو حیض آ جائے اور اس وجہ سے درمیان میں روزے ناغہ ہو جائیں تو اسے یہ ناغہ معاف ہوگا اور حیض کے بعد صرف اتنے روزے رکھنے ضروری ہوں گے جتنے باقی رہ گئے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ پہلے قضاء کے روزے رکھے جائیں۔ اس کے بعد مسلسل کفارہ کے روزے رکھیں جائیں اگر کوئی پہلے کفارہ کے روزے رکھ لے اور اس کے بعد قضاء کے روزے رکھے تب بھی جائز ہے۔

جماع کے علاوہ اگر کسی وجہ سے کفارہ واجب ہوا ہو اور ابھی ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ اس پر دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ اگر چہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں۔ ہاں! جماع کے سبب جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں ہر ایک کا کفارہ علیحدہ رکھنا ہوگا۔ اگر چہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ اگر کوئی کفارے کے تینوں

طریقوں پر قادر ہے یعنی غلام بھی آزاد کر سکتا ہو ساٹھ روزے بھی رکھ سکتا ہو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتا ہو تو اس میں سے جو طریقہ اس پر شاق گزرتا ہو اسے اس کا حکم دینا چاہیے۔ اس لیے کہ کفارے سے مقصود زجر و توبیخ اور تنبیہ ہے اسلئے ظاہر ہے کہ آسان صورت اختیار کرنے میں اسے کوئی تنبیہ نہ ہوگی۔

صاحب بحرالرائق لکھتے ہیں کہ اگر بادشاہ پر کفارہ واجب ہو تو اس کو غلام کے آزاد کرنے یا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کا حکم نہ دینا چاہیے کیونکہ یہ چیزیں اس کے نزدیک کچھ دشوار نہیں اور ان سے اسے کچھ تنبیہ نہ ہوگی بلکہ ساٹھ روزے رکھنے کا حکم دینا چاہیے کہ اس پر گراں گزرے اور آئندہ پھر رمضان کے روزے کو اس طرح فاسد نہ کرے۔

(علم الفقہ ج ۳ ص: ۴۰)

ایک شرط یہ بھی ہے کہ ساٹھ محتاجوں کو دو وقت پیٹ بھر کھلانا واجب ہے اس طرح چاہے تو انہیں ایک ہی دن دو وقت یعنی صبح و شام کھلا دے چاہے دو دن صبح کے وقت یا دو دن شام کے وقت یا عشاء کے وقت یا عشاء و سحر کے وقت کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ جن محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے۔ دوسرے وقت بھی انہیں محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔ چنانچہ اگر کسی نے ایک وقت ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دیا اور پھر دوسرے وقت ان کے علاوہ دوسرے ساٹھ محتاجوں کو کھلایا تو یہ کافی نہ ہوگا بلکہ کفارہ اسی وقت ادا ہوگا۔ جب ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کو پھر دوبارہ ایک وقت اور کھانا کھلائے۔ ہاں! اگر کوئی شخص ایک ہی محتاج کو مسلسل ساٹھ روز تک کھانا کھلائے یا مسلسل ساٹھ روز تک ہر روز نئے محتاج کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح کفارہ ادا ہو جائے گا اگر کوئی شخص ایک ہی روز ساٹھ یا ان سے کچھ کم محتاجوں کو کھانے کے بقدر کسی ایک محتاج کو صدقہ دے دے تو اس سے ان سب کا حصہ ادا نہ ہوگا بلکہ ایک ہی محتاج کا ادا ہوگا۔

جن محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے ان کا بھوکا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر پیٹ بھروں کو کھلایا تو اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ بھوکوں کو دوبارہ کھلانا ضروری ہوگا۔

(مظاہر حق جدید جلد ۲ قسط ۵ ص: ۱۳)

نوٹ: یہ تمام شرائط و قیود اس لیے ہیں کہ لوگ رمضان کے روزے کا احترام کریں اور اسے بلاوجہ توڑنے کی ہمت نہ کریں۔ (مرتب: محمد رفعت قاسمی)

کفارے کی کُل قیمت ایک فقیر کو دے دینا

روزے کے کفارے میں ایک محتاج کو ایک دن میں زیادہ سے زیادہ ایک ہی دن کا فدیہ ادا ہوگا اور یہی حکم قسم کے کفارہ کا ہے۔ اس میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک مسکین کو دس روز تک کھانا کھلانا ضروری ہے۔ اب اگر ایک فقیر کو زیادہ مقدار میں دے دیا تو وہ ایک ہی دن کا ہوگا۔ زیادہ شمار نہ ہوگا۔ البتہ شیخ فانی (جس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو) رمضان کے پورے روزوں کا فدیہ ایک ہی محتاج کو دینا چاہیے یا ایک ایک محتاج کو کئی کئی روزوں کا فدیہ دے تو یہ جائز ہے۔ اس طرح اس کا فدیہ ادا ہو جائے گا لیکن کفارہ کا حکم مختلف ہے۔ روزے کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا اناج یا نقد دینا یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دینا ضروری ہے۔ ایک مسکین کو ایک دن سے زیادہ دینے میں ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔ غرض کفارہ میں تعدد فقراء کا یا تعدد ایام کا ہونا ضروری ہے اور فدیہ میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص:۴۵۱ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۶۳ ج ۳ کتاب الصوم فصل فی العوارض)

ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔ اس طرح ایک ہی فقیر کو ایک دن اگر ساٹھ دفعہ کر کے دے دیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا۔ ایک کم ساٹھ (۵۹) مسکینوں کو پھر دینا چاہیے۔ اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے میں دیا جائے زیادہ دینا درست نہیں۔

نیز اگر کسی فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

(بہشتی زیور ص: ۱۶ حصہ ۳ بحوالہ ردالمحتار ص: ۲۵۰ ج ۱)

قصداً روزہ توڑنے سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم

سوال: فقہ کی کتابوں میں جو یہ لکھا ہے کہ رمضان شریف میں بلاعذر شرعی روزہ توڑنے سے قضا اور کفارہ واجب ہے تو اب یہ معلوم کرنا ہے کہ قضاء اور کفارہ کے مجموعی طور پر روزے

رکھے یا کفارہ وقضا ایک ساتھ ساٹھ روزے رکھنے سے دونوں ادا ہو جائیں گے؟

جواب: رمضان شریف کا روزہ قصداً توڑنے سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں یعنی ایک روزہ قضا کا اور ساٹھ روزے کفارہ کے واجب ہیں۔

(فتاوی دار العلوم ج ۶ ص: ۴۲۹ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۴۷ و ص: ۱۳۹ باب ما یفسد الصوم)

کفارے کے ساٹھ روزے

سوال: کفارے کے روزے کیا دو ماہ ہیں جو انسٹھ دن یا ساٹھ یا انسٹھ دن بھی ہو سکتے ہیں تو کیا ساٹھ دن پورے کرنے ضروری ہیں؟

جواب: اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کیے تو چاند کے حساب سے دو ماہ پورے کرلے۔ دونوں کا اعتبار ہے اور اگر پہلی تاریخ سے شروع نہیں کیے تو ساٹھ پورے کرے۔ (احسن الفتاوی (پاکستان) ص: ۴۵۰ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص: ۶۳۱ ج ۲)

اگر چاند دیکھ کر رمضان کے کفارے کے روزے رکھے جائیں تو ساٹھ روزے پورے کرنا ضروری نہیں بلکہ پورے دو مہینے کے روزے رکھنا کافی ہے۔ خواہ ساٹھ سے کم ہوں۔ (کفایت المفتی ج ۴ ص: ۲۲۸)

اگر یہ روزے قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کیے گئے تو پورے دو قمری مہینوں کے روزے رکھنا چاہیے اور اگر یہ روزے قمری مہینے کے درمیان سے شروع کیے گئے تو اس مہینے کو پورا کر کے اگلے پورے ماہ کے روزے رکھنا اور پھر تیسرے ماہ میں اتنے دن کے روزہ رکھنا چاہیے کہ پہلے مہینے کے دن ملا کر پورے (۳۰) دن ہو جائیں۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص: ۹۴۶)

کفارے میں تسلسل ضروری

ضروری ہے کہ دو ماہ کے روزے مسلسل ہوں۔ اگر ایک دن کا بھی روزہ رہ گیا ہو اور اس کا کوئی شرعی عذر ہو مثلاً سفر در پیش آ جائے تو جو روزے رکھے گئے وہ نفل ہو جائیں گے اور پھر از سر نو روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ روزوں کا تسلسل ضروری تھا اور وہ پورا نہیں ہوا۔

اور اگر کوئی شخص شدید تکلیف وغیرہ کے باعث روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو

(دونوں وقت پیٹ بھر کر) کھانا کھلائے (واضح رہے کہ) کفارہ جوفرض ہے اس میں ساٹھ روزانہ ایسے محتاجوں کو کھلانا واجب ہے جو کفارہ دینے والے کے اپنے خاندان کے لوگ نہ ہوں اور خاندان سے مراد یہ ہے کہ جس کا نفقہ اس پر واجب ہے مثلاً اس کے باپ دادا وغیرہ یا بیٹے پوتے اور بیوی وغیرہ نہ ہوں۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج۱ص:۹۳۱)

کھانا کھلانے میں تسلسل کی ضرورت نہیں

اگر ساٹھ دن تک کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ بھی درست ہے۔ (بہشتی زیور ص:۱۸ ج۳ بحوالہ مراقی الفلاح ص:۲۰۶)

کھانا کھلانے میں تسلسل کی ضرورت نہیں۔ متفرق ایام میں کھلانے سے بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ص:۴۳۶ ج۴)

حیض کی وجہ سے کفارے کا تسلسل ضروری نہیں

رمضان شریف کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے روزے برابر لگاتار رکھے۔ تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنا درست نہیں۔ اگر کسی نے بیچ میں ایک دو (روزے) نہیں رکھے تو اب پھر نئے سرے سے روزے رکھے۔ ہاں! اگر عورت کے حیض کی وجہ سے کچھ روزے چھوٹ جائیں تو وہ معاف ہیں اُن کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے فوراً بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کر دے اور ساٹھ روزے پورے کر لے۔ (بہشتی زیور ص:۱۵ بحوالہ شامی ص:۱۵۰ ج۲)

احسن الفتاویٰ ج۴ ص:۴۳۳ میں ہے: ماہواری کی وجہ سے کفارے کے روزہ میں فصل مضر نہیں۔ ماہواری ختم ہوتے ہی فوراً روزے شروع کر دے۔ اسی طرح ساٹھ روزے پورے کر لے۔ اگر ماہواری ختم ہونے کے بعد ایک دن کا بھی ناغہ کیا تو نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔

نفاس کی وجہ سے کفارہ صحیح نہ ہوگا

نفاس (بچہ کی ولادت کے بعد آنے والے خون) کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ

گئے اور وہ لگاتار روزے نہیں رکھ سکتی تو اسکا کفارہ صحیح نہ ہوگا۔ اسے سب روزے پھر سے رکھنے پڑیں گے۔ (بہشتی زیور ص: ۱۵، ج ۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۱)

توضیح: اس کی وجہ یہ ہے کہ حیض تو ہر ماہ عورت کو ہوتا ہے اور کفارہ میں ساٹھ روزے ہیں۔ اس لیے اسے پریشانی اور مشکل ہو جائے گی۔ اس کے لیے کبھی بھی کفارے کے ساٹھ روزے مسلسل رکھنا ممکن نہیں۔ برخلاف نفاس کے کیونکہ نفاس کا خون جس میں نماز معاف ہے اور روزہ کی قضاء ہے بچہ کی پیدائش پر ہی آتا ہے اور کم سے کم سال بھر میں ایک ہی مرتبہ پیش آتا ہے۔ اس لیے دونوں میں فرق ظاہر ہے۔ (محمد رفعت قاسمی مرتب)

بیماری یا رمضان کا کفارے کے درمیان آجانا

اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارہ کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے پڑیں گے۔

اس طرح اگر بیچ میں رمضان شریف آجائے تب بھی کفارہ صحیح ادا نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور ص: ۱۵، ج ۳ بحوالہ در مختار ص: ۱۵۰، ج ۳)

روزے کی طاقت نہ ہو تو؟

اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے جتنا ان کے پیٹ میں سمائے یعنی بھوکے نہ رہیں۔ شکم سیر ہو کر کھائیں۔ (بہشتی زیور ص: ۱۵، بحوالہ در مختار ص: ۲۵۰، ج ۱)

کفارے میں ضامن بنانا

اگر کسی نے دوسرے سے یہ کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر بغیر اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ (بہشتی زیور ص: ۱٦، ج ۳ بحوالہ شامی ص: ۸۳، ج ۲)

کفارۂ صوم میں تداخل کی تفصیل

سوال: متعدد روزوں کے کفاروں میں تداخل ہوگا یا نہیں؟ یعنی ایک ہی کفارہ ہوگا یا نہیں؟ تفصیل کیا ہے؟

جواب: اس میں تین اقوال ہیں:

(١) مطلقاً تداخل ہے۔ خواہ ایک رمضان کے روزے ہوں یا مختلف رمضانوں کے۔ خواہ جماع سے فاسد کیے ہوں یا غیر جماع سے۔

(٢) دو رمضان کے کفاروں میں تداخل نہیں۔ خواہ جماع سے ہو یا غیر جماع سے۔

(٣) دو رمضانوں کے کفارے جماع کے سبب سے ہوں تو تداخل نہیں۔ بقیہ سب صورتوں میں تداخل ہے۔ تیسرا قول راجح ہے۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ٤٤٣، ج ٣ بحوالہ ردالمحتار ص: ١٣٠، ج ٣)

اگر جماع کے علاوہ کسی اور سبب سے کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگرچہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں۔ ہاں! جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور اگر دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ الگ دینا ہوگا۔ اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جماع کے علاوہ میں تو مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور جماع میں ایک رمضان کے کفاروں میں تداخل ہو سکتا ہے دو رمضان کے کفاروں میں نہیں کیونکہ جماع سے مطلقاً تداخل نہ ہونا خلاف ظاہر روایت ہے یعنی ایک رمضان کے کفاروں میں تداخل ہو سکتا ہے جبکہ ابھی تک کوئی کفارہ ادا نہ کیا ہو دو رمضان کے کفاروں میں تداخل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس میں جماع اور غیر جماع سب مساوی ہیں مگر ہم نے غیر جماع میں قول صحیح اور معتمد علیہ کو لیا ہے۔

(بہشتی زیور ص: ١٠٦، حصہ ١١)

حنفیہ کے نزدیک کفارہ واجب کرنے والے عمل کا متعدد بار ارتکاب کرنے سے اتنی ہی بار کفارہ دینا واجب نہیں ہے۔ خواہ یہ ارتکاب ایک ہی دن میں کئی بار ہو یا متعدد ایام میں

لیکن اگر کفارہ واجب کرنے والے عمل کا ارتکاب کیا اور کفارہ دینے کے بعد پھر ارتکاب کیا تو اگر یہ دوبارہ ارتکاب ایک ہی دن میں ہوا تو ایک ہی کفارہ واجب ہے اور اگر اس کا اعادہ مختلف دنوں میں کیا گیا تو پہلی دفعہ کے بعد جس کا کفارہ دیا جا چکا ہے پھر اس کا کفارہ دینا ہوگا اس میں اتنی تفصیل مزید ضروری ہے کہ اگر کفارہ کا موجب مباشرت (ہم بستری) تھا تو دوسری بار دینا ہوگا ورنہ نہیں۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱۱ ص: ۹۴۴)

کفارے میں تاخیر

سوال: جس کے ذمہ روزے کا کفارہ ہو اور وہ طالب علم ہو یا حفظ کلام اللہ میں لگا ہوا ہو اگر وہ روزہ رکھتا ہو تو علم حاصل کرنے میں نقصان ہوتا ہے اگر نہیں رکھتا تو مواخذہ سخت ہے۔ اس لیے اگر وہ پڑھنے کے بعد کفارے کے روزے رکھے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: کفارے کے روزوں میں تاخیر نہ کرنا چاہیے اگر چہ حفظِ قرآن اور تحصیلِ علم میں حرج لازم آئے۔ (فتاوی رشیدیہ کامل ص: ۴۷۳)

کفارے میں دو ماہ کا کھانا مقرر کر دینا

سوال: روزے کے کفارے میں کھانا دو ماہ کا مقرر کر دینا یعنی ساٹھ وقت کا تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کے کفارے میں ساٹھ دن ایک طالب علم کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلانا درست ہے اور اس میں سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ مگر بٹھا کر کھلانا چاہیے کیونکہ دینے میں ہر روز پوری مقدار یونے دو سیر ایک فطرہ کی بقدر یا اس کی قیمت دینے کی ضرورت ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص: ۳۳۸ ج ۲)

یہ رعایت اسلئے رکھی گئی ہے کہ عام طور پر جب کسی کا کھانا مقرر کیا جاتا ہے تو صرف چار روٹیاں ہوتی ہیں حالانکہ بعض افراد کی خوراک زیادہ ہوتی ہے۔ (مرتب)

چھوٹے بچوں کو کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا

اگر ان مسکینوں میں بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں۔ ان بچوں کے بدلے

اور مسکینوں کو پھر کھلائے۔ (بہشتی زیور ص:۱۶ ج۳ شامی ص:۲۰۳ ج۱)

آٹھ دس برس کے بچوں کو جو قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلا دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر ان کو کفارے کی مقدار کا مالک بنا دیا جائے مثلاً نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہر ایک بچہ کی ملک کردی جائے تو درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص:۴۵۲ ج۶ بحوالہ رد المحتار ج ۳ ص:۸۰۲ باب الکفارہ)

کفارے میں ہر مسکین کو دو وقت کھانا کھلانا

سوال: روزے کے کفارہ میں اگر ایک سو بیس مساکین کو ایک ہی وقت کھانا کھلا دیا جائے اور اسی طرح قسم کے کفارہ میں بیس مساکین کو ایک ہی وقت کھانا کھلا دیا جائے تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب: ایک وقت کھانا دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوا، روزے کے کفارے میں ان مساکین میں سے ساٹھ کو اور قسم کے کفارہ میں سے دس کو دوسرے وقت بھی کھانا دینا واجب ہے۔ خواہ اسی دن کھلائے یا کسی دوسرے دن کھلائے۔

(احسن الفتاوی (پاکستانی) ج۴ ص:۴۳۰ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص:۶۳۵)

ایک مسکین کو ایک دن میں زیادہ دے گا تو ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔

الی اصل کفارے میں فقراء کی تعداد کا یا دنوں کی تعداد کا ہونا ضروری ہے اور فدیہ میں فقراء کی تعداد یا دنوں کی تعداد کی ضرورت نہیں۔ (فتاوی دار العلوم قدیم ج ۳ ص:۷۳)

کفارے میں اناج یا قیمت دینا

اگر کھانا نہ کھلائے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دے دے تب بھی جائز ہے۔ ہر ایک مسکین کو اتنا دے کہ جتنا صدقۂ فطر دیا جاتا ہے۔ اگر اتنے اناج کی قیمت دے تو بھی جائز ہے۔ (بہشتی زیور ص:۱۶ حصہ ۳ بحوالہ درمختار ص:۲۰۵ ج۱۱)

ایک مسکین کو کھلانا

اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت

دیتے رہے تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔ (بہشتی زیور ص: ۱۶ ج ۳ بحوالہ قدوری ص: ۱۵۷)

کفارے کی رقم سے مدرسہ کا ٹاٹ خریدنا یا مسجد کی تعمیر کرنا

سوال: روزہ کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اگر اس کھانے کی قیمت سے مدرسہ میں ٹاٹ خرید کر طلبہ کے لیے انتظام کر دیں یا مسجد میں صرف کر دیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اگر ساٹھ روزوں کی طاقت نہ ہو تو پھر ایک روزے کے عوض ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ہر ایک مسکین کو پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دینا ضروری ہے۔ مدرسہ کا ٹاٹ خریدنا یا اس سے مدرسے کی مرمت اور تعمیر درست نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص: ۴۴۹ بحوالہ رد المحتار ص: ۱۳۹ ج ۲ باب ما یفسد الصوم)

کفارے کی رقم مسجد اور مدرسہ میں دینا درست نہیں ہے۔ اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا البتہ مدرسہ میں اگر طلبہ کے کھلانے میں لگا دیں تو درست ہے بشرطیکہ ساٹھ طلبہ کو دونوں وقت کھلا دے یا بقدرِ فطرہ ہر ایک کو پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دے دیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص: ۴۵۳ ج ۲ بحوالہ رد المحتار باب المصرف ص: ۹۷ ج ۲)

کفارے کے روزے کے بجائے نقد رقم دینا

سوال: زید کے ذمے رمضان کا ایک کفارہ ہے اور وہ دو ماہ کے روزے نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ ادنیٰ درجہ کی خوراک کی قیمت دو ماہ کی مدرسہ کے اندر جمع کرائے کسی طالب علم کے لیے تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں؟

یا اگر زید کسی غریب کو تین پاؤ آٹا دو ماہ تک دیدے اور لکڑی و ترکاری کے لیے کچھ پیسے دیدے تو کیا کفارہ ادا ہو جائے گا؟

جواب: روزہ میں تکلیف ہونے کی وجہ سے یہ درست نہیں ہے کہ روزہ کو چھوڑ کر مسکین کو کھانا کھلانے کی طرف رجوع کرے کیونکہ قرآن مجید میں: ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ﴾ کی قید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں طاقت ہی روزے کی نہ ہو یعنی بوجہ مرض لا علاج کے بوجہ شیخ فانی (بالکل قدرت نہ رہے) ہونے کے اس وقت کھانا کھلانا درست ہے پھر جب دو

ماہ کے روزے سے عاجز ہو بوجہ بڑھاپے یا مرض شدید لاعلاج کے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا ہر ایک مسکین کو آدھا صاع گندم یعنی پونے دو کلو یا اس کی قیمت ہر ایک مسکین کو دے دے یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

پس تین پاؤ آٹا روزانہ کسی غریب کو دو ماہ تک دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ پونے دو کلو آٹا یا اس کی قیمت دینے سے ادا ہوگا۔ اسی طرح کسی طالب علم کو مجملاً روپیہ بھیج دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ یہ لکھا جائے کہ ساٹھ آدمیوں کو ایک دن میں دو وقت یا ایک آدمی کو دو ماہ تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کفارہ کی نیت سے کھلایا جائے اور اس میں جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لے لیا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص: ۴۵۶، ج ۶ بحوالہ رد المحتار باب فی الکفارہ ص: ۱۵۰، ج ۲ و ص: ۸۰۱، ج ۲)

کفارے میں مہتمم مدرسہ کی وکالت

سوال: مدرسہ کا مہتمم کفارہ کا کھانا کھلانے کا وکیل ہو کر طلباء کے کھانے میں روپیہ کو صرف کر سکتا ہے جو کفارہ ادا کرنے کی نیت سے رکھے ہیں یا مہتمم کپڑا خرید کر دے سکتا ہے؟

جواب: اس طرح کر سکتا ہے کہ کفارے کے پورے روپے کا کپڑا خرید کر محتاج طلباء کی ملک کر دے یہ درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص: ۴۵۳، ج ۶ بحوالہ رد المحتار ص: ۸۰۲، ج ۲)

روزے کے کفارہ کی توبہ سے معافی

سوال: زید نے جس کو کفارہ کا علم نہ تھا اپنی عورت سے روزہ کی حالت میں صحبت کی تو ان پر کفارہ واجب ہوا ہے وہ اس کو کسی طرح ادا نہیں کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟

جواب: ادائے قضاء و کفارہ اس صورت میں ضروری ہے توبہ بھی جب ہی قبول ہوگی۔ اگر دو مہینے کے روزوں کی پے در پے مسلسل طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیں۔ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ......﴾ (فتاویٰ دار العلوم ص: ۴۵۰، ج ۶ بحوالہ قرآن مجید سورۃ المجادلہ رکوع: ۱ بحوالہ رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص: ۱۳۹، ج ۲)

باب (۶)-۹

عورتوں کے مسائل

حیض کی تعریف اور اسکے مسائل

مسئلہ: (۱) ہر مہینہ جو آگے کی راہ سے (عورتوں کو) معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ مسئلہ: (۲) کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا ہے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور دس دن دس رات سے زیادہ خون آیا ہے جتنے دن دس سے زیادہ خون آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۳) اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کی صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۴) حیض کی مدت کے اندر سرخ زرد سبز خاکی مٹیالا سیاہ جو رنگ آئے وہ سب حیض ہے۔ جب تک گدی جو (کپڑا رکھتی ہیں) بالکل سفید نہ دکھائی دے اور جب بالکل سفید رہے جیسے کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔ مسئلہ: (۵) نو برس سے پہلے اور پچپن سال کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا۔ اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے گا وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ یعنی نو سال سے پہلے تو بالکل حیض نہیں آتا ہے اس لیے جو خون نو سال سے پہلے آئے گا وہ کسی صورت میں حیض نہیں ہو سکتا اور پچپن سال کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے کہ حیض نہیں آتا لیکن آنا ممکن ہے اس لیے اگر پچپن برس بعد خون آ جائے تو ان خاص صورتوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کو حیض کہا جائے گا البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی

رنگ آتا ہو تو پچپن برس بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۶) کسی کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا ہے پھر کسی مہینے میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی زیادہ بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عورت کے ہیں اتنا تو حیض باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آئے تو وہ ہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے۔ ان دنوں کی نمازیں قضاء پڑھنا واجب ہیں۔ مسئلہ: (۷) ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے۔ کبھی چار دن خون آتا ہے اور کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے۔ کبھی دس دن بھی آ جاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا۔ بس اتنے ہی دن حیض کے اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۸) کسی کو ہمیشہ چار دن آتا ہے اور پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اور اس کے بعد دوسرے مہینہ میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ اور پہلی عادت کا اعتبار نہیں کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہو گئی۔ مسئلہ: (۹) کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینے میں کتنے دن خون آیا تھا تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں۔ جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے۔ اس لیے ہم اس کا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے، تو کسی عالم سے پوچھنا چاہیے اور کسی ایسے ویسے معمولی مولوی سے نہ پوچھا جائے۔ مسئلہ: (۱۰) کسی لڑکی نے جو پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کم آئے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہیں اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۱۱) کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لے کر دس دن رات حیض ہے۔ اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے۔ اسی طرح برابر دس دن

حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔ مسئلہ: (۱۲) دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کے لیے کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ سو! اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔ مسئلہ: (۱۳) اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔ مسئلہ: (۱۴) اگر ایک دن یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے۔ اِدھر اُدھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۱۵) اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اوّل سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ پس جتنے دن حیض آنے کی عادت ہوا تنے دن تو حیض کے ہی ہیں باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینے کی پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے۔ پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن برابر خون آیا۔ پس اس میں سے تین دن اوّل کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے اور اگر چوتھی یا پانچویں، چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہ ہی تاریخ حیض کی ہیں اور تین دن اوّل کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔ مسئلہ: (۱۶) حمل کے زمانے میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنا آئے۔ مسئلہ: (۱۷) بچہ پیدا ہونے کے وقت، بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آئے تب تک جو خون آئے اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔ (بہشتی زیور ص:۶۱، حصہ دوسرا)

حائضہ کا حکم

حیض کے زمانے میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو

بالکل معاف ہو جاتی ہے' پاک ہو جانے کے بعد بھی اس کی قضاء واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا' پاک ہونے کے بعد قضاء رکھنی پڑے گی۔
(بہشتی زیور ص:۵۹ حصہ دوم بحوالہ بحر ص:۱۹۳)

نفاس والی عورت

نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں ہے بلکہ اس کی قضاء رکھنی چاہیے اور روزہ' نماز وغیرہ کے وہی مسائل ہیں جو حیض کے احکامات ہیں۔
بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔
(بہشتی زیور ص:۶۲ حصہ دوسرا بحوالہ بحر ص:۱۹۳)

استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کو نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔ ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور قضاء نہ کرنا چاہیے۔ استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں جو بہشتی زیور ص:۵۴ حصہ اول میں تفصیل کے ساتھ بیان ہیں۔
(بہشتی زیور ص:۶۱ حصہ دوم بحوالہ شرح وقایہ ص:۱۱۳ ج:۱)

روزہ رکھنے کے بعد دن میں حیض آ جانا

اگر فرض نماز پڑھنے میں حیض آ گیا تو وہ نماز معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آ گیا تو اس کی قضاء پڑھنی ہوگی اور اگر آدھے روزے کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا۔ جب پاک ہو تو قضاء رکھے اور اگر نفل روزہ میں حیض آ جائے تو اس کی قضاء رکھے۔
(بہشتی زیور ص:۵۹ حصہ دوم بحوالہ الجوہرۃ النیرۃ ص:۳۲ ج:۱)

کفارے کے روزے کے درمیان حیض آ جانا

ماہواری کی وجہ سے کفارہ کے روزوں میں ناغہ معتبر نہیں۔ ماہواری ختم ہوتے ہی فوراً روزہ شروع کر دے۔ اسی طرح ساٹھ روزے پے در پے پورے کرے۔ اگر ماہواری ختم

ہونے کے بعد ایک دن بھی ناغہ کیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔
(احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ۴۳۳ ج ۴)

دن میں پاک ہوجانے کا حکم

اگر رمضان شریف میں دن میں پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی قضاء رکھنی پڑے گی۔ (بہشتی زیور ص: ۶۱ حصہ دوسرا بحوالہ شرح وقایہ ص: ۳۱۶ ج ۱)

رات میں پاک ہوجانے کا حکم

اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے بھی کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ جلدی سے غسل تو کرلے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پائے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کرلے اور صبح کو نہالے اور اگر اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کرسکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارے دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضاء رکھے۔
(بہشتی زیور ص: ۶۱ حصہ دوم بحوالہ شرح وقایہ ص: ۱۲۹ ج ۱)

اگر رات کو پاک ہوئی تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لے صبح کو نہالے۔ اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے۔ اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیے۔ (بہشتی زیور ص: ۷ حصہ تیسرا بحوالہ الجوہرۃ النیرۃ ص: ۱۲۸ ج ۱)

نوٹ: غسل کرنا اسی وقت ضروری نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اتنا وقت ہونا چاہیے کہ جس میں غسل کرسکے پھر اگر غسل بعد میں کرلے یعنی صبح کے بعد اور روزہ رکھ لے تب بھی صحیح ہے روزہ میں کوئی حرج نہیں آئے گا اور رمضان کے روزہ میں جس وقت بھی عورت کو حیض

آ جائے چاہے دن کا تھوڑا سا حصہ باقی ہو وہ روزہ ٹوٹ گیا بعد میں اس کی قضاء کرے فرض ہو یا نفل۔ (مرتب رفعت قاسمی)

پاک ہوتے ہی قضاء رکھنا واجب

روزہ کے لیے عورتوں کو حیض ونفاس کے خون سے پاک ہونا شرط ہے۔ چنانچہ حیض و نفاس والی عورت پر نہ روزہ واجب ہے اور نہ روزہ رکھنا درست ہے۔ دونوں قسم کی عورتوں میں سے کوئی اگر فجر سے ایک لحظہ بھر پہلے پاک ہوگئی تو (اسی وقت) رات ہی سے روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔ حیض ونفاس والیوں پر جوں ہی یہ روزے سے باز رکھنے والی حالت دور ہو جائیگی تو ماہ رمضان کے روزوں کی جو رہ گئے ہیں قضاء واجب ہے۔

(کتاب الفقہ المذاہب الاربعہ ص:۸۸۳ ج ۱)

عورت کو احتلام ہو جانا

عورت دن میں سوگئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور ص:۱۱ حصہ سوم جوہرہ نیرہ ص:۱۴۲ ج ۱)

غسلِ جنابت نہ کرنے پر روزے کا حکم

رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہائی تب بھی روزہ ہوگیا بلکہ اگر دن بھر یعنی تمام دن غسل نہ کرے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔

(بہشتی زیور ص:۰ ے حصہ سوم بحوالہ نور الایضاح ص:۱۴۱)

روزہ میں مرد کے ساتھ لیٹنا

مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا، ہاتھ لگانا، پیار کرنا یہ سب درست ہے لیکن جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیے، مکروہ ہے۔

(بہشتی زیور ص:۰ ے حصہ سوم بحوالہ نور الایضاح ص:۱۴۷)

عورت کے ہونٹ چوسنا

عورت کا بوسہ (پیار) لینا اور اس سے بغلگیر ہونا، مکروہ ہے جبکہ انزال کا خوف ہو یا

اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور ایسی حالت میں جماع کرنے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ خوف اور اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ نیز کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ منہ میں لینا اور مباشرت: حشفہ یعنی خاص بدن شرمگاہ کا آپس میں ملانا بدوں دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے۔ خواہ منی نکلنے کا یا جماع (صحبت) کرنے کا خوف ہو یا نہ ہو۔
(بہشتی زیور ص: ۱۰۶ حصہ یازدہم بحوالہ عالمگیری ص: ۱۹۸ ج ۱)

ہمبستری

اگر مرد سے ہمبستری ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا اس کی قضاء بھی رکھے اور کفارہ بھی دے۔ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ نیز اگر مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو (ذکر) کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ (بہشتی زیور ص: ۷ حصہ سوم بحوالہ درمختار ص: ۱۵۱ ج ۱)

زبردستی صحبت کرنا

کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بیہوش پڑی تھی۔ اس سے کسی نے صحبت کر لی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضاء واجب ہے۔ کفارہ واجب نہیں ہے اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔
(بہشتی زیور ص: ۷ حصہ سوم بحوالہ شامی ص: ۱۳۳ ج ۱)

کسی روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالت جنون جماع کیا تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور عورت پر صرف قضاء لازم آئے گی اور مرد روزہ دار ہو تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (بہشتی زیور ص: ۵ ۱۰ حصہ یازدہم)

نابالغ یا مجنون سے صحبت کرانا

اگر کوئی عورت کسی نابالغ یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی روزہ جاتا رہا اس کو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (بہشتی زیور ص: ۱۰۵ حصہ یازدہم بحوالہ عالمگیری ص: ۲۰۳ ج ۱)

عورتوں کا آپس میں لطف اندوز ہونا

اگر دو عورتیں آپس میں ساحقہ کریں یعنی آپس میں مشغول اور لطف اندوز ہوں اور دونوں کو انزال ہو جائے اور (منی نکل جائے) تو دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر انزال نہ ہو تو نہیں ٹوٹے گا اور انزال کی صورت میں کفارہ لازم نہ آئے گا۔
(فتاویٰ ہندیہ ص: ۲۰۴ ج ۲)

رحم میں ربڑ کا چھلہ داخل کرنا

سوال: عورت کو بچہ رحم کی شکایت ہے۔ اس کا علاج شرمگاہ میں دو ماہ تک ایک ربڑ کا چھلا چڑھا رہتا ہے جو کہ رحم کے اندرونی حصہ میں داخل کیا جاتا ہے کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: خود روزہ کی حالت میں یہ چھلا چڑھانا مفسد صوم ہے لیکن اگر بغیر روزہ کی حالت میں چڑھایا ہوا روزہ کی حالت میں داخل بدن باقی رہے تو اس سے روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص: ۱۴۳ ج ۲)

روزے کی حالت میں شرمگاہ کے اندر دوا رکھنا

سوال: افطار کے بعد کوئی عورت بیماری کی وجہ سے دوا کی ٹکیہ باندھ کر رات کے وقت ہی اپنی شرمگاہ میں رکھے اور افطار کے بعد وہ ٹکیہ نکالے یا روزہ کی حالت میں دن میں ٹکیہ رکھے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: روزہ شروع ہونے سے داخل فرج میں رکھی ہوئی دوا سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں! روزہ کی حالت میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص: ۳۸ ج ۲)

روزے کی حالت میں شرمگاہ میں ٹیوب لگانا

سوال: روزہ کی حالت میں دن میں عورت کو اپنی شرمگاہ میں ٹیوب یعنی دوا لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ فرج میں داخل میں دوا پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اوپر کے مستطیل سوراخ کے آخر میں گول سوراخ سے فرج داخل شروع ہوتا ہے۔
(احسن الفتاوی پاکستانی ص: ۴۳۸، ج ۴)

عورتوں کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں کوئی چیز رکھی جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے اس لیے کہ عورتوں کے اندر یہ فطری منفذ موجود ہے جو پیٹ تک پہنچتا ہے۔ اگر مردوں کے عضو تناسل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو روزہ ہمارے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اس لیے کہ معدہ اور اس کی نالی کے درمیان براہ راست منفذ نہیں ہے بلکہ مثانہ کا واسطہ ہے جہاں سے قطرہ قطرہ پیشاب نیچے آ کر جمع ہو جاتا ہے۔ عالمگیری ص: ۲۰۴، ۱ میں ہے: مرد پیشاب کی راہ میں قطرہ ڈالے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے یہاں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ عورت کی شرمگاہ میں قطرہ ٹپکانے کی صورت میں بلا اختلاف روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہی صحیح ہے۔
(جدید فقہی مسائل ص: ۱۹۷، بحوالہ فتاوی ہندیہ ص: ۲۰۴، ج ۱)

کیا حمل دکھلانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا

حضرت المحترم مفتی صاحب.................... زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مندرجہ ذیل صورت میں کیا حکم ہے؟

شروع ایام حمل میں حاملہ کی شرمگاہ میں ڈاکٹرنی یا دایہ بعض مرتبہ دستانہ باریک جھلی نما پہن کر اور بعض مرتبہ بغیر دستانہ کے انگلی ڈال کر معائنہ کرتی ہے۔ اس صورت میں روزہ کا کیا حکم ہے؟

والسلام!

سعود الرحمٰن شمس منزل

محلہ بڑے بھائیان دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۲/۱۲/۸۶ء

الجواب:

ہو الموفق والمعین: اگر اس ڈاکٹرنی یا دایہ کے دستانہ پر پانی وغیرہ کا اثر نہیں ہے تو اس

طرح ہاتھ ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر اس پر تری ہوگی تو روزہ فاسد ہوگا۔
ادخل اصبعه اليابسة فيه اى دبره او فرجها" الخ لم يفطر. (در مختار) ولو مبتلة فسد (رد المحتار)(ج ۱ ص ۷۲۹)

الجواب صحیح — واللہ اعلم
کفیل الرحمٰن نشاط — محمد ظفیر الدین
نائب مفتی دارالعلوم دیوبند — مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۲/ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

شرمگاہ میں اُنگلی داخل کرنا

روزہ میں پیشاب کی جگہ دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں اگر کسی نے روزہ کے دوران دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا قضاء واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

اور اگر کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ اُنگلی ڈالی یا خود اس نے اپنی اُنگلی ڈالی پھر ساری اُنگلی یا تھوڑی سی اُنگلی نکالنے کے بعد پھر کر دی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا۔ ہاں! اگر پہلے سے ہی پانی وغیرہ یا کسی چیز میں اُنگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔
(بہشتی زیور ص: ۷ حصہ سوم بحوالہ درمختار ص: ۱۴۹ ج ۱)

اُنگلی داخل کرنے سے روزے پر اثر

سوال: عورت کی شرمگاہ میں اگر مرد نے اپنی اُنگلی پھیری تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: بیوی کی شرمگاہ میں اُنگلی داخل کرنے سے مرد کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اور عورت کے روزے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اُنگلی گیلی داخل کی یا خشک اُنگلی داخل کرنے کے بعد پوری یا ذرا سی کھینچ کر آگے کی تو عورت کا روزہ ٹوٹ گیا صرف قضاء واجب ہے عورت پر کفارہ نہیں۔ (احسن الفتاوی پاکستانی ص: ۴۳۷ ج ۴)

اُنگلی ڈالنے کو مفسد صوم سمجھ کر جماع کرنا

سوال: بیوی کی شرمگاہ میں دوا ڈالنے کے لیے انگلی اندر داخل کی اور شہوت غالب آئی تو خیال ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا' اس کے بعد صحبت کر لی۔ اب اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ کی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ۴۳۳' ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۱۸' ج ۲)

حاملہ کا حکم

حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو۔ خواہ وہ گمان اس کا واقع کے مطابق نکلے یا نہیں۔ اگر کسی عورت کو روزہ کی نیت کرنے کے بعد اپنے حاملہ ہونے کا علم ہوا تب بھی اس کو روزہ کا فاسد کر دینا جائز ہے۔ صرف قضاء لازم آئے گی۔ (عالمگیر اردو پاکستانی ص: ۲۳۳' ج ۲ کتاب الصوم)

حاملہ عورت کو ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔ (بہشتی زیور ص: ۱۷ حصہ سوم)

دردِزہ سے روزہ توڑ دینا

سوال: اگر کسی حاملہ عورت کو حمل کی وجہ سے تکلیف ہے اور وہ روزہ رکھ کر توڑ دیتی ہے محض تکلیف کی وجہ سے اور سورج غروب کے وقت بچہ کی ولادت ہو جاتی ہے' شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر روزہ نہ توڑنے سے عورت یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا ظن غالب ہو تو روزہ توڑ دینا جائز ہے صرف قضاء واجب ہے' کفارہ نہیں۔ بغیر ایسے خطرہ کے روزہ توڑنا گناہ ہے اور کفارہ واجب ہے' البتہ اگر اسی دن غروب آفتاب سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ۴۳۲' ج ۴)

زچہ اور کمزور عورت کا حکم

سوال: زچہ (ولادت کے بعد) یا کمزور عورت جو روزہ نہ رکھ سکے۔ فدیہ دے تو جائز ہے یا

نہیں؟

|جواب|: اس صورت میں فدیہ دینا کافی نہیں ہے۔ اگر فدیہ دے دیا اور پھر صحت ہوگئی اور قدرت آگئی تو اس روزہ کی قضاء کرنا لازم ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۴۷۸ ج ۶ بحوالہ ہدایہ ص: ۲۰۳ ج ۲)

دودھ پلانے والی کی رعایت

دودھ پلانا، جس عورت کے متعلق کسی بچے کا دودھ پلانا ہو خواہ بچہ اسی کا ہو یا کسی دوسرے کا، باجرت پلاتی ہو یا مفت بشرطیکہ بچہ کی مضرت کا گمان غالب ہو جیسا کہ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ روزہ کی حالت میں دودھ خشک ہو جاتا ہے۔ بچہ بھوک کی وجہ سے تڑپتا ہے اور کچھ حرارت بھی دودھ میں آ جاتی ہے وہ بھی بچہ کو نقصان کرتی ہے۔ ہاں! اگر مفت دودھ پلاتی ہو اور کوئی دوسری دودھ پلانے والی مل جائے اور وہ بچہ بھی اس سے پینے سے راضی ہو جائے تو ایسی حالت میں اس کو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں۔

(علم الفقہ ص: ۳۶، ج ۳ و فتاویٰ دارالعلوم ص: ۳۶۴، ج ۶)

دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا

دودھ پلانے والی نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا اور روزہ سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انا (دودھ پلانے والی کو) بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

(بہشتی زیور ص: ۱۹ حصہ سوم بحوالہ شامی ص: ۱۵۹، ج ۱)

کیا دودھ پلانے سے عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

|سوال|: دودھ پلانے سے عورت کا روزہ یا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟

|جواب|: روزہ اور وضو باطل نہیں ہوں گے۔ روزہ تو اس لیے نہیں ٹوٹتا کہ دودھ باہر نکل رہا ہے اور روزہ نام ہے مفطرات کے روکنے کا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۴۰۸، ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۱۰ ج ۲، کتاب الصوم)

حائضہ کا رمضان میں کھانا پینا

سوال: اگر رمضان میں عورت ایام حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو اس کو دن میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر حیض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا یا روزہ رکھنے کے بعد حیض آ گیا تو کھانا پینا جائز ہے لیکن دوسروں کے سامنے نہ کھائے اور اگر دن کو حیض سے پاک ہوئی تو دن کا باقی حصہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ۴۳۲ ج ۴)

دودھ پلانے کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ حمل قرار پا گیا

سوال: ایک حاملہ حمل کے نقصان پہنچنے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکی۔ بچہ کی پیدائش کے بعد دودھ پلانے کی وجہ سے معذور رہی اور ابھی دودھ کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل قرار پا گیا۔ اس طرح تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے؟

جواب: اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہو اسی وقت قضاء کرے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۶۳ بحوالہ ردالمحتار فصل فی العوارض ص: ۱۵۹ ج ۲)

روزے میں عورت کا بچے کو چبا کر کھلانا

اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری اور ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے۔
(بہشتی زیور ص: ۱۳ ج ۳ بحوالہ شرح وقایہ ج ۱ ص: ۳۱۳)

اور چبا کر کھلانے کے عذر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی عورت کے پاس کوئی حیض والی یا نفاس والی یا اور کوئی بے روزہ دار نہ ہو کہ جو اس کے بچہ کو کھانا کھلائے اور اس کو نرم پکا ہوا کھانا اور دودھ بھی نہیں ملتا ہے (تو اس صورت میں چبا کر کھلانا جائز ہے)۔
(فتاویٰ عالمگیری اردو پاکستان ص: ۱۱ ج ۲)

چباتے وقت لقمہ نگل جانا

اگر کسی نے لقمہ دوسرے کے کھلانے کے لیے چبایا پھر اس کو نگل گیا تو کفارہ نہ ہوگا صرف قضاء واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص:۱۶ ج ۲ کتاب الصوم)

اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر کسی کا شوہر بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہوا تو پریشان کردے گا۔ اس کو نمک چکھنا درست ہے اور مکروہ نہیں ہے۔
(بہشتی زیور ص: ۱۳ حصہ سوم بحوالہ شرح وقایہ ص: ۲۶۳ ج ۱)

کھانا پکانے کی وجہ سے پیاس سے بے تاب ہو جانا

کھانا پکانے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ آئی اور اتنی بے تابی ہوگئی کہ اب جان جانے کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہوگئی تو گنہگار ہوگی۔
(بہشتی زیور ص: ۷ ج ۳ بحوالہ شامی ص: ۱۵۹ ج ۲ ودرالمختار ص: ۱۵۲ ج ۲)

روزے میں ہونٹوں پر سرخی لگانا

سوال: عورت کو روزہ کی حالت میں ہونٹوں پر سرخی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے البتہ منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے۔
(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۳)

عورت کا نفل روزہ

عورت کو بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن اگر اس کا شوہر مریض یا روزہ دار یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہے تو مکروہ نہیں ہے اور غلام و باندی کو بغیر اجازت اپنے مالک کے روزہ رکھنا جائز نہیں۔

اور اگر ان میں سے کسی نے روزہ رکھ لیا تو شوہر کو اختیار ہے تڑوا دے اور یہی حکم مالک کا ہے اور عورت اس روزے کی اس وقت قضاء رکھے جب شوہر اجازت دے یا شوہر سے

جدا ہو جائے اور اگر شوہر مریض یا احرام میں ہو تو اس کو یہ جائز نہیں کہ اپنی بیوی کو نفل روزہ سے منع کرے اور اگر منع کرے تو بھی اس صورت میں نفل روزہ رکھنا جائز ہے۔
(عالمگیری ص: ۲۰۱ ج ۲ کتاب الصوم)

عورت کی طرف سے شوہر کا قضا رکھنا

سوال: اگر کسی عورت کے ماہِ رمضان کے روزے قضاء ہو جائیں اور اس کا شوہر اس کی طرف سے رکھ دے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب: عورت ہی کو روزے رکھنے چاہئیں۔ شوہر کے رکھنے سے عورت کے روزے ادا نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص: ۳۲۲ ج ۶ بحوالہ باب الحج عن الغیر ص: ۳۲۶ ج ۲)

باب نمبر ۱۰

بچوں کے مسائل

اولاد امانت ہے!

اولاد انسان کے پاس ایک امانت ہے اس کے سلسلہ میں اس پر بہت سی شرعی اخلاقی اور قانونی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان کے اندر شروع ہی سے دینی اور دنیوی ذمہ داریوں کا شعور و احساس تازہ رہے اور والدین اپنے بچوں کی تربیت اسلام کی روشنی میں کریں۔ بچوں کو اگر چہ نماز روزہ فرض نہیں لیکن عادت ڈلوانے کے لیے بچوں سے بھی نماز پڑھوائی جائے اور روزے بھی رکھوائے جائیں۔ اگر زیادہ نہ رکھوائے جائیں تو ایک دو ہی کافی ہیں کیونکہ آئندہ رمضان میں اس سے زیادہ بھی رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح عبادت کرنا عادت بن جائے گا اور یہی اسلام چاہتا ہے۔ بچہ تازہ شاخ کی مانند ہوتا ہے۔ جس طرح بھی شروع میں موڑ دیں گے (عادت ڈال دیں گے) مڑ جائے گی۔ بعض عورتیں مامتا میں آ کر یہ خیال کرتی ہیں کہ بچہ کمزور ہو جائے گا صحت پر اثر پڑے گا اور اگر بچہ اپنے شوق میں روزہ رکھ بھی لیتا ہے تو پھول سا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا نہیں جاتا اور روزہ افطار کرانا چاہتی ہیں۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے کل جب اللہ کے یہاں روزہ اور احکام الٰہی کی پابندی نہ کرنے پر سخت سے سخت سزا دی جائے گی اور ہولناک عذاب ہوگا اُس کو کیسے برداشت کریں گی؟

صحابہ کرامؓ کے بھی بچے تھے اور وہ بھی اپنے ماں باپ کے چہیتے تھے لیکن ان حضرات کی محبت عقلمندی کے ساتھ تھی اور وہ حضرات کل کی بڑی مصیبت سے بچنے کے لیے دنیا کی تھوڑی سی دیر کی تکلیف برداشت کرتے تھے۔ ان کے بچے بھی روزہ رکھنے کے قابل بلکہ

پہلے ہی سے روزہ رکھوانے کی کوشش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے رمضان میں ایک شرابی سے فرمایا: تیری خرابی ہو ہمارے بچے (تک) تو روزہ دار ہیں پھر اُس کو مارا۔
(بخاری)

جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ عاشورہ کے دن صبح کے وقت اعلان کرا دیتے تھے: جس نے ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزہ رکھ لے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں:

''یہ اعلان سن کر ہم خود بھی روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی رکھواتے تھے اور ان کو لے کر مسجد کی طرف نکل جاتے تھے اور ان کے لیے رنگین اُون وغیرہ کے کھلونے بنا دیتے تھے۔ جب کوئی بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم اس کو کھلونا دے کر بہلا دیتے تھے اور اسی طرح افطار کا وقت ہو جاتا تھا۔'' (نیل الاوطار ص:۲۰۹ ج۴)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بچوں کی کیا عمر ہوگی جو کھیل کھلونے سے بہل جاتے تھے اور ان بچوں کے والدین پر کیا گزرتی ہوگی لیکن یہ سب کچھ اس لیے برداشت فرماتے تھے کہ ان کے نزدیک بچے کے دیندار ہونے کی اہمیت آج کل کے احمقانہ لاڈ اور چونچلوں سے زیادہ تھی۔ (مرتب: رفعت قاسمی)

زوال سے پہلے بالغ ہو جانا

اگر کوئی زوال سے پہلے بالغ ہوا اور ابھی تک کچھ کھایا نہیں ہے اور نفل روزہ کی نیت کی تو روزہ ہو جائے گا۔ (عالمگیری پاکستانی اردو ص:۳۰۶ ج۲)

بچے میں روزے کی طاقت ہو تو؟

جب بچہ میں روزے رکھنے کی طاقت ہو تو اس کو روزہ کا حکم کیا جائے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب بچہ کو روزہ رکھنے سے کوئی ضرر نہ ہو اور اگر ضرر ہو تو حکم نہ کیا جائے۔
اور جب حکم کیا اور اس نے روزہ نہ رکھا تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔
(عالمگیری ص:۳۰۶ ج۲ اردو پاکستانی)

دس سال کے بچہ کا حکم

ابوحفصؒ سے پوچھا گیا کہ دس برس کے بچہ کو روزہ نہ رکھنے پر کیا ماریں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بمنزلہ نماز کے ہی ہے۔
(عالمگیری اردو ص: ۳۶ ج ۲)

نابالغ بچے کا روزہ توڑ دینا

سوال: نابالغ بچہ روزہ فاسد کردے یا اس کا والد رحم کی وجہ سے روزہ کھلوادے یا فاسد کر دے تو کیا اس پر قضاء یا کفارہ واجب ہے؟

جواب: نابالغ روزہ توڑ دے تو اس کی قضاء رکھوانا ضروری نہیں۔ نماز توڑ دے تو دوبارہ پڑھوانا (جبکہ سمجھدار ہو) واجب ہے۔ سات سال کا ہو تو پیار اور محبت سے کہا جائے اور اگر دس برس کا ہو تو مار کر نماز پڑھائی جائے۔
(احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ۴۳۰ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۱۷ ج ۲)

بچے کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے یا پڑھنے میں محنت کرنا؟

سوال: نابالغ طلباء کو رمضان المبارک میں روزہ رکھنا بہتر ہے یا پڑھنے میں محنت کرنا ضروری ہے؟ جب کہ روزے رکھنے سے ان کو ضعف ہوتا ہو اور وہ تعلیم میں مصروف رہتے ہوں۔

جواب: درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکوں کا حکم روزے کے بارے میں نماز کی طرح ہے کہ سات برس کی عمر میں نماز اور روزہ کا حکم کیا جائے اور دس سال کی عمر میں مار کر نماز، روزہ رکھوایا جائے کہ رمضان میں بچوں سے تحصیل علم کی محنت کم لی جائے۔ اسی وجہ سے مدارس اسلامیہ میں عموماً رمضان شریف کی تعطیل کردی جاتی ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۴۹۱ ج ۶، بحوالہ ردالمحتار ص: ۳۲۶ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ ص: ۱۳۷ ج ۲ کتاب الصوم)

رمضان میں دن میں بالغ ہو جانا

اگر کوئی دن میں مسلمان ہوا یا دن میں جوان (بالغ) ہو جائے تو دن میں کھانا پینا

درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھالیا تو اس روزہ کی قضا رکھنی بھی اس نومسلم یا نئے بالغ پر واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص:۱۹ حصہ سوم بحوالہ ہدایہ ص:۲۰۳-۲۰۴ ج:۱)

آج کل کی رسمیں

آج کل لوگوں نے بیاہ، شادی، ولیمہ، ختنہ اور عقیقہ اور ان جیسے اور بہت سے ان کاموں کو جو خالص دین ہیں اپنی بیوقوفی سے انہیں رسم ورواج کے شکنجوں میں کس کر اپنے اوپر مصیبت بنالیا ہے اور آسان سے آسان چیز کو سخت سے سخت اور مشکل سے مشکل کرلیا ہے۔ یہی حال بہت سی جگہوں پر بچوں کے پہلے روزہ کا بھی ہے کہ جب بچہ پہلے پہل کا روزہ رکھتا ہے تو چاہے کوئی کتنا ہی غریب اور تنگ دست ہو لیکن قرض لے کر، بھیک مانگ کر، کسی نہ کسی طرح بچے کے لیے نئے کپڑے بنائے گا، رشتہ داروں، محلہ داروں اور کنبہ والوں کو دعوت دے گا اور بہتر سے بہتر کھانے، پینے کا انتظام کرے گا اور قسم قسم کے پھل، میوے، مٹھائیاں بچے کے افطار کے لیے لائے گا اور ان تمام بکھیڑوں کے ساتھ بچے کا پہلا روزہ پورا ہوگا اور جب تک اتنی ہمت نہ ہو بچہ کا روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔ چاہے وہ جوان ہو جائیں۔ میں نے اپنی آنکھ سے ایسے بچے دیکھے ہیں جو جوان ہو گئے لیکن صرف اس وجہ سے ابھی روزے شروع نہیں کیے کہ والدین کے پاس ابھی اتنی گنجائش نہیں ہے کہ دھوم دھام سے بچے کا پہلا روزہ رکھوا سکیں، لاحول ولا قوۃ!

سچ کہا ہے اقبال مرحوم نے ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی ☆ یہ اُمت روایات میں کھو گئی

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عقل نصیب فرمائے اور ہماری عبادتوں کو رسم ورواج کے شکنجوں سے آزاد کردے۔ آمین (رمضان کیا ہے؟ ص:۱۱۹)

باب(۷)-۱۱

مریض کے مسائل

مریض کا نیت کے باوجود افطار کرلینا

سوال: ایک شخص رمضان شریف میں مریض تھا۔ بعض دن روزہ رکھتا تھا اور بعض دن افطار کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن روزہ کی نیت کی پھر صبح کی نماز کے بعد افطار کرلیا تو اس صورت میں کیا حکم ہے قضاء یا کفارہ؟

جواب: اس صورت میں اس روزہ کی قضاء واجب ہوگی۔ کفارہ واجب نہ ہوگا کیونکہ وہ پہلے سے مریض تھا لہٰذا اس کو روزہ افطار کرنا جائز تھا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۴۲۵ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۵۰ ج ۲)

روزہ رکھنے کے بعد بیمار ہوجانا

سوال: ایک شخص روزہ رکھنے کے بعد بیمار ہوگیا اور حالت نازک تھی اگرچہ موت کا خوف نہ تھا۔ اس حالت میں ڈاکٹر نے دوا پلائی تو کیا یہ شخص گنہگار ہوگا؟ قضاء واجب ہے یا کفارہ؟

جواب: اگر روزہ چھوڑنے کی صورت میں مرض کی شدت یا موت میں اضافہ کا ظن غالب ہو تو افطار جائز ہے۔ صرف قضاء واجب ہے کفارہ نہیں، اگر انجکشن سے علاج ہو سکے تو روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ص: ۴۳۲ ج ۴)

مجبوری میں افطار کا حکم

سوال: ایک شخص نے بخار میں روزہ رکھا اور تیسرے دن بھی اس نے نیت روزہ کی کرکے روزہ شروع کیا اور بخار کی شدت کی وجہ سے یہ تیسرا روزہ افطار کرنا پڑا اور اس کے بعد دس

دن برابر بیمار رہا اور دس دن روزہ نہ رکھ سکا۔ شرعاً ایسے شخص پر کفارہ ہے یا قضاء؟

جواب: اس شخص پر قضاء صرف اس روزہ کی ہے اور نیز ان روزوں کی جو اس کے بعد افطار کیے (یعنی بیماری کی حالت میں جو روزہ نہیں رکھے تھے) قضاء واجب ہے کیونکہ اس بارہ میں خود روزہ دار مریض کا غلبہ ظن بھی معتبر ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۳۲۲ ج ٦ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۵۸ ج ۲)

صحت یاب ہونے سے پہلے انتقال ہو جانا

سوال: ایک شخص فوت ہو گیا اس پر سات دن کی نمازیں مرض کی وجہ سے رہ گئی ہیں اور دو ماہ کے روزے قضاء ہو گئے ہیں۔ معالج روزہ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اگر اس کے وارث اس کی طرف سے کفارہ ادا کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس مرض سے صحت نہ ہوئی جس میں روزے فوت ہوئے تھے اور اسی مرض میں انتقال ہو گیا تو ان نمازوں کی قضاء لازم نہیں ہے۔ لہٰذا ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنا بھی لازم نہیں ہے البتہ نمازوں کا فدیہ وارثوں کو ادا کر دینا چاہیے اگرچہ میت نے وصیت نہ کی ہو۔ اُمید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کفارہ نمازوں کا ہو جائے گا۔

سات دن کی نمازیں بیالیس ہوتی ہیں وتر کے ساتھ اور ہر ایک نماز کا فدیہ مثل صدقۂ فطر کے پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دینا چاہیے۔

اور روزوں کا فدیہ اگرچہ واجب نہیں لیکن اگر دے دیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ میت کو ثواب پہنچ جائے گا اور فدیہ ایک روزہ کا مثل ایک نماز کے ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۳٦۵ ج ٦)

روزہ رکھنے سے نکسیر پھوٹ جانا

سوال: ایک شخص کو بھوکا رہنے کی وجہ سے نکسیر وغیرہ ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں دو رمضان گزر گئے ہیں اور آئندہ بھی کم اُمید ہے تو یہ شخص گزشتہ رمضان کا فدیہ دے یا صحت کا انتظار کرے؟

جواب: یہ شخص مریض ہے شیخ فانی نہیں ہے اور مریض کا حکم شریعت میں یہ ہے کہ اگر مرض سے اچھا ہونے کے بعد اتنی مدت اس کو ملے کہ اس میں قضاء کر سکتا ہے تو روزے کی قضاء اس کے ذمہ واجب ہے ورنہ قضاء بھی نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص: ۵ بحوالہ عزیزیہ)

نزلے میں دوا سونگھنا

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ذیل کی صورت میں نزلہ میں آج کل دوا کھانے پینے کی بجائے وکس (ایک قسم کی دوا ہے جس کو سونگھنے سے اس کی تیزی دماغ میں پہنچتی ہے جس سے نزلہ ٹھیک ہو جاتا ہے) کا استعمال کرتے ہیں روزہ کی حالت میں جائز ہے یا نہیں؟

والسلام!
رضی احمد شمس منزل
محلہ بڑے بھائیان دیوبند ۱۸/ ۴/ ۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب

ھوالموفق والمعین۔ روزہ کی حالت میں "وکس" کا استعمال احتیاط کے خلاف ہے۔ اگر اس میں سنوف نہیں ہوتا ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جیسے خوشبو عطر وغیرہ یا گلاب کے پھول سونگھنے سے روزہ نہیں فاسد ہوتا۔ انه کشم الورد و مائه والمسک لوضوح الفرق بین هواء تطیب بریح المسک و شبهه.

(ردالمحتار ص ۱۶۷ ج ۱)

الجواب صحیح	واللہ اعلم
کفیل الرحمن نشاط	محمد ظفیر الدین غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم دیوبند	مفتی دارالعلوم دیوبند
	۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

ہیضے اور پیٹ کا مریض

سوال: (۱) مرض ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ ایک شخص کو قے اور دست آنے لگے وہ روزہ سے تھا جب قے آئی۔ اس شخص نے اور اس کے آس پاس والوں نے یہ سمجھا کہ اب روزہ ٹوٹ گیا۔ مریض نے پانی مانگا اور لوگوں نے پانی پلا دیا۔ اب اس کے ذمہ قضاء ہے یا کفارہ بھی؟

(۲) اور اسی طرح ایک شخص کے پیٹ میں درد ہوا اس کو دوا پلا دی گئی اس پر قضاء ہے یا کفارہ؟

جواب: دونوں کے ذمہ صرف قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ (کفایت المفتی ص: ۲۳۰ ج ۴)

ضعف دماغ کا مریض

سوال: زید ضعف دماغ کے مرض میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی مرض رائشہ میں مبتلا ہو جاتا ہے روزہ رکھنے سے مجبوری ہے اور روزہ رکھنے کی حالت میں ملازمت کا کام انجام نہیں دے سکتا ہے روزہ رکھے یا قضاء کرے یا کفارہ دے؟

جواب: مریض کو روزہ افطار کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے کہ زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اور تکلیف بڑھنے کا خوف ہو ایسی حالت میں افطار کرنا درست ہے اور بعد میں قضاء لازم ہے فدیہ دینا اس کو جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص: ۳۸۷ ج ۶)

دمہ کا مریض

سوال: زید رمضان شریف میں کھانسی اور دمہ کے مرض میں مبتلا ہے۔ ایک روزہ رکھ کر پھر نہیں رکھ سکا۔ چنانچہ وہی مرض اب بھی ہے۔ اگر زید ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو کیا روزوں کی معافی ہو سکتی ہے؟

جواب: زید مریض بمرض مذکور کے ذمہ قضا روزوں کی لازم ہے۔ فدیہ دینا کافی نہیں ہے یعنی قضاء اس سے ساقط نہ ہوگی بلکہ جس زمانہ میں وہ مرض نہ ہو اس وقت قضاء کرے۔ فدیہ

ایک روزہ کا ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے یا صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر غلہ یا اس کی قیمت دینا ہے مگر یہ فدیہ شیخ فانی (روزہ کی کبھی بھی قوت کی امید نہ ہو) اس کے حق میں درست ہے دیگر بیماروں کو قضا روزہ کی کرنا لازم ہے۔
(فتاوی دار العلوم ج ٦ ص: ٣٦٣ بحوالہ رد المحتار ص: ١٦٠ ج ٢ باب فی العوارض)

روزے میں پیشاب بند ہو جانا

سوال: پیشاب بند ہونے کی صورت میں ڈاکٹر مثانے میں نلکی ڈال کر پیشاب کراتے ہیں۔ روزے کی حالت میں ایسی صورت پیش آ جائے تو روزے کا کیا حکم ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: "اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ مثانے اور عضو تناسل کا تعلق پیٹ سے نہیں ہوتا۔

درِ مختار میں ہے کہ: او القطر فی احلیله ماءً اودهناً وان وصل الی المثانة علی المذاهب (در مختار) ای قول ابی حنیفة و محمد معه فی اللظهر الخ وانكَ ظهر انه لا منفذ له والا يجتمع البول فيها بالترشيخ كذا يقول الا طباءُ زيلعی الخ فان المثانة لا منفذ لها علی قولهما (رد المحتار)

خلاصہ یہ ہے کہ مثانہ میں نلکی ڈال کر پیشاب کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
الجواب صحیح کفیل الرحمٰن نشاط نائب مفتی دار العلوم دیوبند ۲۶/۳/۱۴۰۷ھ
الجواب صحیح احمد ظفیر الدین غفرلہ مفتی دار العلوم دیوبند ۲۳/۳/۱۴۰۷ھ

روزے میں انیمہ کرانا

سوال: پاخانہ بند ہونے کی صورت میں انیمہ کرایا جاتا ہے۔ اس صورت میں روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟

جواب: انیمہ بھی بطور دوا اندر لگاتے ہیں۔ لہٰذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اسکی قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں آئیگا۔ درمختار میں ہے کہ:

او اختقن او استعط' الخ قضی فقط (درمختار)

الجواب صحیح: کفیل الرحمٰن نشاط نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: محمد ظفیر الدین مفتی دارالعلوم ۲۲/۳/۱۴۰۷ھ

خونی بواسیر کا مریض

سوال: ایک شخص خونی بواسیر کے مرض میں مبتلا ہے۔ جب بھی روزہ رکھتا ہے خون آنے لگتا ہے اور مسے بھی بواسیر کے پھول جاتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ روزہ اگر نہ رکھے تو صحیح رہتا ہے۔ اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ایسے مریض کو رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پھر جب تندرست ہو جائے اور روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے اس وقت قضا کرے۔ فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے البتہ ایسے مریض کو جس کا مرض دائمی ہو جائے اور صحت سے ناامید ہو فدیہ دینا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶' ص: ۴۸-۴۰۳ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۶۳ ج ۲ فصل فی العوارض)

بواسیر کے مسّوں پر مرہم لگانا

سوال: اگر روزہ کی حالت میں مقعد (دُبر) کے اندر بواسیر کے مسّوں کے زخم پر مرہم یا تیل انگلی سے لگائے یا اندر سے خوب دھوئے تو روزہ صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب: "روزہ اس کا صحیح ہے" مگر احتیاط بہتر ہے۔ (حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ صورتِ مسئولہ میں اندر اس حد تک دوا پہنچ جائے یا پانی' جہاں سے معدہ اس کو جذب کر لیتا ہے یا وہ خود معدہ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہو گیا اور اسی وجہ سے حضرت مفتی علّام نے احتیاط کو بہتر کہا ہے' اس لیے اس کا لحاظ و خیال ہر شخص کے لیے ممکن نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص: ۴۱۱' ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۳۵' ج ۲)

بواسیر کے مسّے باہر نکل آنا

سوال: ایک شخص کو بواسیر کا مرض ہے' اجابت کے وقت (پاخانہ کے وقت) بواسیر کے مسّے

باہر آجاتے ہیں۔ استنجاء کرنے کے بعد دبانے سے اندر جاتے ہیں۔ ہاتھ کو پانی سے تر کر کے مسوں کو یا خوا مسوں کو تر کر کے دبا دیا جائے اور مسوں کا اندر جانا کسی وقت غیر ممکن اور کسی وقت سخت دشواری کا باعث اور تکلیف دہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ تو اس طرح سے دبانے سے بھی خون جاری ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟

جواب: (ا) ایسی حالت میں روزہ اس کا قائم رہے گا۔ روزہ میں کسی طرح کا نقصان نہ آئے گا۔ اس لیے کہ مسوں کی جگہ جو کنارہ دُبر ہے اس جگہ پانی پہنچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا نہ معذور کا اور نہ غیر معذور کا۔

جواب: (ب) روزہ کی حالت میں ہاتھ کو پانی سے تر کر کے مسوں کو دبانا یا طہارت مسوں کی پانی سے کر کے مسوں کو دبانا مفسد روزہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ جو رطوبت پانی کی مسوں پر رہ جاتی ہے اور مسوں کے ساتھ جوف میں داخل ہوگی اس سے احتراز ممکن نہیں خصوصاً مریض بواسیر شدید کو۔

اور جو اس قسم کی چیز جوف میں داخل ہو جس سے احتراز (بچنا) ممکن نہ ہو وہ ناقض روزہ نہیں ہوتی ہے جیسے کہ پانی کی رطوبت کلی کرنے کے بعد رہ جاتی ہے اس لیے باوجود رطوبت مسوں کے زیادہ ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص: ۴۷۳)

بواسیری مسے موضع حقنہ سے بہت نیچے ہوتے ہیں اور براہِ مقعد داخل ہونے والی چیز جب تک موضع حقنہ تک نہ پہنچے مفسد نہیں لہٰذا مسوں کو پانی سے تر کر کے چڑھانے سے اور مسوں پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ کانچ کو تر کر کے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ موضع حقنہ تک پہنچ جاتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص: ۴۳۰)

بے ہوش اور پاگل کا حکم

اگر ماہِ رمضان میں کسی دن جنون لاحق ہو گیا یا پہلے سے جنون طاری تھا اور ماہِ رمضان میں کسی دن افاقہ ہو گیا تو اس روزے کی قضاء واجب ہے۔ ہاں! اگر پورے دن یا اس سے

زیادہ عرصہ تک حالت جنون طاری رہے تو اس کی قضاء واجب نہیں ہے۔ بخلاف اس کے جس کو بے ہوشی لاحق ہو اس پر روزہ کی قضاء واجب ہے۔ خواہ بے ہوشی کتنے ہی عرصہ تک رہی ہو۔

نشہ میں ڈوبے ہوئے اور سوئے ہوئے پڑے کا وہی حکم ہے جو بیہوشی کا ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی نشہ میں عادی ہو یا نہ ہو۔ (کتاب الفقہ ج ا ص: ۸۸۵)

ذیابیطس (شوگر) کا مریض

سوال: زید کئی سال سے ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کمزوری ہو جاتی ہے اور نقاہت بھی روزہ رکھنا دشوار ہے خصوصاً سخت گرمی میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے مریض پر کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے ضعف کی وجہ سے یا مرض کی وجہ سے انظار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان شریف میں درست ہے لیکن جب تک توقع صحت کی ہو فدیہ دینا کافی نہیں بلکہ صحت کے بعد قضاء لازم ہے اور پھر اگر صحت کی امید نہ رہے اور مرض کا ازالہ نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ دیدے اور ہر ایک روزے کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۷۳ بحوالہ ردالمحتار فصل فی العوارض ص: ۱۵۹ ج ۲)

ٹی۔ بی (تپ دق) کا مریض

سوال: ہمارے گاؤں میں ٹی۔ بی کا مریض ہے۔ کم وبیش چھ ماہ سے زیر علاج ہے۔ اس سے قبل ایکسرے لیا گیا تھا جس میں پھیپھڑے میں خرابی بتائی گئی ہے اور دوسرا ایکسرے چار ماہ بعد لیا گیا تھا۔ اس میں دس بارہ آنہ فائدہ معلوم ہوا ہے دوا جاری ہے حکیم صاحب کا کہنا ہے کہ روزہ نہ رکھے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: ٹی۔ بی کے مریض کو نقصان پہنچنے کے اندیشہ کی وجہ سے جناب حکیم صاحب روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ وہ خود عالم ہیں اور حاذق حکیم ہیں ان کی رائے معتبر ہے بعد صحت قضاء رکھے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص: ۳۹)

بیماری کے بعد ضعف باقی رہنا

اگر بیماری سے اچھا ہو جائے لیکن ابھی کمزوری باقی ہے اور یہ غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گا تب بھی نہ رکھنا جائز ہے۔ (درّ مختار ج۱۱ ص:۱۵۳)

گھوڑے پر بیٹھنے سے منی خارج ہو جانا

سوال: ایک شخص کو بعض اوقات یہ بات پیش آتی ہے کہ جس وقت گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑتا ہے تو شرمگاہ حرکت کر کے منی کو دکر خارج ہو جاتی ہے۔ حسبِ اتفاق ایک روز رمضان میں گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا' یہ واقعہ پیش آ گیا۔ اس بارے میں جو شرعی حکم ہو مطلع فرمائیں۔ کیا کفارہ ہوگا یا قضاء؟

جواب: اس پر نہ قضاء ہے اور نہ کفارہ بلکہ اس کا روزہ صحیح اور باقی ہے۔

درّ مختار میں ہے' سوچ بچار سے احتلام یا انزال ہو جائے یا جاندار کی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا' پیار کیا' انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (امداد الفتاویٰ ص:۱۰۷ ج۱)

روزے میں ٹیکہ لگوانا

سوال: اگر روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوایا جائے جو کہ بازو میں یا کسی جگہ بدن میں لگایا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: اس سے روزہ ہو جاتا ہے' فاسد نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص:۴۰۷ ج۶ البدائع الصنائع ج۲ ص:۹۳)

روزے میں انجکشن لگوانا' گلوکوز اور خون چڑھوانا

انجکشن کے ذریعہ جو چیزیں جسم میں داخل کی جاتی ہیں وہ عموماً رگوں کے واسطے سے قلب اور دماغ یا معدہ تک پہنچتی ہیں اور ایک ایسی راہ سے گزرتی ہیں جو اس کی حقیقی راہ اور فقہاء کی زبان میں منفذ نہیں ہے۔ کتب فقہ کی مختلف نظائر کو سامنے رکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقہاء ایسی صورتوں کو مفسد صوم قرار نہیں دیتے ہیں۔ مثلاً زخم دو قسم کے ہیں جس میں

دواڈالنے کو مفسدِ صوم (روزہ) قرار دیا ہے:

ایک آمہ دوسرے جائفہ۔

(۱) آمہ سر کے اس گہرے زخم کو کہتے ہیں جو اصل دماغ تک پہنچ گیا ہو اور اس کے ذریعہ دوا بھی وہاں تک پہنچ جاتی ہو۔

(۲) جائفہ پیٹ کے اس زخم کو کہتے ہیں جو معدہ تک گہرا ہو اور اس کے ذریعہ دوائیں پیٹ تک پہنچ جاتی ہوں۔ اس طرح گویا یہ زخم معدہ اور دماغ تک پہنچنے کے لیے بلا واسطہ راہ اور منفذ پیدا کر دیتے ہیں۔ اس میں دوا ڈالنا مفسد صوم ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے زخموں پر دوا ڈالنا مفسد صوم نہیں ہے۔ چاہے وہ کوئی بھی زخم ہو جو جسم کے اندرونی حد تک پہنچتا ہو اس میں ڈالی گئی دوائیں بالواسطہ معدہ تک یا دماغ تک پہنچ ہی جاتی ہیں۔ مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

ہدایہ جلد اول ص:۲۰۰ مفسدات صوم میں ہے:

اگر پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچے ہوئے زخم کا دوا کے ذریعہ علاج کرے پھر پیٹ یا دماغ کے اندر تک دوا پہنچ جائے تو امام اعظمؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس طرح مرطوب دوا ہی پہنچ سکتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ انجکشن کے ذریعہ چاہے خون پہنچایا جائے یا دوا مفسد صوم نہ ہوگا چونکہ گلوکوز وغیرہ کی نوعیت بھی یہی ہوتی ہے کہ رگوں کے واسطے سے پہنچایا جاتا ہے۔ معدہ یا دماغ کے کسی منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچایا جاتا ہے۔ اس لیے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(جدید فقہی مسائل ج:۱ ص:۹۶)

انجکشن کے بارے میں علمائے دیوبند کا فتویٰ

یہ ظاہر ہے کہ انجکشن کا طریقہ عہد رسالت میں متعین وموجود نہ تھا، نہ ائمہ مجتہدینؒ کے زمانہ میں اس لیے اس کا حکم نہ حدیث میں مل سکتا ہے اور نہ ائمہ دینؒ کے زمانہ میں۔ اس لیے فقہی اصول وقواعد ونظائر پر قیاس کر کے ہی اس کا حکم شرعی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ سوا اس

کی واضح مثال یہ ہے کہ اگر کسی کو بچھو یا سانپ کاٹ لے تو مشاہدہ ہے کہ زہر بدن کے اندر جاتا ہے۔ سانپ کا زہرا کثر دماغ پر بھی اثر انداز ہو جاتا ہے اور بعض جانوروں کے کاٹنے سے بدن پھول جاتا ہے جس سے زہر اندر جانا یقینی ہو جاتا ہے مگر کسی دنیا کے فقہی عالم نے اس کو مفسد صوم قرار نہیں دیا۔ یہ انجکشن کی واضح مثال ہے بلکہ سنا گیا ہے کہ انجکشن کی ایجاد اسی طرح ہوئی ہے کہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کے تجربہ کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچا گیا ہے کہ دوا کا فوری اثر اس طرح بدن میں پہنچایا جا سکتا ہے۔

سانپ، بچھو اور دوسرے زہریلے جانوروں کے کاٹنے کو کسی نے مفسد صوم قرار نہیں دیا ہے۔ اس کی وجہ وہی ہو سکتی ہے جو کہ بدائع کی عبارت سے ثابت ہوتی ہیں:

اوّل یہ کہ کسی چیز کا بدن کے کسی حصہ میں داخل ہونا مطلقاً روزہ کو فاسد نہیں کرتا بلکہ اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

(۱) اول یہ کہ وہ چیز جوجوف معدہ یا دماغ میں پہنچ جائے۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ پہنچنا بھی منفذ اصلی کے راستہ سے ہو اگر کوئی چیز منفذ اصلی کے علاوہ کسی دوسرے کیمیائی طریق سے جوف معدہ یا دماغ میں پہنچائی جائے وہ بھی مفسد روزہ نہیں۔ انجکشن کے ذریعہ بلاشبہ دوا یا اس کا اثر پورے بدن کے ہر حصے میں پہنچ جاتا ہے مگر یہ پہنچنا منفذ اصلی کے راستے سے نہیں بلکہ رگوں کے راستے سے ہے' یہ راستہ منفذ اصلی نہیں ہے' اس لیے گرمی کے موسم میں کوئی شخص اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہے تو پیاس کم ہو جاتی ہے کیونکہ اجزاء مسامات کے راستہ سے اندر جاتے ہیں مگر اس کو کسی نے مفسد صوم نہیں قرار دیا اس سے یہ شبہ بھی دور ہو گیا کہ گلوکوز وغیرہ کے انجکشن ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ بدن کو غذا جیسی قوت پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے اس کا حکم غذا کا سا ہونا چاہیے تھا۔ جواب واضح ہے کہ قوت پہنچانا مطلقاً مفسد نہیں ہے جیسے ٹھنڈک پہنچانا مفسد نہیں بلکہ منفذ اصلی کے راستہ کسی چیز کا جوف معدہ یا دماغ میں پہنچنا مفسد ہے۔ وہ انجکشن میں نہیں پایا جاتا۔ اگرچہ قوت اس سے پہنچ جائے۔

الجواب صحیح!

بندہ محمد شفیع عفااللہ عنہٗ

حسین احمد غفرلہٗ مدرس دارالعلوم دیوبندؒ

اشرف علی تھانوی۔ ۱۱/ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

محمد اعزاز علی غفرلہٗ مدرس دارالعلوم دیوبندؒ

بندہ اصغر حسین عفی عنہٗ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام، بحوالہ بدائع صنائع ج ۲، ص: ۹۳۔

روزہ اس چیز سے فاسد ہوتا ہے جو کسی منفذ کے ذریعہ معدہ یا دماغ میں پہنچ جائے۔ انجکشن سے دوا بذریعہ منفذ نہیں جاتی بلکہ عروق اور مسامات کے ذریعہ معدہ میں پہنچتی ہے لہٰذا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاویٰ اور رحیمیہ ج ۲، ص: ۴۲۳)

بذریعہ انجکشن جسم میں دوا یا غذا پہنچانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲، ص: ۳۹)

کتے کے کاٹے کا انجکشن

جس انجکشن کے ذریعہ بعینہٖ دوا جوفِ معدہ میں پہنچا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پاگل کتے کے کاٹے کے انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

انجکشن کی حقیقت

انجکشن کے متعلق جہاں تک تحقیق کی گئی ہے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس میں بذریعہ مسامات کے دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے، اس لئے ناقضِ روزہ نہیں۔ ناقضِ صوم وہ ہے جو بذریعہ کسی منفذ کے بدن کے اندر پہنچے نہ کہ بذریعہ مسامات اور داخل بدن میں دوا کا اثر پہنچ جانے سے فسادِ روزہ لازم نہیں آتا ہے جیسے غسل کا اثر۔ زہریلے جانور کے کاٹنے کا اثر بدن کے اندر سرایت کر جاتا ہے مگر بالاتفاق مفسدِ روزہ نہیں۔ اسی طرح انجکشن بھی مفسدِ روزہ نہیں۔

نوٹ: اس مسئلہ کی تحقیق احقر کے رسالہ "المقالات المفیدۃ فی آلات الجدیدۃ" میں مذکور ہے۔ (بندہ محمد شفیع' فتاویٰ دارالعلوم قدیم ج ۳' ص: ۶۸)

مریض کے روزے کی قضاء کا حکم

اگر کسی شہر کے لوگوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر ۲۹ روزے رکھے اور ان میں بعض مریض تھے انہوں نے روزہ نہیں رکھا تو ان پر تیس دن کی قضاء لازم ہوگی اور اگر مریض کو شہر والوں کا حال معلوم نہ ہوا تو وہ تیس دن کے روزوں کی قضاء کرے گا تا کہ یقیناً واجب ادا ہو جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری اردو پاکستانی ج ۲' ص: ۱۱)

صحت کے بعد غروب تک کھانا پینا

سوال: بندہ کے روزہ کی حالت میں پیٹ میں شدید درد ہو گیا۔ دوا استعمال کی آرام ہو گیا تو غروب تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے یا مستحب؟

جواب: واجب ہے' جس طرح سے مسافر' حائضہ ونفاس والی اور مجنون وغیرہ کو جب افاقہ ہو جائے' شام تک کھانے پینے سے رُکے رہنا' روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴' ص: ۴۳۳)

باب نمبر ۱۲

مسافر کے مسائل

سفر کی تعریف

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز یا بے مشقت ہو جیسے ریل وغیرہ کا یا یا مشقت جیسے پیدل یا گھوڑے وغیرہ کی سواری پر ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مگر بے مشقت سفر میں مستحب یہی ہے کہ روزہ رکھ لے۔ ہاں! اگر چند لوگ اس کے ہمراہ ہوں اور وہ روزہ نہ رکھیں اور تنہا اس کے روزہ رکھنے میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں ان لوگوں کو تکلیف ہو تو پھر اگر مشقت بھی نہ ہو تب بھی نہ رکھے۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص:۳۵)

سفر میں روزہ رکھنا درست ہے اور ثواب ہے البتہ اگر نہ رکھے تو رخصت (اجازت) ہے اور سفر کی مقدار اڑتالیس میل ہونا ضروری ہے۔ (قدیم فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص:۷۳)

کیا روزے میں بھی قصر ہے؟

سوال: جس طرح نماز میں قصر ہے کیا اسی طرح روزے میں بھی قصر ہے یا نہیں؟ یعنی اگر سفر میں پوری نماز پڑھے تو گنہگار ہوگا کیونکہ کفران نعمت ہے کیا یہ حکم روزوں سے متعلق بھی ہے؟

جواب: روزہ کے لیے سفر میں یہ حکم ہے بعد میں قضا ان روزوں کی کرے جو سفر میں نہ رکھے ہوں: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

[سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۶]

... نے حدیث شریف میں یہ حکم آ گیا ہے کہ اس تخفیف (کمی) کو قبول کرو لہٰذا

امام اعظمؒ اس امر کو وجوب کے لیے لیتے ہیں کہ قصر کرنا نماز میں ضروری فرماتے ہیں روزہ کے لیے نص سے اختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہے رکھو چاہے تو پھر قضا کرلو۔ اگر سفر سہولت کا ہے اور روزہ میں کچھ دشواری نہیں ہے تو روزہ بہتر ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے: ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ [سورہ بقرہ رکوع ۶]

پس معلوم ہوا سفر میں بحالت عدم مشقت روزہ نہ رکھنے کی فضیلت اور خیریت خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی ہے اور نماز میں قصر نہ کرنے میں کفران نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی حکم خدا تعالیٰ ہی کا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۷۲ بحوالہ ردالمحتار فصل فی العوارض ص: ۱۲۰ ج ۲)

حالت تردد میں روزہ

سوال: جو لوگ تردد میں قصر نماز پڑھتے ہیں ان کو رمضان شریف میں روزہ قضاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر کو جب تک وہ کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے اور تردد میں ہو نماز قصر کرنا چاہیے اور روزہ کو بھی افطار کرسکتا ہے بعد میں قضاء کرے۔

غرض جس حالت میں نماز قصر جائز ہے روزہ کا افطار کرنا بھی درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۷۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۸ فصل فی العوارض)

ایک دن کا سفر

سوال: ایک روز کے سفر میں بھی قضاء کرسکتا ہے یا تین ہی دن کے سفر میں قضا کرسکتا ہے؟

جواب: ۴۸ میل کا سفر ہو جب ہی روزہ افطار کرنا درست ہے۔ اس سے کم کے سفر میں روزہ افطار کرنا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص: ۴۷۳ ج ۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۸ فصل فی العوارض)

پندرہ دن کی نیت کا حکم

اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئے تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں

ہے کیونکہ شرعاً اب وہ مسافر نہیں ہے۔ البتہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۹ بحوالہ شامی ج ۲ ص: ۱۶۸)

صبح صادق کے بعد سفر کرنا

سوال: زید کا دن میں سفر میں جانے کا ارادہ ہے تو اگر وہ سحری کھائے مگر روزہ کی نیت نہ کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص صبح کے وقت سفر میں نہ ہو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اگر چہ دن میں سفر کا پختہ ارادہ ہو۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۲۷)

دوپہر سے پہلے ہی گھر پہنچ جانا

سفر میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی (زوال) سے اپنے گھر پہنچ جائے یا ایسے وقت میں پندرہ دن کی نیت سے کہیں رہنا پڑے اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کرلے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۹ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص: ۲۰۳)

اگر کوئی مقیم رمضان میں روزہ کی نیت کے بعد سفر کرے تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے لیکن اگر اس روزہ کو فاسد کردے تو کفارہ نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی مسافر نصف النہار (دوپہر) سے پہلے مقیم ہو جائے اور ابھی تک کوئی فعل روزہ کے خلاف نہیں ہوا مثلاً کھانے پینے وغیرہ کا اس سے صادر نہ ہوا ہو تو بھی روزہ رکھنا ضروری ہے لیکن اگر فاسد کر دے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص: ۳۵)

روزہ دار مسافر کا روزہ فاسد کر دینا

اگر کوئی مقیم روزہ کی نیت کرنے کے بعد مسافر بن جائے تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کو لینے کے لیے اپنے گھر واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزہ کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اس لیے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا ہو اور نہ وہاں ٹھہرا۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص: ۳۶)

روزے سے بچ کر سفر کرنا

سوال: اگر روزہ سے بچ کر حیلہ سفر یا مرض وغیرہ کر کے روزہ قضاء کرے، تو کیسا ہے؟

جواب: مسافر شرعی اور مریض کو افطار کرنا درست ہے اور حیلہ کرنا مذموم اور قبیح ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج۶، ص: ۳۹۶ بحوالہ ردالمحتار ج۲ ص: ۱۵۸ فصل فی العوارض)

مسافر کا روزہ رکھ کر توڑ دینا

سوال: زید نے سفر میں روزہ کی نیت کی مگر بعد میں نیت بدل دی اور کھا پی لیا تو کیا گنہگار ہوگا؟

جواب: کفارہ نہیں البتہ روزہ رکھنے کے بعد سفر شروع کرنا اس کے وجوب کفارہ میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی کفارہ واجب نہیں۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج۴، ص: ۴۳۸ بحوالہ ردالمحتار ج۲ ص: ۱۳۳)

کیا سفر میں آنحضرتؐ نے روزہ رکھ کر توڑ دیا؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں روزہ توڑا تھا اور اپنے رفقاء (صحابہؓ) سے افطار کرایا تھا، کیا یہ بات مستند ہے؟

جواب: ہاں! سفر کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے روزہ کے افطار کا واقعہ صحیح اور مستند ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رمضان شریف میں مدینہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے تو راستہ میں مقام عسفان پر پانی منگوایا اور صحابہؓ کو بتا کر افطار فرمایا پھر مکہ پہنچنے تک روزہ نہ رکھا۔

یہ اپنی مرضی پر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔ دوسری روایتوں میں یہ بھی تصریح ہے کہ روزہ کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کی حالت دگرگوں تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں بعض اصحاب نے افطار نہیں کیا تھا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (باندازِ خفگی) فرمایا کہ یہ نافرمان ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت پر عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خواہش تھی کہ سب رخصت پر عمل کریں خصوصاً اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ سفر جہاد کے لیے تھا۔ بہرحال کچھ صاحبان نے عمل نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک سفر میں ایک صحابیؓ کی حالت بہت خراب ہوگئی صحابہؓ جمع ہو کر اس کی خدمت کرنے لگے اس پر سایہ کا انتظام کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں (جان پر ظلم کر کے) روزہ رکھنا کوئی نیکی ہی نہیں ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں فقہاء کرام فرماتے ہیں سفر کی حالت میں روزہ رکھنا ضروری اور واجب نہیں ہے اگر رکھا تو عزیمت پر عمل کیا اور نہ رکھا تو رخصت پر عمل ہوا۔

اگر روزہ رکھنے سے طبیعت خراب نہ ہونے یا تکلیف پہنچنے کا ڈر نہ ہو تو رکھ لینا بہتر ہے۔ اگر اس کو اس کے ساتھیوں کو نقصان یا تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص: ۳۶، بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۶۰ و مسلم شریف ص: ۳۵۶ ج ۳)

سفر میں لو کی وجہ سے روزہ توڑ دینا

سوال: اگر کسی شخص کو ماہ رمضان میں ایسا سفر پیش آئے جس سے وہ شرعاً مسافر نہیں ہو سکتا اس وجہ سے روزہ کی حالت میں سفر کرے اور دوپہر کو سخت دھوپ اور لو کی وجہ سے بے برداشت ہو کر روزہ توڑ دے تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ بھی لازم آئے گا؟

جواب: اس صورت میں اس شخص پر کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضاء لازم ہوگی۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۴۳، بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۵۸ فصل فی العوارض)

پیاس کی شدت یا سفر کی وجہ سے روزہ توڑ دینا

سوال: روزہ دار شدید پیاس کی وجہ سے روزہ توڑ دے یا سفر میں روزہ توڑ دے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: پیاس اگر ایسی شدید ہے کہ اس میں مر جانے کا اندیشہ ہے یا عقل کے جاتے رہنے کا خوف ہے تو اس حال میں قضاء لازم ہے۔

اسی طرح سفر میں بروزِ سفر روزہ توڑ نا نہ چاہیے لیکن اگر توڑ دیا تو قضاء لازم ہے۔
(فتاوٰی دارالعلوم ج ٦ ص: ۴۳۰ بحوالہ ردالمحتار ج ٢ ص: ١٥٨)

مسافر کا فدیہ دینا

سوال: مسافر نے سفر میں چند روزے نہیں رکھے اور فدیہ دے دیا تو کیا یہ درست ہے؟
جواب: ان روزوں کے بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے فدیہ کافی نہیں ہے جیسا کہ آیتِ قرآنی میں ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا ....﴾
(پارہ ٢ سورہ بقرہ رکوع ٦) (فتاوٰی دارالعلوم ص: ٣٦٣ ج ٦)

سفر میں فوت شدہ روزوں کا حکم

سوال: سفر کی حالت میں فوت شدہ روزوں کی قضاء ضروری ہے یا نہیں؟
جواب: ہاں! قضاء کا وقت ملے تو قضاء رکھنا ضروری ہے اور نہ رکھے تو فدیہ دینے کی وصیت لازم ہے بشرطیکہ مال چھوڑ گیا ہو اور سفر کی حالت میں مرگیا ہو یا مقیم ہو کر مرا لیکن قضاء کا وقت نہیں ملا تو فدیہ دینے کی وصیت لازم نہیں۔ اگر چند روزے قضاء رکھنے کا وقت ملا تو اتنے روزوں کی قضاء لازم ہے اگر قضاء نہ کر سکا تو ان دنوں کے فدیہ دینے کی وصیت ضروری ہے۔ مثلاً سفر کی حالت میں دس دن کے روزے فوت ہو گئے اور پانچ روزے رکھنے کا وقت ملا لیکن قضاء نہیں کی تو ان پانچ روزوں کے فدیہ کی وصیت لازم ہے اس سے زائد کی نہیں۔ (فتاوٰی رحیمیہ ج ٢ ص: ٣٣ بحوالہ شامی ج ٢ ص: ١٦٠)

اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض صحت یاب ہونے کے بعد اتنا وقت نہ پائے جس میں قضاء شدہ روزے ادا کر لے تو اس کے ذمہ قضاء لازم نہیں۔ سفر سے لوٹنے یا بیماری سے صحت یاب ہونے کے بعد جتنے دن بھی ملیں اتنے ہی کی قضاء لازم ہو گی۔
(جواہر الفقہ ص: ٣٨١ ج ١)

چھوٹے ہوئے روزے رکھنے کا موقع نہیں ملا

سوال: مرض یا حیض و نفاس کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے۔ قضاء رکھنے سے پہلے ہی انتقال

ہو گیا تو کیا گناہ ہوگا؟

جواب: اگر قضاء کرنے کا وقت ہی نہیں ملا تو یہ روزے معاف ہیں اور اگر حالت اقامت، صحت اور طہارت میں قضاء رکھنے کا موقع مل گیا ہو تو ترکہ سے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۸، بحوالہ ردالمحتار ص: ۱۳۷ ج ۲)

روزے دار مسافر کا سفر میں انتقال ہو جانا

سوال: ایک شخص رمضان شریف میں مسافر ہوا اور وہ روزے سے نہیں تھا اور وہ انتقال کر گیا اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے ذمہ قضاء روزہ کی لازم نہیں ہوئی اور فدیہ یا فدیہ کی وصیت بھی لازم نہیں ہوئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۳۲، بحوالہ درمختار ج ۲ ص: ۱۶۰)

رمضان کے روزے اگر کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے چھوٹے تھے اور ابھی وہ مجبوری ختم نہیں ہوئی تھی کہ دنیا سے کوچ (انتقال) کر گیا تو اس پر کوئی شرعی مطالبہ نہیں ہے کیونکہ اس کو ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ ہاں! اگر موقع مل گیا تھا مگر اس نے سستی کرکے روزوں کی قضا نہیں کی تو یہ فریضہ اس کے ذمہ واجب رہا۔ اللہ کے یہاں پکڑ ہوگی، اور اگر سفر یا مرض کی وجہ سے دس روزے رہ گئے تھے اور پھر اس سفر یا مرض سے فارغ ہو کر پانچ دن زندہ رہا اور روزے شروع نہیں کیے تھے تو پانچ ہی دن قضاء اس کے ذمہ واجب رہی کیونکہ اس کو اتنا ہی وقت ملا۔

اب اس کے رشتہ داروں اور متعلقین کو چاہیے کہ روزوں کا فدیہ دے دیں۔ اس کے ذمہ سے روزے ادا ہو جائیں گے اور اگر وہ شخص مال چھوڑ کر مرا ہے اور فدیہ دینے کی وصیت بھی کر گیا تو وارثوں کے اوپر فدیہ دینا واجب اور ضروری ہے اور اگر وصیت کی لیکن مال نہیں چھوڑا یا اتنا کم ہے کہ ایک تہائی حصے میں اس کے روزوں کا بدلہ پورا نہیں ہوتا یا مال تو کافی چھوڑا مگر وصیت نہیں کی تو ان سب صورتوں میں وارثوں پر اس کے روزوں کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔ مگر مرنے والے کے ساتھ ہمدردی اور تعلق اسی میں ہی ہے کہ اس کی

آخرت کی بھلائی کی نیت سے دے دینا اچھا ہے۔

مرنے والے کی طرف سے اس کے رشتہ دار یا ملنے والے فدیہ تو دے سکتے ہیں لیکن اس کی طرف سے نماز یا روزہ کی قضا نہیں کر سکتے۔

مرتب:
محمد رفعت قاسمی

باب: ۱۳

متفرق مسائل

رمضان میں اعلانیہ کھانا' پینا

سوال: رمضان المبارک میں جو بلا عذر روزہ نہ رکھے اور اعلانیہ طور پر کھائے پیئے' تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص فاسق اور اسلامی شعار کی توہین کرنے والا ہے' خلیفہ ہو تو ایسے بے باک اور بے حیا کو قتل کی سزا دے۔ درِ مختار میں ہے کہ اگر کوئی بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھے اور بالقصد اعلانیہ کھائے' پیئے تو خلیفۂ اسلام کے حکم سے وہ قتل کر دیا جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳' ص: ۱۰۳ بحوالہ شامی ج ۱' ص: ۱۵۱)

گرمیوں میں دن بڑا ہونے کی وجہ سے روزے کا فدیہ

سوال: موسم گرما میں جبکہ اٹھارہ گھنٹے روزہ رکھنا پڑے تو کیا روزے کے بدلہ کفارہ' اناج دیا جاسکتا ہے؟

جواب: روزہ ہی رکھے' فدیہ دینا بلا عذر کے صحیح نہیں ہے۔ اگر کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے رمضان شریف میں روزہ نہ رکھا تو قضا اس کی بعد میں کرے۔ فدیہ اس کو بھی دینا جائز نہیں۔ فدیہ خاص شیخ فانی کیلئے ہے یعنی وہ بوڑھا جو کسی طور روزہ نہ رکھ سکے۔

(فتاویٰ دارالعلوم قدیم عزیز الفتاویٰ ج ۳' ص: ۷۲)

شیخ فانی اس مرد اور عورت کو کہتے ہیں جو زندگی کے آخری اسٹیج پر پہنچ چکے ہوں۔ ادائیگی غرض سے قطعاً مجبور اور عاجز ہوں اور جسمانی طاقت و قوت وغیرہ روز بروز گھٹتی چلی جا رہی ہو۔ یہاں تک کہ ضعف و توانائی کے سبب انہیں یہ قطعاً امید نہ ہو کہ آئندہ کبھی روزہ رکھ

سکیں گے۔ (مظاہر حق جدید جلد ۲ قسط ۵ ص: ۳۱)

کیا سردیوں میں روزہ رکھنے کا ثواب کم ملتا ہے؟

سوال: جن لوگوں کے روزے ماہِ رمضان میں کسی سبب کے عذر قضاء ہو جاتے ہیں ان کو موسم سرما میں ادا کرنے سے کیا ثواب میں کمی آتی ہے؟

جواب: سردیوں کے دنوں میں روزہ کی قضاء کرنے سے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۹۹)

بے نمازی کا روزہ

سوال: جو شخص رمضان شریف میں روزہ رکھتا ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو اس کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ ہوتا ہے نماز چھوڑنے کا گناہ رہتا ہے۔ نماز کی قضاء اس کے ذمہ فرض ہے۔
(حاشیہ میں ہے) دونوں الگ الگ ہیں۔ ایک دوسرے پر موقوف نہیں ہیں۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۹۹)

جانکنی (نزع) کی حالت میں روزہ

سوال: اگر کوئی روزہ دار جانکنی کے عالم میں ہو تو اس کو روزہ افطار کرا کر شربت دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب: ایسی حالت میں روزہ افطار کرا دینا چاہئے اور شربت وغیرہ دینا چاہئے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۷۰)

بغیر افطار کے انتقال ہو جانے پر نمازِ جنازہ کا حکم

سوال: ایک شخص روزہ کی حالت میں پیاس و بھوک کی شدت سے مرگیا ہے لیکن اس نے شریعت کا حکم نہیں مانا افطار نہیں کیا۔ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟ کیونکہ اس نے شریعت کی خلاف ورزی کی ہے۔

جواب: اس صورت میں اگر وہ شخص روزہ کی حالت میں فوت ہو گیا تو ماجور ہے یعنی عند اللہ اجر وثواب پائے گا' گنہگار نہیں ہوا۔ پس اس کی نماز کے جواز میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۶' ص: ۴۷۱ بحوالہ رد المحتار ج ۲' ص: ۱۵۸)

طویل اوقات والے علاقوں میں روزہ

روزہ کے اوقات کے سلسلہ میں اس بات کی قرآن و حدیث میں تصریح ہے کہ طلوع فجر سے اس کا آغاز اور غروب آفتاب پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ نیز اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ بعض جزوی باتوں پر تھوڑا سا اختلاف ہے مگر اس حد تک سب کا اتفاق ہے۔ اس لیے تو یہ ظاہر ہے کہ روزہ کے اصل اوقات یہی ہیں۔

جغرافیائی اور موسمی حالات کے لحاظ سے ان میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے اور ہوتی رہتی ہے۔ خود

ہندوستان میں بھی ایسا تفاوت ہوتا رہتا ہے۔ اب اگر کہیں اوقات کا تھوڑا بہت فرق ہو دن بارہ کی بجائے سولہ یا سترہ گھنٹے کا ہو جائے تو ظاہر ہے کہ روزہ کا یہی حکم رہے گا اور اگر غیر معمولی فرق ہو جائے مثلاً بیس یا بائیس گھنٹوں کا دن ہو جائے اور دو چار گھنٹوں کی رات رہ جائے تو بھی قرآن و حدیث کے عمومی احکام کا تقاضا ہے کہ روزہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہے' فتویٰ اسی پر ہے۔

البتہ بسا اوقات اس کی وجہ سے غیر معمولی مشقت پیدا ہو جائے گی اور عمر رسیدہ اور کمزور آدمیوں کے لیے روزہ رکھنا دشوار ہو جائے گا۔ ان کو یہ خصوصی سہولت دی جا سکتی ہے کہ وہ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھیں۔ آئندہ جب موسم ہلکا اور قابل تحمل ہو جائے اور دن کے اوقات نسبتاً کم ہو جائیں تو قضا کر لیں جیسا کہ فقہاء نے بھوک و پیاس کی ہلاکت خیز شدت کو بھی روزہ توڑنے کے لیے عذر قرار دیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس کی تصریح ص: ۱۰۶ ج ا پر موجود ہے۔

لیکن جہاں پر ایک طویل عرصہ کا دن اور پھر اسی طرح رات کا سلسلہ رہتا ہے وہاں جس طرح نماز کے اوقات کا تعین کیا جائے گا اسی طرح ماہ رمضان کی آمد اور روزہ کے

اوقات کا بھی۔

ایسے مقام کے باشندوں کو ان مقامات کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ جو اُن سے قریب ہیں اور وہاں معمول کے مطابق دن رات کی آمد ورفت کا سلسلہ ہے۔

(جدید فقہی مسائل ص: ۹۳)

ہوائی سفر میں دن بہت چھوٹا ہو جانے پر روزے کا حکم

سوال: زید ہوائی جہاز کے ذریعہ مغرب کی سمت جارہا ہے' سورج غروب ہو رہا ہے تو نماز کس طرح ادا کرے اور روزہ کس وقت افطار کرے؟ اور اس کے برعکس مشرق کی طرف جا رہا ہے اس کا دن بالکل چھوٹا رہ گیا اُس کے نماز اور روزے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ردالمحتار ص: ۳۳۹ میں حدیث دجال کے تحت جو مسائل درج ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مغرب کی طرف جانے والا شخص اگر چوبیس گھنٹہ میں پانچ وقت نماز یں ان کے اوقات میں ادا کر سکتا ہو تو ہر نماز اس کا وقت داخل ہونے پر ادا کرے اور اگر اس کا دن اتنا طویل ہو گیا کہ چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازوں کا وقت نہیں آیا تو عام ایام میں اوقات نماز کے فصل کا اندازہ کر کے اس کے مطابق نماز پڑھے اور یہی حکم روزہ کا ہے کہ اگر طلوع فجر سے لے کر چوبیس گھنٹے کے اندر غروب ہو جائے تو غروب کے بعد افطار کرے۔

جن ممالک میں مستقل طور پر دن اتنے طویل ہوں کہ چوبیس گھنٹے میں صرف بقدر کفایت کھانے' پینے کا وقت ملتا ہو ان میں سورج غروب ہونے سے پہلے افطار کی اجازت نہیں تو عارضی طور پر شاذ و نادر ایک دن طویل ہو جانے سے بطریق اولیٰ اس کی اجازت نہ ہوگی۔ البتہ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر غروب نہ ہوا تو چوبیس گھنٹے پورے ہونے سے اتنا وقت پہلے کہ اس میں بقدر ضرورت کھا پی سکتا ہے اور افطار کرلے اگر ابتداء صبح صادق کے وقت بھی سفر میں تھا تو اس پر روزہ فرض نہیں' بعد میں قضاء رکھے اور اگر اس وقت مسافر نہ تھا تو روزہ رکھنا فرض ہے اور اتنے طویل روزہ کا تحمل نہ ہو تو سفر نا جائز ہے۔

جو شخص جانب مشرق جا رہا ہے نماز کے اوقات اس پر گزرتے رہیں گے ان اوقات میں نماز ادا کرے گا اور روزہ غروب کے بعد افطار کرے کیونکہ صوم (روزہ) کے معنی ہیں:

طلوع فجر سے غروب شمس (سورج) تک امساک (رکنا)۔
(احسن الفتاوی پاکستانی ص: ۱۷۶ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۸۸)

سفر کی وجہ سے روزوں کا کم یا زیادہ ہو جانا

سوال: ایک شخص جدہ میں کام کرتا ہے' وہاں اس نے رمضان کے روزہ رکھنے شروع کیے (وہاں پر رمضان کا روزہ جمعہ کو ہوا اور ہمارے یہاں پاکستان میں سوموار کو پہلا روزہ ہوا) پھر وہ شخص یہاں آ گیا اور یہاں پر انتیس کا چاند نہیں ہوا اور اس شخص کے تیس روزے پورے ہو گئے۔ اب وہ یہاں والوں کے ساتھ اکتیسواں روزہ رکھے؟

جواب: یہ شخص اتوار کو یہاں والوں کے ساتھ روزہ رکھے چاہے اکتیس روزے ہو جائیں۔ جس طرح کسی نے تنہا چاند دیکھا اور اس کی گواہی قبول نہ کی گئی تو اس کو اپنی رؤیت کے اعتبار سے رمضان کا روزہ رکھنا چاہیے اور اتفاق سے تیس روزے پورے کرنے کے بعد چاند نظر نہ آئے تو اس کو تنہا افطار کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے اور سب کے ساتھ عید کرے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۸۱ بحوالہ شامی ج ۲ ص: ۱۲۳)

روزہ رکھ کر عمرے کیلئے گیا تو وہاں روزے کی تاریخوں میں فرق تھا

سوال: ایک شخص نے لاہور میں روزے رکھنے شروع کیے اور پھر وہ شخص رمضان میں عمرہ کرنے کے لیے مکہ معظمہ چلا گیا' وہاں والے ایک دو دن آگے تھے۔ اب وہ شخص وہاں والوں کے ساتھ عید منائے یا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ شخص وہاں والوں کے ساتھ عید کر لے بعد میں باقی ماندہ روزوں کی قضاء کر لے۔ یعنی اگر ستائیس روزے ہوئے تو دو روزے رکھے اور اگر ۲۸ ہوئے تو ایک روزہ رکھے کہ مہینہ انتیس دن سے کم کا نہیں ہوتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۸۱)

روزے کی حالت میں لفافے کا گوند زبان سے تر کر کے چپکانا

سوال: روزہ کی حالت میں زبان سے لفافہ کا گوند لگا کر چسپاں (بند) کرنا بلا کراہت

درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زبان سے لفافہ کا گوند چاٹ کر تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر چاٹنے کے بعد تھوک دیا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴، ص: ۴۳۳ بحوالہ ردالمحتار، ص: ۱۲۲)

سرجری اور اعضاء کی تبدیلی

روزہ کو فاسد کرنے والی دراصل وہ چیزیں ہیں جو دماغ یا بطن (پیٹ) کے جوف تک پہنچ جائیں۔ اس سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ ایسے آپریشن جو جسم کے دوسرے حصے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ کے ہوں ان کا تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اسی طرح کان، شرمگاہ، سرین، ناک وغیرہ کے اعضاء جن سے دماغ یا پیٹ کی جانب منفذ (اصلی راہ) نہیں ہیں۔ ان کا بھی صرف آپریشن مفسد صوم نہ ہوگا یعنی روزہ کو نقصان نہ ہوگا اور نہ اعضاء کی تبدیلی اس لیے کہ مفسدِ صوم تو کسی ایسی چیز کا داخل کرنا ہے جو بدن کو درست کرنے اور دماغ اور پیٹ تک پہنچ جانے یا غالب امکان اس کے پہنچنے کا ہو۔ یہاں یہ مصنوعی اعضاء اپنی جگہ لگے رہ جائیں گے۔ ہاں! اگر آپریشن کے ساتھ کوئی دوا ڈالی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ان کے علاوہ اگر خود پیٹ یا دماغ کا آپریشن اس طرح ہو کہ کچھ کاٹ کر نکال دیا جائے کوئی نئی چیز داخل نہ کی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اور اگر اندر کوئی دوائی لگائی یا مصنوعی اعضاء لگایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کی نظیر فقہاء کا یہ جزئیہ ہے کہ اگر نیزہ اس زور سے مارا کے جوفِ بطن تک پہنچ گیا پھر اس کو نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر پیٹ کے اندر رہ گیا تو بعض لوگوں کی رائے ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا اور بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ ٹوٹ جائے گا یہاں گو کہ صحیح تر قول روزہ کا نہ ٹوٹنا ہے۔

مگر اس عاجز کے خیال میں سرجری علاج کی مذکورہ صورت میں صحیح روزہ کا ٹوٹ جانا

ہے اس لیے کہ نیزہ مارنے کا مقصد جسم کو نقصان پہنچانا ہے اور اس سرجری کا منشا جسم کی اصلاح اور درستگی ہے اور اگر یہ صورت ہو کہ معدہ کے آپریشن میں کوئی عضو سرجری کے دوران باہر نکالا جائے پھر اپنی جگہ فٹ کر دیا جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کی نظیر قے ہے کہ اگر منہ سے باہر آ جانے کے بعد اسے کھالیا جائے یا لعاب دہن منہ سے نکال کر ہاتھ میں جمع کیا جائے اور پھر کھالیا جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اسی طرح یہ عضو جب باہر لے آیا گیا اور پھر اس کو جوف بطن میں فٹ کر دیا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (جدید فقہی مسائل ص:۹۹)

سونے کی حالت میں مسوڑھوں سے خون مُنہ میں چلا جانا

سوال: میرے مسوڑھوں سے خون نکلتا ہے' آج کل روزہ میں دوپہر کے بعد خون بہت جاری رہتا ہے۔ یہ کیفیت خاص طور پر سونے کی حالت میں ہوتی ہے۔ خون تھوک پر غالب رہتا ہے' جاگنے کی صورت میں تو احتیاط کرتا ہوں لیکن سونے کی حالت میں تھوک حلق سے نیچے اتر جاتا ہے۔ اب تک رمضان میں ایسا دو مرتبہ ہوا ہے' میرا روزہ ہوا یا قضاء رکھنا ہوگا؟ آج کل نیند رات کو نہیں ہوتی اگر دن میں نہ سوؤں تو رات کو عبادت میں خلل ہوگا اور نوکری کرنا بھی محال ہوگا' میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: خون اگر صرف حلق میں گیا مگر پیٹ میں نہیں پہنچا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خون مغلوب ہو یعنی تھوک کا رنگ سرخ کے بجائے زرد ہو تو پیٹ میں جانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ خون مغلوب ہونے کے باوجود حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو تو پیٹ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح خون غالب ہو یعنی تھوک سرخ ہو تو پیٹ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ مزہ محسوس نہ ہو۔

جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان میں اگر سونے کی حالت میں یا اور کسی عذر سے خون بلا اختیار پیٹ میں اتر جاتا ہو تو روزہ نہ ٹوٹنے کے قول کی گنجائش معلوم ہوتی ہے' شامی میں اسی طرح ہے۔

بہتر یہ ہے کہ اگر مستقبل قریب میں صحت کی توقع ہو تو روزہ نہ رکھیں بعد میں قضاء کریں اور اگر روزہ کی حالت میں غیر اختیاری طور پر خون پیٹ میں چلا گیا تو صحت کے بعد احتیاطاً اس روزہ کی قضاء کریں۔ (احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۸)

ایسا تندرست جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں

سوال: ایک شخص دیکھنے میں جوان اور تندرست ہے اور کسی قسم کی علامت ظاہرہ اس کو نہیں ہے مگر کمزور بہت ہے اور رمضان کا روزہ اس سے نہیں رکھا جاتا' روزہ رکھنے سے اس کو بہت کمزوری ہوتی ہے اگر وہ روزہ چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسئلہ یہ ہے کہ شیخ فانی کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ دینا درست ہے۔ شیخ فانی کے یہ معنی ہیں کہ اس کی قوت فنا ہوگئی ہو اور روزہ کی طاقت نہ ہو۔ پس اگر وہ شخص خلقۃً ایسا ضعیف و کمزور ہے کہ کسی طرح روزہ نہیں رکھ سکتا ہے' اس کو درست ہے کہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ دے دے۔ حاشیہ دارالعلوم فتاوی میں ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے بلکہ عارضی طور پر مرض کی وجہ سے ایسا ہے تو افطار کی اجازت ہے۔ صحت کے بعد قضاء واجب ہے بلکہ شیخ فانی کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ بعد میں اگر وہ روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے گا قضاء کرے گا۔

(فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۶۸ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ فصل فی العوارض ص: ۱۶۳)

روزہ رکھنے سے بیمار ہو جانا

سوال: ایک شخص نماز' روزہ کا پابند ہے لیکن رمضان شریف شروع ہونے پر تین چار روزے رکھنے سے فوراً بیمار ہو جاتا ہے۔ غریب آدمی' عیالدار ہے۔ دوا وغیرہ کرنے کی یا مسکین کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر سردیوں میں بھی قضاء کرتا ہے تب بھی ویسا ہی بیمار قریب المرگ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے مریض کے لیے جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو ہمیشہ رمضان کے روزہ رکھنے سے یا قضاء کرنے سے اس کا مرض بڑھتا ہو اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو فدیہ دینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۷۸ بحوالہ ردالمحتار فصل فی العوارض ج ۲ ص: ۱۶۳)

کیا رمضان میں امتحان آ جانے پر روزہ چھوڑ سکتے ہیں؟

سوال: دنیوی علوم مثلاً بی کام بی اے وغیرہ کے امتحان کے تحت روزہ کی حالت میں امتحان میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا کرے؟ روزہ رکھے یا پھر قضاء کرے؟

جواب: بصورت مسئولہ میں روزہ چھوڑنا یا روزہ توڑنے کی گنجائش نہیں ہے۔ روزہ کے ساتھ ہی امتحان دے۔ اللہ مدد فرمائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص: ۳۳)

روزہ میں باجا بانسری بجانا

سوال: کوئی آدمی روزہ کی حالت میں بانسری باجا اور دیگر گانے بجانے کی اشیاء دم گھونٹ کر بجائے تو روزہ میں کچھ خلل ہوگا یا نہیں؟

جواب: روزہ میں طبور وغیرہ بجانا گناہ کا کام ہے لیکن روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص: ۳۸)

کیا اختلاج کی وجہ سے روزہ چھوڑ سکتے ہیں؟

سوال: عمر کو اختلاج یا کوئی مرض ہے جس سے اس کو روزے کی مطلق برداشت نہیں ہوتی۔ اس کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: روزہ معاف نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی قوی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضاء کرنا واجب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۳۸۳ بحوالہ رد المحتار فصل فی العوارض ج ۲ ص: ۱۶۰)

کیا معاشی محنت کی وجہ سے روزہ چھوڑ سکتے ہیں؟

سوال: رمضان شریف کے روزے فرض ہیں لیکن معاش کی وجہ سے مثلاً کاشتکاری یا کھانا وغیرہ پکانے کی وجہ سے کیا روزہ کی قضاء کر سکتے ہیں؟

جواب: ان عذروں کی وجہ سے رمضان شریف کے روزے قضاء کرنا درست نہیں بلکہ مناسب ہے کہ رمضان شریف میں ایسے سخت محنت کے کام نہ کیے جائیں جن کی وجہ سے

قضاء کرنے کی نوبت آئے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۶۶ بحوالہ ردالمحتار باب مایفسد الصوم ج ۲ ص: ۱۵۷)

جان کے خطرہ کی حالت میں افطار

سوال: روزہ کی وجہ سے جان خطرے میں ہو تو روزہ توڑنا واجب ہے یا رخصت؟

جواب: اگر مرض یا بھوک پیاس کی شدت سے جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑنا واجب ہے اگر روزہ نہ توڑا اور مر گیا تو گنہگار ہوگا اور بحالت اکراہ میں یعنی جب کوئی روزہ توڑنے پر مجبور کر رہا ہو اور نہ توڑنے کی صورت میں جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہا ہو تو روزہ توڑ دینا واجب نہیں جائز ہے اور نہ توڑنا افضل ہے۔ جان دیدی تو ثواب ہے البتہ روزہ دار مریض یا مسافر ہو تو اکراہ کی صورت میں بھی روزہ توڑنا واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۱ بحوالہ بدائع صنائع ج ۲ ص: ۹۴، ۹۶)

روزے میں غسل کرتے وقت غرغرہ

سوال: کسی شخص کو روزہ کی حالت میں غسل کی ضرورت ہوئی۔ غسل کرتے وقت غرغرہ نہیں کیا اور ناک کے نرم حصہ تک اس نے پانی پہنچایا تو اس کا غسل ہوا یا نہیں؟ اور اس طرح غسل کر کے نماز پڑھی تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

جواب: روزہ دار کے لیے غرغرہ اور ناک کے نرم حصہ میں پانی پہنچانے کا حکم نہیں ہے کہ روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اور جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۹۸ بحوالہ مراقی الفلاح ص: ۳۹)

کیا روزے میں استنجے کا پانی خشک کرنا ضروری ہے؟

سوال: نور الایضاح سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار استنجاء کرنے کے بعد خاص مقام کو کسی چیز سے اچھی طرح خشک کر لے تاکہ پانی اندر کی طرف جذب نہ ہونے پائے کیا یہ قول مفتی بہ ہے؟

جواب: اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ استنجاء سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا البتہ اگر پانی موضع حقنہ

تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا مگر استنجا میں ایسا نہیں ہوتا۔
(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص: ۴۳۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۱۰۸)

کیا غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: امام صاحب نے نماز کے بعد یہ حدیث پڑھ کر سنائی کہ دو اشخاص جنھوں نے نماز ظہر یا عصر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھی تھی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہارا وضو نماز نہیں ہوئی کہ تم نے غیبت کی تھی اور اپنا روزہ پورا کرلو دوسرے دن اس کی قضاء کرنا۔

کیا غیبت کرنے سے نماز اور روزہ نہیں ہوگا؟ کیا اعادہ ضروری ہے؟

جواب: حدیث میں وضو نماز اور روزے کے اعادہ کا حکم خواص کے لیے ہے۔ حقیقتاً عوام کے لیے زجراً اور احتیاطاً ہے۔

غیبت حرام ہے اس سے عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا غیبت سے بچنے کا پورا اہتمام کیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ وضو نماز اور روزہ فاسد ہو جائے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں:

(۱) آدمی روزہ کی نیت سے کھانے' پینے اور جماع سے دن بھر رکا رہے' یہ عوام کا روزہ ہے۔

(۲) آدمی روزہ کی نیت سے کھانے' پینے اور جماع سے رکنے کے علاوہ آنکھ' ناک' کان' زبان' ہاتھ' پیر اور تمام اعضاء کو تمام گناہ کبیرہ وصغیرہ سے روکے رکھے۔ یہ صالحین اور نیک مؤمنین کا روزہ ہے۔

(۳) روزے کی نیت سے کھانے' پینے اور جماع سے دن بھر رکنے کے علاوہ تمام اعضاء کو گناہوں سے روکے اور قلب کو بھی دنیوی خیالات اور فکروں سے روکے۔ اس طرح کہ اللہ کے علاوہ کوئی خیال ہی قلب میں نہ آئے۔

ایک حدیث میں ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزہ رکھ کر باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے (یعنی غیبت اور گناہ کرتا رہے) تو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا کہ روزہ مقبول ہونے کے لیے آدمی کھانا' پینا اور جماع چھوڑنے کے علاوہ معصیات اور منکرات مثلِ جھوٹ' غیبت' چغل خوری وغیرہ سے بھی زبان کی حفاظت کرے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص:۱۹۶ ج۵)

ایک حدیث کی تشریح

سوال: حدیث "ہاتھ میں پیالہ ہو اور اذان ہو جائے تو پانی پی لے" اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صبح صادق کے بعد بھی کھانا پینا جائز ہے' حدیث کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حضرات محدثین نے اس حدیث کی مختلف توجیہیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) جب روزہ دار کو ظن غالب ہو کہ اذان وقت سے پہلے ہوئی ہے۔

(۲) حضرت بلالؓ کی اذان مراد ہے جو صبح صادق سے پہلے جگانے کے لیے ہوتی تھی۔

(۳) یہ افطار سے متعلق ہے۔

مقصد یہ ہے کہ افطار کی حالت میں اذان سننے یا اس کا جواب دینے کے لیے افطار میں توقف نہیں کرنا چاہیے۔

بندۂ: بندہ کے خیال میں اس کی مندرجہ ذیل توجیہیں بھی ہو سکتی ہیں:

(۱) اس کا روزہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ جب پانی پینے کے لیے پیالہ ہاتھ میں لے لیا ہو اور اس حال میں اذان شروع ہو جائے تو پانی پی لے اذان کے سننے اور جواب کے لیے پانی نہ چھوڑے۔

(۲) حدیث میں "ندا" کا لفظ ہے جس سے اقامت مراد لی جا سکتی ہے یعنی ایسی حالت میں اقامت شروع ہوئی کہ پیالہ ہاتھ میں ہے تو پانی پی کر اطمینان سے جماعت میں شریک ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج۴ ص:۴۴۳)

رمضان المبارک میں دن میں ہوٹل کھولنا

سوال: رمضان المبارک میں دن میں ہوٹل کھولنا کیسا ہے؟

ہوٹل میں بلاتفریق مذہب ہر وقت، ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اگر کھلا رکھنا ناجائز ہو تو کیا صرف غیر مسلموں کے لیے کھول سکتے ہیں؟

جواب: ماہِ رمضان المبارک کے احترام کی خاطر دن کے وقت ہوٹل بند رکھنا ضروری ہے۔ خواہ کھانے، پینے والے کسی بھی مذہب کے ہوں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۹۷)

شوال کے روزے

عید کے مہینے (شوال) میں عید کے دن کے بعد سے ختم مہینے تک چاہے جس تاریخ میں چھ روزے رکھ لینے چاہئیں۔ یہ روزے رمضان شریف کے فرض روزوں کے بعد ایسے ہیں جیسے فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفلیں ہوتی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ص: ۱۷۹ میں ہے: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر عید کے چھ روزے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ (پورے سال) کے روزے رکھے۔"

تشریح: سال بھر کے روزوں کے برابر ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں ہر نیکی کا ثواب دس گنا دیا جاتا ہے۔ رمضان کے ایک مہینے کے روزے تو دس مہینوں کے برابر ہو گئے باقی بچے دو ماہ تو یہ چھ روزے دس گنے ہو کر ایک سال کے برابر ہو جاتے ہیں، کتنا سہل کام اور محنت بہت کم اور ثواب زیادہ۔

شش عید کے روزے کب سے شروع کرے؟

سوال: ماہِ شوال میں چھ روزے نفلی رکھے جاتے ہیں ان روزوں کو عید کے اگلے ہی دن سے شروع کرے، اگر اگلے دن سے شروع نہ کرے تو باقی مہینے میں رکھے یا نہیں؟

جواب: شوال کے چھ روزے شش عید کے نام سے مشہور ہیں۔ درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق ان کا رکھنا بہتر اور مستحب ہے اور پے در پے مسلسل رکھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶، ص: ۳۹۱ بحوالہ ردالمحتار مطلب فی الصوم الست ج ۲، ص: ۱۷۱)

شش عید میں قضاء روزوں کا حکم

سوال: رمضان میں چھ روزے قضاء ہوئے اور ان کو شوال میں قضاء رکھے تو حدیث کے بموجب شش عید کے روزوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: رمضان کے روزے فرض ہیں اسکی نفل میں نیت کرنے سے رمضان کا روزہ صحیح نہ ہوگا۔

اور اگر نیت نفل شش عید کی کی گئی ہے تو رمضان کے قضاء ادانہ ہوں گے۔

(فتاوٰی دارالعلوم قدیم عزیزیہ ص: ۴۰۴، ج ۳)

باب (۲)-۱۴

نذر کے روزوں کے مسائل

نذر کی دو قسمیں

نذر کی دو قسمیں ہیں: معلق اور غیر معلق۔ معلق وہ نذر ہے جس میں کسی شرط کا اعتبار کیا گیا ہو۔ خواہ وہ شرط مقصود ہو جیسے کوئی مریض کہے کہ اگر مجھ کو اس مرض سے صحت ہو جائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا' غیر مقصود جیسے کوئی کہے کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں تو اس قدر روزے رکھوں گا۔ نذر غیر معلق کسی زمانے یا کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہوتی اگرچہ متکلم (نذر کرنے والا) تخصیص کرے۔

مثال: (۱) کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا اور وہ دوشنبہ کے دن رکھ لے تب بھی نذر پوری ہو جائے گی۔

مثال: (۲) کوئی شخص نذر کرے کہ میں مکہ معظمہ میں روزے رکھوں گا اور وہ اپنے گھر میں ہی رکھ لے تب بھی جائز ہے۔ نذر غیر معلق روزوں میں البتہ اس شرط کی پابندی کرنا ہوگی جس کا اس میں لحاظ کیا گیا ہو' جو شخص یہ نذر کرے کہ میں فلاں مقصد میں کامیاب ہو جاؤں تو اس قدر روزے رکھوں گا اور کامیابی سے پہلے روزے رکھ لے تو اس کی نذر پوری نہ ہوگی اور کامیابی کے بعد پھر اس کو روزے رکھنے ہوں گے۔

نذر اور قسم میں فرق یہ ہے کہ قسم کے روزوں کو اگر فاسد کر دے تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر عمر بھر نہ رکھے تو اس کے کفارہ کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہے بخلاف نذر کے کہ اس کے روزوں کے فاسد کرنے میں صرف قضاء لازم ہوتی ہے' کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ ہاں! وصیت کرنا اس میں بھی ضروری ہے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص: ۴۳)

نذر کی شرطیں

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ جس چیز کی نذر کرے اس کی جنس سے شرعاً کوئی واجب ہو۔ اس لیے کہ مریض کی عیادت کی نذر صحیح نہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ مقصود بالذات ہو وسیلہ نہ ہو۔ پس وضو اور سجدۂ تلاوت کی نذر صحیح نہ ہوگی۔

(۳) تیسرے کہ جس چیز کی نذر کرے وہ فی الحال یا کسی اور وقت میں واجب نہ ہو۔ پس اگر کوئی ظہر کی نماز کی یا کسی وقت کی نماز کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔

(۴) چوتھی یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ اپنی ذات میں گناہ کا کام نہ ہو۔ پس اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ کے لیے قربانی کے دن روزہ رکھوں گا اور روزہ نہ رکھے اور پھر قضاء کرے تو یہ نذر صحیح ہے اس لیے کہ روزہ رکھنا بالذات مشروع ہے اور منع دوسری وجہ سے ہوگیا تھا۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ یہ ضروری ہے کہ جس کام کے لیے نذر کرے اس کام کا ہونا محال نہ ہو مثلاً کسی گزشتہ روز روزے کی نذر کی تو یہ نذر صحیح نہ ہوگی۔
(عالمگیری اردو ص: ۲۵ ج ۲)

کوئی نذر پوری نہ کرے تو؟

جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔
(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۸، بحوالہ نور الایضاح ص: ۱۵۰)

نذر کی نیت کا طریقہ

(۱) نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ کے دن مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ! آج اگر فلاں کام ہو جائے تو کل ہی روزہ رکھوں گا یا اس طرح کہے کہ یا اللہ! میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا۔ ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے نیت کرے، یہ بھی درست ہے، نذر ادا

ہو جائے گی۔ (بہشتی زیور حصہ سوم، ص: ۸، و کتب الفتاویٰ، ص: ۶۶)

۷- دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا: یا اللہ! اگر میرا کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گا۔ ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔
(بہشتی زیور ج سوم، ص: ۸، بحوالہ الشرح وقایہ ج ا، ص: ۳۰۶ و عالمگیری ج ا، ص: ۲۱۰)

واہیات نذر کا حکم

کسی کام پر عبادات کی کوئی نذر مانی پھر وہ کام ہو گیا جس کے لیے منت مانی تھی تو اب منت کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر منت پوری نہیں کرے گا تو بہت گنہگار ہو گا لیکن اگر کوئی واہیات نذر ہو جس کا شریعت میں کچھ اعتبار نہیں تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔
(بہشتی زیور حصہ سوم، ص: ۴۷، بحوالہ الجوہرہ المنیرہ، ص: ۲۶۳، ج ۲)

پانچ روزوں کی منت رکھنے کا طریقہ

اگر کسی نے کہا: یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں پانچ روزے رکھوں گا۔ تو جب کام ہو جائے تو پانچ روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر نہ ہو تو نہ رکھے۔

اگر فقط اتنا ہی کہا تھا کہ پانچ روزے رکھوں گا تو اس میں اختیار ہے کہ پانچوں روزے ایک ساتھ لگاتار رکھے چاہے ایک ایک' دو دو کر کے پورے پانچوں روزے رکھ لے۔ دونوں صورتوں میں درست ہے اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہہ دیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گا یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایک ساتھ رکھنے پڑیں گے۔ اگر پانچ میں ایک آدھ چھوٹ جائے تو دوبارہ رکھنے پڑیں گے۔ (درمختار، ص: ۱۵۵، ج ا)

نذر کے بعد نفل روزے کی نیت کرنا

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نیت (نذر) کی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا کہ نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا

روزہ ادا ہو گیا البتہ جمعہ کو اگر قضاء روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہیں رہا یا یاد تھا مگر نمدا قضاء کا روزہ رکھ لیا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضاء کا روزہ ہو جائے گا' نذر کا روزہ پھر رکھے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم' ص:۸' بحوالہ شرح وقایہ ج ا' ص:۳۰۶)

عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا

اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن روزہ درست نہیں۔ اس کے بدلے کسی اور دن رکھنا چاہیے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم' ص:۹' بحوالہ شرح وقایہ ج ا' ص:۳۱۸)

پورے سال روزہ رکھنے کی نذر ماننا

اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میں پورے سال روزے رکھوں گا۔ سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گا تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے۔ (عید الفطر کے دن اور ذی الحجہ کی دس' گیارہ' بارہ' تیرہ) باقی سب رکھے۔ پھر ان پانچ روزوں کی قضاء رکھ لے۔
(بہشتی زیور حصہ سوم' ص:۹' بحوالہ شرح وقایہ ج ا' ص:۳۱۸)

نذر میں جمعہ کی قید لگانا

اگر یہ کہا جائے کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گا یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گا تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص ان ہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں۔ جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگا تار رکھنا پڑیں گے۔ چاہے محرم میں رکھے چاہے اور کسی مہینے میں رکھے' سب جائز ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ آج میرا یہ کام ہو جائے تو کل ہی روزہ رکھوں گا۔ جب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے رکھ لے۔

نیز کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا: محرم کے مہینے کے روزے رکھوں گا تو محرم کے پورے مہینے کے روزے لگا تار رکھنا پڑیں گے۔ بیچ میں کسی وجہ سے دس' پانچ روزے چھوٹ

جائیں تو اس کے بدلے اتنے روزے رکھ لے۔ سارے روزے نہ دہرائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینہ میں نہ رکھے، کسی اور مہینے میں رکھ لے لیکن سب لگاتار رکھے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم، ص: ۳۸، بحوالہ درِ مختار ج ۱، ص: ۲۹۹)

نذر مان کر بیمار ہو گیا

سوال: جو شخص نذر روزہ کی کرنے کے بعد بیمار ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: صحت کا انتظار کرے اور صحت کے بعد نذر کا روزہ رکھے۔ اگر اچھا نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اس کے مال میں اس کے وارث فدیہ ادا کریں۔

اور فدیہ ایک روزہ کا فطرہ کے برابر ہے۔ زندگی میں فدیہ دینا اس کو درست نہیں ہے یعنی اس فدیہ سے روزے ادا نہ ہوں گے۔ تندرست ہو کر پھر روزے رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم قدیم عزیز یہ ج ۶، ص: ۴۷۰)

باب ۱۵

نفل روزے کے مسائل

فرض روزہ جان بوجھ کر توڑنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی شریعت نے سزا (کفارہ) مقرر کی ہے لیکن نفلی روزہ بغیر کسی سخت مجبوری کے بھی توڑ سکتے ہیں' مسئلہ میں گنجائش ہے جبکہ اپنے پر قضاء رکھنے کا پورا بھروسہ ہو۔ مگر رکھنے کے بعد توڑنا اچھا نہیں ہے۔ ہاں! اگر کوئی بہت ہی ضرورت پیش آ جائے تو شریعت نے رخصت دے دی ہے مثلاً کوئی مہمان ایسا آ جائے کہ اس کے ساتھ کھانا نہیں کھایا تو افسوس کرے گا یا کسی نے دعوت کی اگر اس میں شرکت نہ کی تو مہمان نواز کی دل شکنی ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ مگر قضاء رکھنا واجب ہے کیونکہ نفل شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔

میرے محترم و مکرم استاد فقیہ الامت مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند دارالافتاء میں اپنے ساتھیوں کو بعض مرتبہ حکم دے کر نفلی روزہ تڑوا دیتے ہیں اور پھر فرمایا کرتے ہیں کہ اس کی قضاء رکھنا' اب تم کو ڈبل ثواب ملے گا۔ پہلے تو صرف نفلی روزہ تھا' اس کا ہی ثواب ملتا لیکن نفل شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے اور اس کا پورا کرنا بھی واجب ہی ہے۔

تنبیہ: بعض حضرات بیماری یا سفر شرعی میں روزہ کی وجہ سے بالکل لب دم ہو جاتے ہیں۔ مگر روزہ نہیں توڑتے... یہ طریقہ غلط اور خلاف شریعت ہے کیونکہ شریعت نے مریض اور مسافر کو اجازت دے رکھی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ (مرتب: محمد رفعت قاسمی)

نفل روزہ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا معمول

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل روزے

رکھنے شروع کرتے تو ہم کہتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنا ختم نہیں کریں گے اور جب روزے نہ رکھنے پر آتے تو ہم کہتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی روزے نہیں رکھیں گے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نفل روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ کبھی تو مسلسل کافی عرصہ تک روزے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کی کثرت اور تسلسل دیکھ کر لوگ گمان کرنے لگتے تھے کہ اب روزوں کا یہ سلسلہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی ختم نہ کریں۔

اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کافی عرصہ تک روزہ رکھتے ہی نہیں تھے۔ یہاں تک کہ لوگ سوچتے کہ شاید اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نفل روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ (مظاہر حق جدید ج ۲ قسط ۵ ص: ۴۳)

نفل روزہ میں خفیف عذر

صحیح یہ ہے کہ نفل روزے کا بھی بغیر عذر کے افطار کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اس قدر فرق ہے کہ نفل روزہ میں خفیف عذر کے سبب بھی افطار کرنا جائز ہے بخلاف فرض روزہ کے۔ مثلاً روزہ دار کسی کی دعوت کرے اور مہمان بغیر اس کی شرکت کے کھانا نہ کھائے یا رنجیدہ ہو جائے تو ایسی حالت میں اگر اس کو اپنے نفس پر کامل وثوق ہو کہ اس کی قضاء رکھ لے گا تو نفل روزہ توڑ ڈالے ورنہ نہیں۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص: ۴۲)

نفل روزہ کی نیت کا طریقہ

نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھوں گا جب بھی صحیح ہے اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں جب بھی صحیح ہے۔ نفل روزہ میں دوپہر سے ایک گھنٹہ قبل تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دن کے دس بجے تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر دل میں خیال آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو

بھی درست ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص:۹ بحوالہ قدوری ص:۴۵ و فتاوی ہندیہ ج ۱ ص:۱۹۴)

نفل کا روزہ نیت کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔ سو اگر صبح صادق سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔ نیز اگر کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گا لیکن صبح صادق ہونے سے پہلے ہی ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص:۹ و قدوری ص:۴۵ و عالمگیری ج ۱ ص:۱۹۳)

عورت کا نفل روزہ

عورتوں کو بغیر شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں۔ اگر بغیر اجازت کے روزہ رکھا تو شوہر کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے۔ پھر جب شوہر اجازت دے جب اسکی قضا رکھے۔

فائدہ: یہ حکم جب ہے کہ جب شوہر مکان پر موجود ہو۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۰ بحوالہ فتاوی خانیہ بر حاشیہ عالمگیری ج ۱ ص:۱۹۳)

عید کے دن نفل روزہ رکھنا

کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی تب بھی توڑ دینا ضروری ہے اور اسکی قضا رکھنا بھی واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۰ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص:۲۰۸)

محرم اور ذی الحجہ کے روزے

محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔ اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس سے ایک سال کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تاریخ تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۰ بحوالہ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص:۲۰۰ و عالمگیری ج ۱ ص:۲۰۰)

شب براءت کے روزے

شب براءت (شعبان) کی پندرہویں اور عید کے چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی ثواب اور نفلوں سے یعنی جن روزوں کی کوئی خاص بزرگی ثابت نہیں' زیادہ ثواب ہے اور اسی طرح ہر مہینے کی تیرہویں' چودھویں' پندرہویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر روزے رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین روزے رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی ہر دو شنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی ثواب ہے۔
(بہشتی زیور حصہ سوم' ص:۱۰ بحوالہ عالمگیری ج۱' ص:۲۰۰ و مراقی الفلاح ص:۱۹۳)

کچھ اور روزوں کا حکم

اگر مہینے کی تیرہویں' چودھویں' پندرہویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین روزے رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی ہر دو شنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم' ص:۱۰ بحوالہ مراقی الفلاح ص:۱۹۳)

باب (۲)-۱۶

وہ عذر جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے

یہ مجبوریاں ایسی ہیں کہ ان میں رمضان کے اندر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے:

(۱) بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ رمضان کے بعد اس کی قضاء لازم ہے۔

(۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے بعد میں قضاء کرے۔

(۳) جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے۔ اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضاء کرلے۔

(۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کی سفر کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو) اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر اگر کچھ تکلیف و دقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو اس سے تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

(۵) روزہ کی حالت میں سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے سے احتراز کرے اور کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ وطن میں ایسے وقت آ گیا جبکہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کرلے۔

(۶) کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کر دیا جائے تو اس کے لیے توڑ دینا

(۷) کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان دیندار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خ[illegible]ق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے پھر قضاء لازم ہوگی۔

(۸) عورت کے لیے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ان دنوں میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضاء کرے۔ بیمار مسافر حیض اور نفاس والی عورت کے لیے رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص: ۳۸۱)

روزہ رکھنے میں اپنی رائے

اگر ایسی بیماری ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں صحت ہوگی یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے۔ جب صحت ہو جائے تو اس کی قضاء رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار طبیب کہہ دے کہ تم کو روزہ نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیے۔ نیز اگر حکیم یا ڈاکٹر نے تو کچھ نہیں کہا لیکن اپنا خود تجربہ ہے اور کچھ نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر دیندار حکیم کے بغیر بتائے اور بغیر تجربہ کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑ دیا تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۱۸ بحوالہ در مختار ج ۲ ص: ۱۵۳)

جن صورتوں میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان صورتوں میں دوسروں کے سامنے اپنے بے روزہ ہونے کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں ڈبل گناہ ہے۔ ایک تو یہ کہ گناہ کرنا پھر اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اور اگر سب سے کہہ دے تو دوہرا گناہ ہے۔

عوام میں جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندوں کی کیا چوری؟ یہ غلط بات ہے۔
ہر وہ بات جو خدا کو معلوم ہے کیا بندوں کے سامنے ظاہر کی جاتی ہے؟
بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہ رکھے اس کو مناسب ہے کہ سب کے روبرو نہ کھائے۔

(مرتب: محمد رفعت قاسمی)

باب-۱۷

وہ عذر جس کی وجہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے

(۱) اچانک ایسا بیمار پڑ جائے کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان خطرہ میں ہو جائے گی یا بیماری بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے۔ جیسے اچانک پیٹ میں درد اٹھا (ہو گیا) کہ بے تاب ہو جائے یا سانپ نے کاٹ لیا تو ایسی صورت میں دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی توڑ دینا درست ہے۔

(بہشتی زیور ص:۱۷، ج ۳، وہدایہ ج ۱، ص:۲۰۱ ومراقی الفلاح ص:۲۱۲)

(۲) حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی کہ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا بہتر ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۷ بحوالہ شرح البدایہ ج ۱، ص:۲۰۲)

(۳) کھانا پکانے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنا بے تاب ہو گیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار خود ہو گا۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص:۱۷ بحوالہ شامی ج ۲، ص:۱۵۹، ودر مختار ج ۲، ص:۱۵۲)

باب نمبر-۱۸

مکروہاتِ روزہ

روزہ کی حفاظت کیجئے

ہر چیز کا قاعدہ ہے کہ اپنا صحیح اثر اُسی وقت دکھاتی ہے جب کہ اس کو نقصان دینے والی اور اس کے اثر کو ختم کرنے والی چیزوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اگر حفاظت نہ کی جائے تو فائدہ کے بجائے نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹری علاج کے بعد اگر اس کے بتائے ہوئے پرہیز پر عمل نہ کیا جائے تو نتیجہ ظاہر ہے۔

روزہ ایک بہت ہی اہم اور قیمتی اور اپنے اندر بے شمار فائدے لیے ہوئے ہے لیکن اگر اس کی حفاظت نہ کی گئی شرعی بتائے ہوئے سے پرہیز نہ کیا گیا یعنی کھانے پینے اور منافیٔ روزہ کے ساتھ ساتھ لغویات، بیہودہ گوئی، لڑائی، جھگڑا، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، دھوکہ دہی اور اسی قسم کی اور چیزوں سے اگر نہ بچا گیا تو روزہ تو ہو جائے گا مگر روزہ کا جو فائدہ ہونا چاہیے تھے وہ نہیں ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص: ۱۷۷ میں اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں مثلاً:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں سوائے بھوک و پیاس کے کچھ نہیں ملتا ہے اور راتوں کو جاگنے اور عبادتیں کرنے والے کتنے ہی ایسے ہیں جنہیں جاگنے کی پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ جو شخص روزہ رکھے اور بے کار باتیں اور بیہودہ حرکتیں نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہیں۔''

مطلب پوری طرح واضح ہے کہ جب تک روزہ کے ساتھ اس کا پورا پورا پرہیز نہ کیا جائے تو اس روزہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جو کام مثلاً کھانا' پینا وغیرہ روزہ کی نیت سے پہلے حلال تھے نیت کے بعد ان سے بھی روک دیا گیا اور جو روزہ سے پہلے ہی حرام و ناجائز ہیں ان کی کس قدر برائی بڑھ گئی ہوگی لیکن کتنے ہی افراد ایسے ہیں جو صرف کھانے' پینے اور جماع سے رکنے کے علاوہ باقی کسی برائی سے نہیں بچتے ہیں۔ ان میں عورتوں کا تو کیا ہی کہنا بلکہ مرد حضرات بھی وقت کاٹنے کے لیے مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ باتیں بظاہر معمولی سی معلوم ہوتی ہیں لیکن بہت ہی نقصان دہ اور روزہ کا اجر و ثواب کو ختم کردینے والی ہیں۔

(مرتب: محمد رفعت قاسمی)

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے

(۱) کسی چیز کا چکھنا جبکہ وہ معدہ میں نہ جائے خواہ روزہ فرض ہو یا نفل۔ البتہ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو جائز ہے مثلاً کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہو تو کھانے کا نمک چکھ لیا کرے اور یہی حکم باورچی نان بائی کا بھی ہے۔

(۲) کسی چیز کا چکھنا بغیر کسی عذر کے اگر معذوری ہو تو جیسے کوئی عورت اپنے بچے کو چبا کر کچھ کھلانا چاہے اور کوئی بغیر روزہ دار نہ ہو۔

(۳) اپنی بیوی کا بوسہ (پیار) لینا مکروہ ہے خواہ یہ بوسہ فاحشہ ہو مثلاً اس کے ہونٹوں کو چوسنا یا فاحشہ نہ ہو۔

(۴) اپنے منہ میں جمع شدہ لعاب کو نگل جانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔

(۵) ایسا کوئی کام کرنا جس کی بابت گمان یہ ہو کہ اس سے روزہ کی حالت میں کمزوری ہو جائے گی۔ اگر کمزوری کا گمان غالب نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

(۶) دن کے وقت دانتوں کے کھندانے میں بیخ دندان کا ایک مرض ہے دوا لگانا مکروہ ہے۔ اگر رات تک رکنے سے ضرر کا اندیشہ ہے یا سخت اذیت کا اندیشہ ہو تو دوا کا ڈالنا واجب ہے۔ (اگر دوا کا اثر پیٹ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔)

(۷) کتان (السی) کا ذائقہ ہو' کاتنا مکروہات میں سے ہے اور کتان السی وہ ہے جبکہ

مرطوبات میں ڈال کر سڑایا جاتا ہو۔ یہ مکروہ اس صورت میں ہے جبکہ کاتنے والا کاتنے کے کام پر مجبور نہ ہو۔ ورنہ مکروہ نہیں ہے' اس پر لازم ہے کہ اس کے (اثر سے) منہ میں پانی بھر آئے اس کو مسلسل (برابر) تھوکا جائے۔

(۸) ایک کتان وہ ہوتی ہے جس کو دریا میں ڈال کر سڑایا جاتا ہے۔ ایسی کتان کا کاتنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر چہ بغیر کسی مجبوری کے ہو۔

(۹) فصل کا کام بھی روزہ دار کے لیے مکروہ ہے اور اس کا مکروہ ہونا بھی اس صورت میں ہے جبکہ مجبوراً ایسا کرنا پڑے۔ مجبوری ہو تو مکروہ نہیں' البتہ کھیتی کے مالک کو اجازت ہے' کاٹتے وقت وہاں پر موجود رہے کیونکہ اس کے لیے (غلہ کی) حفاظت اور دیکھ بھال کرنا ضروری ہے۔

(۱۰) جماع کے محرکات مثلاً بوسہ لینا (اور شہوت انگیز) خیالات میں پڑنا اور ایسی اشیاء کا دیکھنا مکروہ ہے جبکہ مذی کے نکلنے یا انزال ہونے کی طرف سے اطمینان نفس نہ ہو اور اگر اس میں شک ہو یا اطمینان نہیں ہے یا کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ بچ نہیں سکے گا تو یہ باتیں حرام ہیں۔ تاہم اگر ایسی صورت میں مذی کا اخراج یا انزال نہ ہو تو روزہ صحیح ہو جائے گا اور اگر ان افعال سے مذی آجائے تو روزہ کی قضاء لازم ہے۔ البتہ اگر بلا ارادہ اور مسلسل نظر کیے بغیر محض مذی خارج ہو جائے تو قضاء واجب نہیں ہے۔ اگر (ایسی حرکات سے) انزال ہو جائے اور رمضان کا روزہ ہو تو قضاء' اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے بشرطیکہ جن محرکات جماع سے ارتکاب کیا گیا وہ (اس کے لیے) حرام ہوں مثلاً دیکھنے والے کو اپنے نفس پر اطمینان نہ ہو کہ (انزال یا جماع) سے محفوظ رہے گا یا ایسا ہو جانے کا اندیشہ رہا ہو لیکن ان (محرکات) کا ارتکاب محض مکروہ تھا' بایں طور کہ اس سے نفس پر اطمینان تھا (کہ ایسا نہ ہوگا' تاہم ایسا ہو گیا) تو قضاء واجب ہوگی' بشرطیکہ ان محرکات کے ارتکاب میں سہل انگاری سے کام نہ لیا گیا ہو۔ جس کے باعث انزال ہو گیا تو اس صورت میں بھی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

(۱۱) ہری مسواک کا استعمال کرنا جو کسی قدر منہ میں گھل جاتی ہو مکروہ ہے اگر ایسی نہ ہو تو تمام دن جائز ہے بلکہ امر مستحب ہے۔

(۱۲) صبح ہونے تک ناپاکی کی حالت میں رہنا خلافِ اولیٰ ہے بہتر یہی ہے کہ رات کے اندر نہالے (غسل) لیا جائے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص:۹۲۳)

(۱۳) فصد کرانا کسی مریض کے لیے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے (یعنی مکروہ ہے)۔

(۱۴) غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا یہ ہر حال میں حرام ہے۔ روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔

(۱۵) روزہ میں لڑنا' جھگڑنا' گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بے جان چیز کو یا جاندار کو ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

(۱۶) روزہ میں ٹوتھ پیسٹ' ٹوتھ پاؤڈر' منجن یا کوئلہ وغیرہ سے دانت صاف کرنا بھی مکروہ ہے۔ (جواہر الفقہ ج ا ص:۳۷۹)

(۱۷) فصد اور پچھنے (خون نکلوانا) روزہ دار کے لیے مکروہ ہے۔ یہ بھی مکروہ جب ہے کہ کوئی مریض ہو۔

(۱۸) اور یہ اندیشہ ہو کہ شاید مرض کی زیادتی کے باعث روزہ توڑنا پڑے اگر زیادتی مرض سے محفوظ رہنے کا یقین ہو تو دونوں باتیں جائز ہیں۔

(۱۹) لعابِ دہن کو منہ میں جمع کر کے اس کو نگل لینا اور ایسی چیز کا جو گھلنے والی نہ ہو مکروہ ہے' اور گھلنے والی چیز کا چبانا حرام ہے اگر چہ اس کا شیرازہ نگل نہ گیا ہو۔

(۲۰) بلا ضرورت کھانے کو چکھنا مکروہ ہے۔ اگر کھانے کو کسی خاص غرض سے چکھا گیا ہو تو مکروہ نہیں ہے تاہم اگر بلا ضرورت ایسا کرنے سے کچھ حلق تک پہنچ گیا تو روزہ جاتا رہا۔

(۲۱) خوراک کا ذرہ دانتوں میں پھنسا رہنے دینا اور ایسی اشیاء کا سونگھنا جس کے حلق میں پہنچ جانے کی طرف سے اطمینان نہ ہو مکروہ ہے مثلاً مشک کافور کا سفوف اور عود

وغیرہ کے بخارات بخلاف ان اشیاء کے جن کی طرف سے اطمینان ہو کہ (ان کا اثر) حلق تک نہیں پہنچے گا' سونگھنا مکروہ نہیں ہے۔

(۲۲) بیوی کا پیار لینا (بوسہ) اور دوسری محرکات جماع مثلاً چمٹنا' لپٹنا اور ہاتھ پھیرنا اور بار بار دیکھنا جب کہ ان اشیاء سے شہوت کی تحریک ہو مکروہ ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ اگر پیار سے دوسری محرکات جماع (صحبت) سے انزال ہو جانے کا اندیشہ یا گمان ہو تو ایسا کرنا حرام ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص: ۹۲۷)

بَاب - ۱۹

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا

(۱) مسواک کرنا' (۲) سر یا مونچھوں پر تیل لگانا' (۳) آنکھوں میں دوا یا سرمہ ڈالنا' (۴) خوشبو سونگھنا' (۵) گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا' (۶) کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا' (۷) بھول کر کھانا' پینا' (۸) حلق میں بلا اختیار دھواں یا گرد وغبار یا مکھی وغیرہ چلا جانا' (۹) کان میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلا جانا' (۱۰) خود بخود قے آ جانا' (۱۱) سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا' (۱۲) دانتوں سے خون نکلے مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آتا' (۱۳) اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی ضرورت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور ایسی حالت میں روزہ کی نیت کر لی تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص: ۳۷۹)

۱۴: کلی کرنا: ناک میں پانی ڈالنا خواہ یہ عمل وضو کے علاوہ میں ہو غسل کرنا ۱۵: بدن پر بھیگا ہوا کپڑا رکھ کر جسم کو ٹھنڈک پہنچانا ۱۶: پچھنے (آپریشن) لگوانا اگر روزہ دار کو کمزوری نہ ہو۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص: ۹۳۳)

باب (۲)-۲۰

مستحبات روزہ

(۱) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔
(۲) کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا' اس کے بعد پانی کا درجہ ہے۔
(۳) اور جس چیز سے روزہ افطار کیا جائے وہ طاق عدد میں ہو مثلاً تین یا اس سے زیادہ (کوئی طاق) عدد ہو۔
(۴) افطار کے بعد دعائے ماثور کا پڑھنا۔ مثلاً ((اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ)).
(۵) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھایا جائے خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا صرف پانی کا ایک گھونٹ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کھایا کرو بلاشبہ سحری میں برکت ہے۔ سحری کا وقت آخری نصف شب ہے۔ اس میں جتنی بھی تاخیر کی جائے افضل ہے۔
(۶) لیکن اتنی دیر نہ کی جائے کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔
(۷) زبان کو بیہودگی سے باز رکھا جائے۔ رہا حرام افعال مثلاً غیبت اور چغلی کا کرنا تو اس سے تو بچنا بہر حال واجب ہے اور رمضان شریف میں تو خاص طور سے بچنے کی تاکید ہے۔
(۸) رشتہ داروں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقات وخیرات سے نوازنا اور حصول علم میں مشغول رہنا اور قرآن شریف کی تلاوت' درود شریف' ذکر الٰہی میں حتی الامکان دن رات لگے رہنا اور اعتکاف کرنا۔ (کتاب الفقہ ج ۱ص: ۹۳۷)

بَابُ (۷)-۲۱

فدیہ کے مسائل

شیخ فانی کی تعریف

عمر رسیدہ، نحیف و ناتواں بوڑھا بوڑھیا۔ ایسا بڑھاپا آ گیا ہو کہ اب طاقت آنے کی کوئی اُمید بھی نہیں یا ایسا بیمار ہو گیا کہ اب صحت کے آثار نظر نہیں آتے۔ شیخ فانی کا یہ مطلب ہے جو زندگی کے آخری اسٹیج پر پہنچ چکا ہو اور ادائیگی فرض سے قطعاً مجبور اور عاجز ہو اور جسمانی قوت و طاقت روز بروز گھٹتی چلی جا رہی ہو یہاں تک کہ ضعف و ناتوانی کے سبب یہ قطعاً اُمید نہ ہو کہ آئندہ بھی کبھی روزہ رکھ سکے، صرف شیخ فانی ہی کے لیے جائز ہے کہ اپنے روزوں کا فدیہ (مالی بدلہ) دے دے۔

ہاں! اس شخص کے لیے بھی فدیہ دے دینا جائز ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو اور اس سے عاجز ہو یعنی اسباب معیشت کے حصول یا کسی اور عذر کی وجہ سے اپنی نذر کو پورا نہ کر سکے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ روزہ کے بدلہ فدیہ دے دیا کرے اور فدیہ کی مقدار ایک فطرہ کے برابر ہے یا صبح و شام ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھلائے (فدیہ یعنی روزوں کا مالی بدلہ) ان کے علاوہ تمام اعذار کا مسئلہ یہ ہے کہ عذر زائل ہو جانے کے بعد روزوں کی قضاء ضروری ہے فدیہ دینا درست نہیں ہے یعنی فدیہ دینے سے روزہ معاف نہیں ہو گا۔

اگر کوئی معذور اپنے عذر کی حالت میں مر جائے تو اس پر ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب نہیں ہے جو اس کے عذر کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں اور نہ اس کے وارثوں پر واجب ہو گا کہ وہ فدیہ ادا کریں خواہ عذر بیماری کا ہو یا سفر کا یا کوئی شرعی عذر ہو۔ ہاں! اگر

کوئی اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا عذر زائل ہو چکا تھا اور وہ قضاء روزہ رکھ سکتا تھا مگر اس نے قضاء روزے نہیں رکھے تو اسکے لیے ضروری ہے کہ وہ ان دنوں کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جائے جن میں مرض سے نجات پا کر صحت مند رہا تھا یا سفر پورا کر کے مقیم ہو گیا تھا اور یا جو بھی عذر رہا ہو وہ زائل ہو چکا تھا۔

اگر کوئی شخص شیخ فانی سفر کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کی طرف سے ان دنوں کے روزوں کا فدیہ دینا ضروری نہیں ہو گا جن میں وہ سفر میں رہا کیونکہ جس طرح اگر کوئی دوسرا شخص سفر کی حالت میں مر جائے تو اس کے ایام سفر کے روزے معاف ہوتے ہیں اور اس کے لیے بھی ان دنوں کے روزہ معاف ہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۴۰۷ میں شیخ فانی کی یہ تعریف کی ہے کہ اس قدر بوڑھا ہو کہ اس میں بالکل قوت نہیں رہی اور قریب موت کے پہنچ گیا' عمر کی کوئی حد نہیں ہے' قوت اور عدم قوت پر مدار ہے۔ جب تک روزہ رکھ سکے اگر چہ تکلف ہو روزہ رکھے۔ قضاء کے روزہ متواتر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ متفرق رکھے۔ فدیہ دینا اس وقت تک کافی نہیں ہے جب تک بالکل طاقت روزہ نہ رکھنے کی رہے اور کسی طرح بھی روزہ نہ رکھ سکے۔

فدیہ کا قاعدہ کلیہ

اور اگر قسم کے کفارہ کے روزے تھے اور شیخ فانی ہونے کی وجہ سے روزہ سے عاجز ہو گیا تھا تو ان کے بدلہ کھانا کھلانا جائز نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو روزہ کہ خود اصل ہو اور کسی دوسرے کا عوض نہ ہو اس کے عوض میں جب روزہ رکھنے سے مایوس ہو تو کھانا دے سکتا ہے اور جو روزہ کہ دوسرے کا بدل ہو خواہ اصل نہ ہو اس کے عوض کھانا نہیں دے سکتا۔ اگر چہ آئندہ روزہ رکھنے سے مایوس ہو گیا ہو۔

مثلاً قسم کے کفارہ کے روزہ کے بدلے میں کھانا دینا جائز نہیں۔ اس لیے کہ وہ خود دوسرے کے بدل ہیں اور کفارہ ظہار اور کفارہ رمضان میں اپنی غربت کی وجہ سے غلام آزاد کرنے سے یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہے تو اس کے عوض میں ساٹھ

مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس لیے کہ یہ فدیہ روزہ کے عوض میں ان سے ثابت ہوا ہے۔
(عالمگیری اردو پاکستانی ج ۲ ص: ۲۴)

کیا فدیہ رمضان سے پہلے دینا جائز ہے؟

سوال: رمضان کے روزوں کے فدیہ کی رقم اگر رمضان آنے سے قبل ایڈوانس میں دی جائے تو کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ یعنی ابھی روزے نہیں آئے اور روزوں کا فدیہ پہلے ہی دے دیا۔

جواب: فدیہ روزوں کا بدل ہے اور رمضان آنے سے واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا رمضان شروع ہونے سے قبل فدیہ دینا قبل وجود السبب ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔ البتہ رمضان شروع ہونے پر آئندہ ایام کا فدیہ بھی ایک دم دے سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف صدقۂ فطر کا وجوب افراد پر ہے جو رمضان سے قبل دینا صحیح ہے بلکہ کئی سالوں کا پیشگی بھی دے سکتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۴۴)

فدیہ کی مقدار

ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دیدے یا صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا اس کو کھلا دے۔ شریعت میں اس کو فدیہ کہتے ہیں۔

اگر غلہ کے بدلہ اس قدر غلہ کی قیمت دیدے جب بھی جائز ہے۔
(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۲۰ بحوالہ درمختار ج ۱ ص: ۱۶۳)

مظاہر حق جدید ج ۲ قسط ۵ ص: ۲۱ میں قاعدہ کلیہ اس طرح لکھا ہے: ہر دن کے روزے کے بدلے فدیہ کی مقدار نصف صاع میں ایک کلو ۶۳۳ گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔ فدیہ اور کفارہ میں جس طرح تملیک جائز ہے اسی طرح اباحت تام بھی جائز ہے۔ یعنی چاہے تو ہر دن کے بدلے مذکورہ بالا مقدار کسی محتاج کو دے دی جائے اور چاہے ہر دن دونوں وقت بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے۔ دونوں صورتیں جائز ہے۔ صدقۂ فطر کے برخلاف کہ اس میں زکوٰۃ کی طرح تملیک ہی ضروری ہے۔ اس بارہ میں یہ اصول کہ

لیجئے کہ جو صدقہ لفظ "اطعام یا طعام" (کھلانے) کے ساتھ مشروع ہے اس میں تملیک اور اباحت دونوں جائز ہیں اور جو صدقہ لفظ "ایتاء یا اداء" (دینے) کے ساتھ مشروع ہے اس میں تملیک شرط اور ضروری ہے اباحت قطعاً جائز نہیں ہے۔

گزشتہ سالوں کے فدیہ میں کس وقت کی قیمت کا اعتبار کیا جائے؟

سوال: اگر بالغ ہونے کے بعد شروع عمر میں روزے قضاء ہو گئے ہوں اب ضعیفی کی وجہ سے قضاء رکھنے سے معذوری ہے تو کیا فدیہ میں گندم کی قیمت چالیس سال قبل کی لگائی جائے گی کہ جب روزے قضاء ہوئے تھے یا موجودہ نرخ کا اعتبار کیا جائے؟

جواب: فدیہ میں اصل واجب خود گیہوں ہے قیمت اس کے قائم مقام ہے اس لیے بہر صورت ادا کے وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاوی ج ۴ ص: ۴۳۱)

کیا بیمار فدیہ دے سکتا ہے؟

سوال: ایک شخص بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا اس کا فدیہ کیا ہے؟

جواب: صحت کے بعد اس کی قضاء رکھنا فرض ہے البتہ اگر صحت کی کوئی امید نہیں رہی اور آخر دم تک روزہ رکھنے کی طاقت لوٹنے سے بالکل مایوسی ہے چھوٹے اور ٹھنڈے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو ایک روزہ کے عوض پونے دو کلو گیہوں کی قیمت کسی مسکین کو دے دے۔ (احسن الفتاوی ج ۴ ص: ۴۳۲)

متعدد روزوں کا فدیہ ایک شخص کو دینا

سوال: ایک روزہ کا فدیہ دو مسکینوں کو اسی طرح متعدد روزوں کے فدیے ایک مسکین کو دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایک فدیے کے گیہوں تھوڑے تھوڑے متعدد مساکین کو دینا درست ہے۔ اسی طرح اس کی قیمت بھی اور اسی طرح سے متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا بھی صحیح ہے کفارہ کی طرح نہیں بلکہ صدقۂ فطر کی طرح ہے۔ لہٰذا متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا

درست ہے اور اس میں پریشانی سے سہولت ہے' حفاظت ہے ورنہ بڑی بڑی رقم میں بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص:۱۹۹)

فدیہ کے مصارف کیا ہیں؟

فدیہ واجبہ کے مصارف وہ ہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔اس میں محتاج ومفلس کو مالک بنانا ضروری ہے۔خواہ وہ غربا ومساکین کسی بھی جگہ کے ہوں۔ان کی ملک ہونا ضروری ہے۔پس جن مصارف میں تملیک کسی کو نہیں ہوتی ان مصارف میں رقم کا خرچ کرنا درست نہیں۔ جیسے تعمیر مسجد' مدرسہ وکنواں' کتب احادیث وفقہ وغیرہ اس میں صَرف کرنا بلا کسی تملیک کے جائز نہیں ہے۔مگر اس حیلہ سے کے کسی غیر مالک نصاب کی ملک کر کے اس کی طرف سے مذکورہ بالامصرف میں خرچ کر سکتے ہیں۔

یتیم' نابالغ' مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کیلئے اسکے ولی کو دے دینا درست ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۲۵۹ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص:۵۰۷ و ص:۸۵ باب المصرف)

فدیہ کی رقم سے کسی مفلس کا قرض ادا کرنا

سوال: فدیہ کی رقم سے کسی مفلس' قرضدار کا قرض جائز ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ وہ قرض خود ادا کر دیا جائے یا اس روپے سے دے کر ادا کر دیا جائے؟

جواب: اس رقم سے خود قرض ادا کر دینا کسی مفلس' مقروض کا درست نہیں ہے البتہ اس مقروض مفلس کو دے دینا درست ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کر لے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۲۵۸ بحوالہ ردالمحتار باب المصرف ج ۲ ص:۸۵)

فدیہ کی رقم یتیم خانہ میں دینا

سوال: فدیہ کی رقم کسی یتیم خانہ کے مصارف میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور کسی یتیم نابالغ کے ولی کو اس نابالغ کے مصرف کے لیے دے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یتیم' نابالغ' مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کے لیے اس کے ولی کو دے دینا درست ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص:۲۵۸ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص:۸۵ باب المصرف)

فدیہ کی رقم سے کپڑا خرید کر تقسیم کرنا

سوال: فدیہ میں غرباء اشخاص کو کپڑا دے سکتے ہیں یا نہیں؟ موجودہ وقت میں ایک نماز یا روزہ کا فدیہ نقد کی صورت میں ایک روپیہ ہوتا ہے اگر بیس روپے کا کمبل خرید کر ایک شخص کو دے دیا جائے تو ایک روزہ کا فدیہ ہوگا' بائیس کا یا بیس کا ہوگا؟

جواب: فدیہ میں گیہوں کی قیمت کے برابر کپڑا وغیرہ دینا بھی جائز ہے اور متعدد روزوں کے فدیہ کی رقم ایک فقیر کو دینا بھی جائز ہے۔ اس لیے بیس روپے کا کمبل دینے سے بیس روزوں کا فدیہ ادا ہوگیا۔ غلہ کی قیمت یا اتنی قیمت کا سامان دینا بھی جائز ہے نابالغ کا باپ اگر مسکین ہو تو اس کو صدقہ دینا جائز ہے۔ البتہ نابالغ کو کھانا کھلانا کافی نہیں ہے۔

(احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴' ص: ۴۳۹)

باب ۲۲

افطار کے مسائل

رزقِ حلال کی اہمیت

افطار کے وقت اکلِ حلال کی پابندی کی جائے اور حرام کے شبہ سے بھی پرہیز کیا جائے کیونکہ اس صورت میں روزہ کے کوئی معنی نہیں کہ تمام دن حلال کھانے سے رُکا رہے اور جب افطار کرنے بیٹھا تو حرام رزق سے روزہ افطار کیا۔

روزہ دار اس شخص کی مانند ہے جو ایک محل تعمیر کرائے اور ایک شہر منہدم (تڑوا دے) کرائے۔ اس لیے کہ حلال کھانے کی کثرت مضر ہوتی ہے اور روزہ کثرت کا زور ختم کرتا ہے۔

جو شخص بہت سی دوائیں کھانے کے ڈر سے زہر کھائے تو یقیناً وہ شخص بیوقوف کہلانے کا مستحق ہے۔ حرام بھی ایک زہر ہے جس طرح زہر جسم کے لیے مہلک ہے اسی طرح رزقِ حرام بھی دین کے لیے مہلک ہے اور حلال کھانے کی مثال ایک دوا کی سی ہے جس کی کم مقدار مفید ہے اور زیادہ مضر ہے۔

روزہ کا مقصد یہ ہے کہ حلال کھانا بھی کم کھایا جائے تاکہ مفید ہو۔ ایک روایت نسائی میں حضرت ابن مسعودؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں منقول ہے کہ: "بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ جن کے روزہ کا حاصل بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔"

اس حدیث کی مختلف تفاسیر منقول ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو حرام کھانے سے افطار کرے۔ بعض لوگوں کے نزدیک اس سے مراد وہ شخص ہے جو حلال رزق سے رُکا رہے اور لوگوں کے گوشت یعنی غیبت سے روزہ افطار کرے۔

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ وہ شخص مراد ہے جو اپنے اعضا کو گناہوں سے نہ بچائے۔

افطار کے وقت حلال رزق بھی اتنا نہ کھایا جائے کہ پیٹ پھول جائے۔ اللہ کے نزدیک کوئی ظرف اتنا برا نہیں ہے جتنا برا وہ پیٹ ہے جو حلال رزق سے بھر دیا گیا ہو۔

روزہ کا اصل مفہوم (مقصد) ہے کہ پیٹ خالی رہے اور نفس کی خواہشات ختم ہو جائیں اور روزہ سے یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ روزہ دار کے نفس میں تقویٰ پیدا ہو اور زیادہ کھانے کی صورت میں یہ مقصد ختم ہو جاتا ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب غذا میں کمی کی جائے اور کمی کی معیاد یہ ہے کہ افطار میں اتنا کھایا جائے کہ جتنا عام راتوں میں کھایا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ صبح سے شام تک کے اوقات کا کوٹہ جمع کر لیا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے تو ایسے روزہ سے یقیناً اصل مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ (احیاء العلوم ج ا قسط ۳ ص: ۵۹۶)

پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے۔ اس لیے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور قوت نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے۔ گیارہ مہینے تک بہت کچھ کھایا پیا ہے اگر ایک مہینہ اس میں سے کچھ کمی ہو جائے گی تو کیا جان نکل جاتی ہے۔ مگر ہم لوگوں کا حال ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ رمضان المبارک بھی ہم لوگوں کے لیے خوید کا کام کرتا ہے۔ (فضائل رمضان ص: ۲۹)

روزہ افطار کرانے کا ثواب

مشکوٰۃ شریف ج اص: ۱۷۳ میں افطار کرانے کے بارے میں احادیث آئی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ: ''اگر کوئی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جہنم کی آگ سے نجات ملتی ہے اور اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے کہ جتنا روزہ دار کو روزہ رکھنے کا'' اس پر مزید لطف اور خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف سے روزہ افطار کرانے والے کو

روزہ دار کے برابر ثواب مرحمت فرمائیں گے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کسی میں روزہ کھلوانے کی گنجائش نہ ہو تو وہ کیسے اس ثواب کو حاصل کرے گا کیونکہ ہم میں سے ہر ایک اس لائق نہیں ہے کہ کسی کو افطار کرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ایک گھونٹ لسی پلانے یا ایک کھجور کھلانے یا ایک گھونٹ پانی پلانے پر بھی دے دیتے ہیں اور جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا اس کو اللہ تعالیٰ میری حوض (کوثر) سے ایسا پانی پلائیں گے جس کی ادنیٰ تاثیر یہ ہوگی کہ جنت میں داخل ہونے تک پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی۔

بعض جاہل کسی کے یہاں روزہ افطار نہیں کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ کا ثواب جاتا رہے گا اور اگر کسی کے یہاں دعوت قبول کر لیتے ہیں تو افطار کرنے کے لیے اپنے گھر سے کوئی چیز لے جاتے ہیں یہ بہت بڑی جہالت اور کم علمی کی بات ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۹۳ میں اسی حق کے بارے میں فتویٰ یہ ہے۔

سوال: بعض حضرات کا یہ خیال ہوتا ہے کہ غیر کی افطاری سے روزہ نہ کھولا جائے کیونکہ روزہ کا ثواب اس کو پہنچ جائے گا' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: یہ عقیدہ فاسد ہے کہ دوسرے کی افطاری سے روزہ نہ کھولا جائے کہ روزہ کا ثواب افطار کرانے والے کو پہنچ جائے گا۔ حدیث نبوی کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے' اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور افطار کرانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی ہے۔
(مشکوٰۃ ج ۱ ص: ۱۷۳) (مرتب: محمد رفعت قاسمی)

افطار کے لیے گھنٹہ وغیرہ کا استعمال

سحری کا یا افطاری کا اگر وقت معلوم نہ ہوتا ہو اور روزوں کے فساد کا اندیشہ ہو تو نقارہ بجانا یا گھنٹہ بجانا یا گولہ وغیرہ کا استعمال درست ہے لیکن مسجد یا اس کی چھت پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ مسجد سے ہٹ کر کسی دوسرے مکان یا بلند مقام پر ہونا چاہیے کیونکہ یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص: ۲۹۲)

جلدی افطار کرنے کا حکم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: "روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور افطار میں جلدی کرنے والا بندہ اللہ کو بہت پیارا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: "جب تک مسلمان روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے، دین کا غلبہ رہے گا۔"

اور افطار میں جلدی کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے ہی روزہ کھول لیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب سورج کا غروب ہونا تحقق و یقینی ہو جائے تو پھر افطار میں محض شبہ اور وہم کی بنا پر دیر نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو افطار میں جلدی کرے۔"

افطار میں جلدی کرنے کو غلط نہ سمجھا جائے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام فہم قاعدہ یہ بتایا کہ "جب رات آ جائے اور دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو افطار کا وقت ہو گیا۔" (ترمذی شریف)

یہ تین کلمات تاکید اور توضیح کے لیے ارشاد فرمائے گئے ہیں تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ سورج کا صرف کنارہ غروب ہونے سے یا اس کے بغیر رات کی سی تاریکی (جیسا کہ ابر کے دن) ہو جانے سے افطار درست ہو جائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف ج ا ص: ۱۷۳، بحوالہ معارف مدینہ ج ۱۰ ص: ۱۰)

افطار میں گھڑی اور جنتری کا استعمال

سوال: نماز مغرب و افطار کا حکم ایسے وقت دینا جبکہ چند اشخاص کو غروب آفتاب میں کلام ہو کیسا ہے؟ اور ان دونوں کا صحیح وقت کیا ہے؟

جواب: یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہے اور اس کے جاننے والے ہر وقت میں موجود رہتے ہیں اور صحیح گھڑی سے اور جنتری طلوع و غروب سے بھی اس میں مدد ملتی ہے۔ پس جو

جنتری طلوع اور غروب کی صحیح ہو اور اس کا تجربہ ہو چکا ہو صحیح گھڑی سے اس کے مطابق افطار اور مغرب کی نماز کا حکم کیا جائے گا اور اکثر زمانوں میں مشاہدہ اور علامات سے بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ٦' ص: ٣٩٨)

فتاویٰ رحیمیہ ج ٣ ص: ١٠٨ میں اس طرح درج ہے کہ مغرب کی اذان و نماز اور افطار کا مدار غروب آفتاب پر ہے نہ کہ گھڑی یا جنتری پر گھڑی اور جنتری غروب کے تابع ہیں' یہ غلط بھی ہو سکتی ہے' ان سے ایک حد تک امداد لی جا سکتی ہے' ان پر مدار نہیں رکھا جا سکتا لہٰذا اگر آپ دیکھ لیں کہ آفتاب چھپ گیا یا دوسرے کے خبر دینے اور قرائن سے یقین ہو جائے کہ سورج غروب ہو گیا تو ضرور افطار کر لیجئے اور جیسے ہی یقین ہو جائے فوراً افطار کر لیجئے۔ اب احتیاط وغیرہ کے تصور (چکر) میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے اور جب تک آپ کو خود اپنے مشاہدہ یا قابل یقین خبر یا اعلان کی بنا پر یقین حاصل نہ ہو بلکہ تردد ہو تو صرف جنتری یا گھڑی پر اعتماد کر کے نماز پڑھنا اور افطار کرنا درست نہیں ہے لیکن اگر مطلع صاف نہ ہو جس کی وجہ سے آفتاب کو ڈوبتا ہوا نہ دیکھ سکیں تو پھر چند منٹ کی تاخیر کی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ٣' ص: ١٠٨)

مسجد میں افطار و سحر کرنا

سوال: مسجد میں روزہ افطار کرنا' ایسے ہی سحری کھانا کیسا ہے؟ اگر مکان پر افطار کیا جائے تو نماز فوت ہو جاتی ہے' لہٰذا کیا کرے؟

جواب: بہتر ہے کہ ایسی صورت میں اعتکاف کی نیت کرے' مسجد میں افطار کرنا یا سحری کھانا درست ہے لیکن جہاں تک ممکن ہو مسجد کو ملوث (خراب) نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ١' ص: ٥٠٨)

غروب سے قبل اذان پر افطار

سوال: مؤذن نے اذان تقریباً سات منٹ پہلے دے دی۔ میں نے اس اذان پر روزہ افطار کر لیا۔ کیا میرا روزہ ہو گیا یا نہیں؟

جواب: روزہ نہیں ہوا۔ اگر آپ کو اسی اذان کے صحیح وقت پر ہونے کا ظن غالب تھا تو صرف قضاء واجب ہے کفارہ نہیں اور اگر شبہ تھا تو کفارہ بھی واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص: ۴۳۶)

زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد میں افطار کرانا

سوال: کیا زکوٰۃ کے پیسے کو مسجد یا سحری یا افطاری یا شبینہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب: رمضان کی افطاری کا یا شبینہ میں زکوٰۃ کا دینا اس طرح جائز ہے کہ افطار کھانے والے یا شبینہ کا کھانا کھانے والے مسکین ہوا اور تملیکاً (مالک بنا دیا جائے) ان کو افطار یا کھانا تقسیم کر دیا جائے۔ اگر غنی، مالدار ہوں گے تو جائز نہیں ہے۔

(کفایت المفتی ج ۴ ص: ۲۵۸، بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص: ۲۰۱)

افطار کا صحیح وقت

آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے شبہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے اور تین منٹ کی احتیاط بہر حال کرنی چاہیے۔ کھجور اور خرما سے افطار کرنا افضل ہے اور اگر کسی دوسری چیز سے افطار کریں تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص: ۳۸۱)

افطاری کیا ہونی چاہیے؟

کھجور اور چھوہارے سے افطار کرنا افضل ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۹۴، بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الصوم ج ۱ ص: ۱۷۵)

تازہ کھجور سے افطار کرنا مستحب ہے۔ وہ نہ ہو تو خشک کھجور سے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو پانی سے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص: ۴۳۶)

آنحضرت ﷺ کی افطاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے

پہلے چند تازہ کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر تازہ کھجور نہ ہوتی تھی تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند (یعنی تین) چلو پانی پی لیتے۔ ترمذی کی ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین کھجوروں سے یا کسی ایسی چیز سے جو آگ کی پکی ہوئی نہ ہوتی تھی روزہ کھولنا پسند فرماتے تھے۔

تشریح: کھجور یا پانی سے افطار کرنے میں بظاہر حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب معدہ خالی ہوتا ہے اور کھانے کی خواہش پوری ہوتی ہے اس صورت میں جو چیز کھائی جاتی ہے اس کو معدہ اچھی طرح قبول وہضم کرتا ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں جب شیرنی مٹھاس معدہ میں پہنچتی ہے تو بدن کو بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ شیرنی (مٹھاس) کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے قوائے جسمانی میں قوت جلد سرایت کرتی ہے۔ خصوصاً قوت باصرہ (نگاہ) کو شیرنی سے بہت فائدہ پہنچتا ہے اور چونکہ عرب میں شیرنی اکثر کھجور ہی ہوتی ہے اور اہل عرب کے مزاج اس سے بہت زیادہ مانوس تھے اس لیے کھجور سے افطار کرنے کے لیے فرمایا گیا ہے اور کھجور نہ پانے کی صورت میں پانی سے افطار کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ ظاہری اور باطنی طہارت و پاکیزگی کے لیے فال نیک ہے۔

ابن مالکؒ فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس کی علت شارع علیہ السلام کے حوالہ کردی جائے۔ (مظاہر حق ج ۲ ص: ۹۵)

افطاری کی وجہ سے جماعت میں تاخیر

سوال: افطار کے وقت لوگوں کی افطاری لائی ہوئی کھا کر مغرب کی نماز ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص اس پر معترض ہے کہ نماز کے بعد کھاؤ اور اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہو جاؤ اور وہ شخص ناراض ہو کر مغرب کی نماز الگ پڑھتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: افطاری کی وجہ سے مغرب کی نماز میں کچھ دیر کرنا جائز ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی

چاہیے۔
پس جو شخص ایسی معمولی تاخیر کی وجہ سے ناراض ہوا اور علیحدہ نماز پڑھنے لگا اس نے خطا کی اس کو چاہیے جماعت میں شریک ہو کر اور اس میں تاخیر کو جو روزہ افطار کرنے کی وجہ سے ہے خلاف شرع نہ سمجھے۔ یہ عین شریعت کا حکم ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۳۵۴ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص: ۳۹)
جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث باب تعجیل الصلوٰۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد (میں آسمان پر نکل کر پھیل جائیں) تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مرتب: محمد رفعت قاسمی)

مشترکہ افطاری کا ثواب کس کو ملے گا؟

سوال: چار اشخاص افطاری کے لیے چار روٹیاں لائے اور ایک جگہ رکھ دی۔ پانچ، سات افراد تھے اوپر کی روٹی سے روزہ افطار کرلیا، باقی تینوں کو بھی افطاری کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
جواب: ان تینوں کو بھی ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۹۵)

غیر مسلم کی چیز سے افطار کرنا

سوال: ایک ہندو مشرک ہر ماہ رمضان میں دودھ، چینی اور برف خرید کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیتا ہے اس سے روزہ افطار کرنے میں کچھ حرج تو نہیں؟
جواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص: ۴۹۴)
کفایت المفتی ج ۴ ص: ۲۳۴ پر یہ درج ہے:
غیر مسلم کی بھیجی ہوئی اشیاء قبول کرنا اور ان چیزوں کو افطار کے وقت استعمال کرنا جائز ہے۔

طوائف کی افطاری سے افطار کرنا

سوال: طوائف کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خلاف تقویٰ ہے (گو ازراہ فتویٰ یہ صورت عدم علم حرمت درست ہے) یعنی حرام مال کا علم نہ ہونے کی صورت میں درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ٦ ص:۳۹۳)

غیر مسلم کے پانی سے روزہ کھولنا

سوال: ایک روزہ دار نے ہندو سے پانی لے کر روزہ افطار کیا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ روزہ جاتا رہا۔ وہ پانی حرام ہے ہندو کافر ہیں' صحیح کیا ہے؟

جواب: اس روزہ دار کا ہندو مذکور سے پانی لے کر وقت پر روزہ افطار کرنا جائز اور حلال ہے' جھگڑا کرنے والے کا جھگڑا غلط ہے۔ اس کو جھگڑا نہ کرنا چاہیے۔ یہ اس کی ناواقفیت اور بے علمی کی بات ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ٦ ص:۳۵٦)

نمک کی کنکری سے افطار کرنا

چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز سے سے افطار کر لے اگر وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کر لے۔ بعض حضرات نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں' یہ غلط عقیدہ ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم' ص:۱۵' بحوالہ ترمذی)

دوا سے روزہ افطار کرنا

سوال: جو شخص مریض ہو وہ دوا سے رمضان شریف میں روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وہ شخص دوا سے روزہ افطار کرے' اس میں کچھ حرج نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ٦ ص:۳۹۵)

حقہ سے افطار کرنا

سوال: جس شخص نے روزہ رکھا' افطار کیا حقہ سے اور بے ہوش ہو گیا' اس کا روزہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ''اس کا روزہ ہو گیا'' حاشیہ میں یہ ہے: ''اس لیے کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت کے ساتھ کھانا پینا اور جماع کے چھوڑ دینے کا نام ہے اور اس پر

اس نے عمل کیا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۴۹۸ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۰)

افطار کے وقت قبولیت کا حکم

روزہ دار کو ہر افطار کے وقت ایک ایسی دعا کی اجازت ہوتی ہے۔ جس کے قبول کرنے کا خاص وعدہ ہے۔ [الحدیث] (حاکم بہشتی زیور ج ۳ ص ۷۱)

افطار کی دُعا

حدیث میں ہے جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا قریب کیا جائے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو یعنی روزہ افطار کرنے کے لیے کوئی چیز اس کے پاس رکھی جائے تو چاہیے کہ یعنی افطار سے پہلے یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ سُبْحٰنَكَ وَ بِحَمْدِكَ تَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ."

(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۳۰۷ بحوالہ دار قطنی)

مؤذن پہلے افطار کرے یا اذان دے؟

سوال: رمضان میں افطار کے بعد کتنی دیر سے اذان دی جائے؟

جواب: غروب آفتاب کے بعد افطار کر کے اذان پڑھے افطار کی وجہ سے جماعت میں پانچ سات منٹ تاخیر کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص: ۳۸)

افطار اور مغرب کی نماز کا وقت

سوال: مغرب کی نماز کا وقت اور افطار کا وقت سورج غروب پر ہی ہو جاتا ہے یا کچھ دیر بعد میں جبکہ پہاڑ چھ سات کوس مغرب کی جانب فاصلہ پر واقع ہو اور آفتاب پہاڑ کے پیچھے ہو جائے تو افطار و مغرب کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: افطار اور مغرب کی نماز کا وقت سورج غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے کچھ دیر کی ضرورت نہیں اگر چہ جانب مغرب پہاڑ واقع ہو کیونکہ غروب کے یہ معنی نہیں کہ دنیا میں کہیں

بھی سورج نظر نہ آئے ایسا تو ممکن نہیں کہیں غروب ہوتا ہے اور کہیں طلوع۔

بلکہ غروب کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے افق سے غروب ہو جائے اور مشرق میں تاریکی نمودار ہو جائے۔ ہاں! اگر کوئی شخص پہاڑ پر کھڑا ہوا آفتاب دیکھ رہا ہے اس کو افطار حلال نہیں کیونکہ اس کے اُفق سے آفتاب غائب نہیں ہوا ہے۔

(امداد الفتاوی ج ۱ ص: ۱۷۰ بحوالہ شامی ج ۲ ص: ۸۰)

مظاہر حق جدید ج ۲ قسط ۱۴ میں ہے: "شہروں میں آفتاب غروب ہونے کی علامت یہ ہے کہ مشرق کی جانب سیاہی بلند ہو جائے یعنی جہاں سے صبح صادق شروع ہوتی ہے وہاں تک پہنچ جائے آسمان کے بیچوں بیچ سیاہی کا پہنچنا شرط نہیں ہے۔"

افطار کی وجہ سے جماعت میں تاخیر

سوال: ماہ رمضان میں افطار کے وقت مغرب کی نماز کس قدر تاخیر سے کر سکتے ہیں؟

جواب: افطار کے لیے جماعت مغرب میں پانچ سات منٹ تاخیر کی گنجائش ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۲ ص: ۳۷ بحوالہ کبیری ص: ۲۳۳)

باب (۷)-۲۳

صدقۂ فطر کے مسائل

عید کا دن بہت مبارک اور اللہ کی مہمانی کا دن ہے۔ آج کے دن ہم سب اللہ کے مہمان ہیں۔ اسی وجہ سے آج کا روزہ حرام ہو گیا کیونکہ جب اللہ نے ہمیں مہمان بنا کر کھانا پینے کا حکم دیا ہے تو ہم کو اس سے منہ موڑنا ہرگز نہ چاہیے۔ آج کے دن روزہ رکھنا گویا اللہ کی مہمانی کو رد کرنا ہے۔ یہ ہم مسلمانوں کا بہت بڑا تہوار ہے۔ ہمارے تہوار میں کھیل تماشا اور ناچ گانا وغیرہ نہیں ہوتا۔ کسی کو تکلیف دینا، ستانا نہیں ہوتا بلکہ جس کو اللہ نے دیا ہے وہ دوسرے ضرورت مند کی ضرورتیں پوری کرتا ہے، مالدار جب اپنے پھول سے بچوں کو اُجلے اُجلے کپڑوں میں خوشی خوشی اچھلتا کودتا دیکھتا ہے تو غریب کے مرجھائے ہوئے چہرے اور اس کے بچوں کی حسرت بھری نظریں اس سے دیکھی نہیں جاتیں۔ مسلمان دولت مند اپنے گھر کے اس قسم کے خوشبودار اور لذیذ کھانوں کو اس وقت تک ہاتھ نہیں لگاتا جب تک کہ مفلس پڑوسی کے گھر میں سے دھواں اٹھتا نہ دیکھ لے۔ بھلا میری کیا عید! اگر میرا پڑوسی آج کے دن بھی بھوکا رہا۔ بھلا میری جگمگ بیوی مجھے کیسے بھا سکتی ہے جبکہ برابر میں ایک نادار کی بیوی کے کپڑوں میں تین تین پیوند ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہم اتنے غیرت مند نہیں ہیں اور مسلمان غیرت مند کیوں نہ ہو؟ تو ہمارا غیور خدا تو اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا ایک محتاج بندہ اپنے میلے کپڑوں کی وجہ سے عید کی نماز تک میں شریک ہونے سے شرما رہا ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے جب اپنے ساتھ کھیلنے والے بچوں کے پاس جھلمل کرتے ہوئے شاندار کپڑے اور کھنا کھن بجتے ہوئے پیسے دیکھ کر اپنی ماں سے منہ بسور کر لٹاں ہم بھی ایسا ہی لیں گے کہتے ہیں۔ پھر ان کی ماں بچوں کو کلیجے سے لگاتے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے

کہتی ہے کہ "بیٹاہاں تم کوبھی دلائیں گے" اور یہ کہتے ہوئے مارے غم کے بے اختیار اُس کی چیخ نکل پڑتی ہے اور اس کے دکھی دل پر فکر و غم کے بادل چھا جاتے ہیں تو یہ منظر خدائے رحیم وکریم سے دیکھا نہیں جاتا اور کون غیرت مند دیکھ سکتا ہے؟ اس لیے اللہ نے اپنے خوش حال بندوں پر یہ لازم کر دیا ہے کہ جب تک وہ میرے غریب بندوں اور بندیوں کے آنسو نہ پونچھ دیں' جب تک ان کا تن نہ ڈھانپ دیں' جب تک ان کا چولہا گرم نہ کر دیں' جب تک ان کے نونہالوں کو مسکراتا نہ دیکھ لیں خود عید نہ منائیں' جب تک ان کے دل کی کلی نہ کھل جائے میرے سامنے نہ آئیں' جب تک اس کی بیوی کی سکھ سے عید منانے کا انتظام نہ ہو جائے اپنی بیوی کی پازیب کو بیڑی اور ہار کو طوق سمجھیں۔ آپس کی اس ہمدردی کے کم سے کم اور ضروری سے حصے کا نام "صدقۃ الفطر" ہے۔ صدقۂ فطر مسلمانوں کی آپس کی ہمدردی کا وہ کم سے کم اور گرے سے گرا حصہ ہے کہ اگر اتنا بھی نہ ہو تو مالداروں پر خدائی قہر اترتا ہے' ان کی کمائیوں کی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ خدائے قہاران کے پیچھے ایسی الجھنیں لگا دیتا ہے کہ صدقۂ فطر سے کہیں زیادہ پیسہ برباد ہو جاتا ہے اور کسی غریب کے ایک دن کے رونے کی پرواہ نہ کرنے کی سزا میں خدائے غیور اس بے غیرت دولت مند کو کبھی برسوں گھنٹوں میں سر دلوا کر رلاتا ہے اور جب یہ بندے خوشیوں اور مسرتوں میں دوسروں کو اپنا شریک نہیں بناتے تو خدائے دانا و بینا غموں' تکلیفوں' آنسوؤں اور ہچکیوں میں دونوں کو شریک کر کے اپنے تمام بندوں کو یکساں کر دیتا ہے۔ (رمضان کیا ہے؟ ص: ۱۷۵)

صدقۂ فطر کی شرائط

صدقۂ فطر واجب ہے' فرض نہیں اور صدقہ فطر کے واجب ہونے کے لیے صرف تین چیزیں شرط ہیں (۱) آزاد ہونا (۲) مسلمان ہونا (۳) کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی ضرورتوں سے فارغ ہو اور قرض سے بالکل یا بہ قدر ایک نصاب کے محفوظ ہو۔ اس مال پر سال کا گزر جانا شرط نہیں' نہ مال کا تجارتی ہونا شرط ہے' نہ صاحب مال کا بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے۔ یہاں تک کہ نابالغ بچوں اور مجنونوں پر صدقۂ فطر واجب ہے' ان

کے اولیاء کو ان کی طرف سے ادا کرنا چاہیے اور اگر ولی نہ ادا کرے اور یہ اس وقت خود مالدار ہوں تو بالغ ہو جانے کے بعد یا جنون زائل ہو جانے کے بعد خود ان کو عدم بلوغ یا جنون کے زمانے کا صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔

صدقۂ فطر کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال دیا تھا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تھے۔

صدقۂ فطر کی مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ دن خوشی کا ہے اور اس دن اسلام کی شان وشوکت کثرت جمعیت کے ساتھ دکھائی جاتی ہے اور صدقہ دینے سے یہ مقصد خوب کامل ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے اس میں روزہ کی تکمیل ہے۔ صدقہ فطر کے دینے سے روزہ مقبول ہو جاتا ہے اور اس صدقہ میں حق تعالیٰ کا عظیم الشان احسان کہ اس نے ماہ مبارک سے مشرف کیا اور اس میں روزہ رکھنے کی ہم کو توفیق دی اور کچھ ادائے شکر بھی ہے۔

(علم الفقہ ج ۳ ص: ۵۰ و ص: ۵۱)

صدقہ فطر ادا کرنا اس شخص کے ذمہ واجب ہے جو صاحب نصاب مالدار ہو یعنی ۵۲ تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو۔

(فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۶۶ و درمختار ج ۳ ص: ۹۹)

ضرورتِ اصلیہ کیا ہے؟

کسی کے پاس بڑا ابھاری گھر ہے اگر بیچا جائے تو ہزار پانچ سو کا بکے اور پہننے کے قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹا (چاندی، سونے کا) گوٹا نہیں ہے اور خدمت کے لیے دو چار خدمت گار ہیں گھر میں ہزار پانچ سو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں ہے اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ سامان ضرورت سے زائد بھی موجود ہے اور کچھ گوٹا گوٹا اور زیور وغیرہ بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۲۳، بحوالہ نور الایضاح ج ۱ ص: ۱۶۱)

نیز کسی کے پاس ضروری سامان سے زائد اسباب ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے تو

قرض کااندازہ (تخمینہ) لگاکر دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا سامان بچ جائے جتنے پر زکوۃ واجب ہو جائے تو صدقہ واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔
(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۳۳ بحوالہ ہدایہ ج ا ص: ۱۸۹)

خالی مکان ضرورت اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں؟

کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے رکھا ہے تو دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنے پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں ہے البتہ اگر مالک مکان کا اسی پر گزر اوقات ہے (یعنی کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے) تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا اور زکوۃ کا پیسہ لینا درست ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا جس کو زکوۃ و صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے اور جس کو صدقہ اور زکوۃ کا لینا درست نہیں ہے اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔
(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۳۵ بحوالہ فتاوی خانیہ ج ا ص ۲۲۰)

جس شخص پر زکوۃ فرض ہے اس پر صدقہ فطر بھی واجب ہے لیکن فرق یہ ہے کہ زکوۃ کے نصاب میں تو سونا' چاندی یا تجارت کا مال ہونا ضروری ہے اور صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے صرف یہی تین چیزیں نہیں بلکہ اسکے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لیا جاتا ہے۔ ہاں! یہ بات دونوں نصابوں میں شرط ہے کہ اپنی روزمرہ کی ضرورتوں سے زائد ہو اور قرضے سے بچا ہوا ہو۔

چنانچہ اگر ایک شخص کے پاس روزانہ پہننے کے کپڑوں سے زائد کچھ اور کپڑے رکھے ہوں یا روزمرہ کی ضرورت سے زائد تانبے' پیتل' اسٹیل' چینی وغیرہ کے برتن رکھے ہیں یا اس کا کوئی مکان خالی پڑا ہوا ہے یا اور کسی قسم کا سامان ہے اور روزانہ کی ضرورت سے زائد ہے تو اگر ان چیزوں کی قیمت مل کر نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو جاتی ہے تو اس پر زکوۃ تو فرض نہیں لیکن صدقہ فطر واجب ہے اور اسی طرح صدقہ فطر کے نصاب پر سال گزرنا

بھی ضروری نہیں بلکہ اگر اس دن اتنے مال کا مالک ہوا ہو تب بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ (رمضان کیا ہے؟ ص:۱۷۷)

جو صاحبِ نصاب نہ ہو اُس کے لیے حکم

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ "غنی بھی صدقۂ فطر ادا کرے اور فقیر بھی صدقہ دے" ان دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے: "اللہ تعالیٰ اس مالدار کو تو اس کے صدقۂ فطر دینے کی وجہ سے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر (جو مالکِ نصاب نہ ہو) اس کو اس سے زیادہ عنایت فرماتا ہے جتنا اس نے صدقۂ فطر کے طور کے برابر دیا ہے۔"

یہ بشارت اگرچہ مالدار کے لیے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اس سے کہیں زیادہ برکت عطا فرماتے ہیں جتنا اس نے دیا ہے مگر اس بشارت کو فقیر کے ساتھ مخصوص اس لیے فرمایا تاکہ اس کی ہمت افزائی ہو اور وہ صدقۂ فطر دینے میں پیچھے نہ رہے۔
(مظاہر حق جدید قسط سوم ج ۲ ص: ۵۸)

صدقۂ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے؟

صدقۂ فطر کا وجوب عیدالفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے لہٰذا جو شخص قبل طلوعِ فجر کے مر جائے یا فقیر ہو جائے اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص بعد طلوعِ فجر کے اسلام لائے اور مال پا جائے یا جو لڑکا کہ فجر طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا ہو یا جو شخص فجر طلوع ہونے سے پہلے اسلام لائے یا مال پا جائے اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (علم الفقہ حصہ چہارم ص:۵۱)

عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو [illegible] فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اس [illegible] دیا جائے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص:۳۵ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۶)

رمضان سے پہلے صدقۂ فطر دینا

سوال: صدقۂ فطر کی ادائیگی کا کیا وقت ہے؟ رمضان سے پہلے مثلاً [illegible]

کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اختلافی مسئلہ ہے۔ رمضان سے پہلے کا قول بھی ہے' اس پر عمل کرنا خلاف احتیاط ہے۔ ماہ رمضان میں بھی ادا کرنے میں اختلاف ہے مگر قوی یہ ہے کہ درست ہے اور صدقہ ادا ہو جائے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۵' ص: ۱۷۱ بحوالہ ج ۱۲ البحر الرائق ص: ۲۵۵)

صدقہ فطر رمضان شریف میں دینا درست ہے خواہ کسی بھی عشرہ میں دے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۶' ص: ۳۰۵)

صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

صدقہ فطر کا ادا کرنا اپنی طرف سے بھی واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی بشرطیکہ وہ فقیر یعنی صاحب نصاب نہ ہوں اور اپنی خدمت گار لونڈی' غلاموں کی طرف سے بھی اگر چہ وہ کافر ہوں۔ نابالغ اولاد اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کرے اور اگر مالدار نہیں ہیں تو اپنے مال سے۔ بالغ اولاد اگر مالدار ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔ ہاں! احساناً اگر ادا کردے تو جائز ہے یعنی پھر ان اولاد کو دینے کی ضرورت نہیں رہے گی اور اگر بالغ اولاد مالدار تو ہوں مگر مجنون ہوں تب بھی ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے مگر انہیں کے مال سے۔ جو لونڈی غلام خدمت کے نہ ہوں بلکہ تجارت کے ہوں ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔

باپ اگر مر گیا ہو تو دادا باپ کے حکم میں ہے یعنی پوتے اگر مالدار ہیں تو ان کے مال سے ورنہ اپنے مال سے ان کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ (علم الفقہ ج سوم' ص: ۵۳)

فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۲۳ بحوالہ عالمگیری میں اس طرح لکھا ہے:

عورت پر جب کہ صاحب نصاب ہو تو فطرانہ اسی پر واجب ہے اگر شوہر ادا کردے گا تو ادا ہو جائے گا' باپ پر نہیں ہے۔

صدقۂ فطر میں اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں؟

سوال: جس طرح دوسرے شخص کی زکوٰۃ اس کی اجازت کے بغیر ادا نہیں ہوتی تو کیا یہی حکم صدقہ فطر کا بھی ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب: ہاں! یہی حکم صدقہ فطر کا بھی ہے' اجازت ضروری ہے لیکن چونکہ صدقہ فطر کی مقدار کم اور معلوم ہے اس لیے بیوی اور اولاد کی طرف سے جو اس کے عیال (زیر کفالت) میں ہیں ادا کر دیتا ہے اور عادۃً اس کی اجازت ہوتی ہے اس لیے استحساناً جائز ہے بخلاف زکوٰۃ کے کہ اس کی مقدار نامعلوم اور زیادہ ہوتی ہے بغیر کہے ادا کرنے کی عادت نہیں ہے اس لیے اجازت اور وکالت ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۷۳ بحوالہ شامی ج ۲ ص: ۱۰۳)

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اُس کا حکم

جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب' دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔ بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۳۵ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص: ۱۹۳ اور فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص: ۱۱۳ پر "جس نے روزے نہ رکھے ہوں تب بھی اس پر صدقہ فطر واجب ہے نہ ادا کیا ہو تو اب دے دے جب تک وہ ادا نہ کرے بری الذمہ نہ ہوگا۔"

شادی شدہ لڑکی کا فطرہ کس پر واجب ہے؟

سوال: لڑکی کی شادی ہو چکی ہے اور وہ لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر ہے' نابالغ ہے۔ اس کا فطرہ کس پر ہے ماں باپ پر یا سسرال والوں پر۔

جواب: اگر وہ لڑکی مالدار ہے تو خود اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے خواہ بالغ ہو یا نابالغ اور اگر مالدار نہیں تو بالغ ہے تو کسی کے ذمہ نہیں اور اگر مالدار نہیں اور نابالغ ہے اور رخصتی نہیں ہوئی تو باپ کے ذمہ اور اگر رخصت ہوگئی تو باپ کے ذمہ نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص: ۸۰)

مال تقسیم ہونے کے بعد صاحبِ نصاب نہ ہو تو کیا فطرہ واجب ہے؟

سوال: چار بھائیوں کا مال مشترک ہے اگر تقسیم کیا جائے تو کسی کا حصہ بقدر نصاب نہیں ہوتا ہے کیا قربانی یا صدقہ واجب ہے؟

جواب: اس صورت میں کسی ایک بھائی کا حصہ قدر نصاب کو نہیں پہنچتا کسی پر بھی فطرہ اور قربانی واجب نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۰۸ بحوالہ ردالمحتار باب صدقۃ الفطر ج ۲ ص: ۹۹)

جو جوان لڑکے اپنی کمائی باپ کو دیتے ہیں اُن کے فطرے کا حکم

سوال: ایک شخص کے دو لڑکے ہیں جو کچھ کماتے ہیں باپ کو دیتے ہیں۔ لڑکوں کے پاس کچھ نہیں ہے تو ایسی حالت میں ان بھائیوں پر صدقہ فطر زکوٰۃ یا قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب: ان پر زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۱۱ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص: ۹۹)

کیا صاحبِ نصاب بچہ بالغ ہونے کے بعد فطرہ ادا کرے؟

سوال: اگر بچہ مالکِ نصاب ہے اور اس کا ولی اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا نہ کرے تو اس بچے پر بالغ ہونے کے بعد ادا کرنا کیا واجب ہے؟

جواب: ہاں! اس کو بالغ ہونے کے بعد صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔ اگر بچہ صاحبِ نصاب نہ ہو گو باپ صاحبِ نصاب تھا اور اس نے ادا نہ کیا تو بچہ پر بالغ ہونے کے بعد ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص: ۷۸)

سب کا فطرہ ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو؟

اگر کسی شخص کے پاس اتنا ہی غلہ موجود ہو کہ کچھ لوگوں کا صدقہ ادا کرسکتا ہے اور کچھ لوگوں کا ادا نہیں کرسکتا تو ان لوگوں کا صدقہ پہلے ادا کرے جن کے نفقہ کی تاکید زیادہ ہو۔ آنحضرتؐ نے اولاد کے نفقہ (خرچہ) کو بیوی کے نفقہ پر اور بیوی کے نفقہ کو خادم کے نفقہ پر

مقدم فرمایا ہے۔

مسلمان مرد پر اس کا اس کی بیوی، بچوں، غلاموں اور ان رشتہ داروں کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے جن کا خرچہ اس پر ہے۔ جیسے باپ، دادا، ماں، نانی، وغیرہ۔ حدیث میں ہے اُن لوگوں کا صدقہ ادا کرو جن کا خرچ تم اٹھاتے ہو۔

(احیاء العلوم ج ۱ قسط ۵ ص ۵۲۷ بحوالہ ابوداؤد شریف)

فطرہ عید گزر جانے سے معاف نہیں ہوتا

اگر کسی نے عید کے دن صدقہ فطر نہ دیا ہو تو معاف نہیں ہوا اب کسی دن بھی دے دینا چاہیے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص ۳۵ بحوالہ ہدایہ ص ۱۹۱ ج ۱)

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر میں گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دے تو اسی کے سیر یعنی آدھی چھٹانک اور پونے دو سیر (پونے دو کلو) بلکہ احتیاط کے لیے پورے دو سیر یا کچھ زیادہ دینا چاہیے کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دوگنا دینا چاہیے اور اگر جو کے علاوہ کوئی اور اناج دے جیسے چنا، جوار، چاول تو اتنا دے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں کے برابر ہو جائے جس میں پونے دو کلو گیہوں آسکیں۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص: ۳۵ بحوالہ فتاوی عالمگیری ج ۳ ص: ۱۹۳)

کیا چاول دینے سے فطرانہ ادا ہو جائے گا؟

سوال: ہمارے یہاں بنگال میں عام طور پر ہر فرد کی غذا چاول ہے اس صورت میں ہم لوگ پونے دو سیر چاول سے فطرہ ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: درِ مختار میں ہے اگر کوئی شخص صدقہ فطر میں چاول ادا کرنا چاہے تو اس چاول کا کوئی وزن پیمانہ معتبر نہیں بلکہ وہ چاول اس قدر ہوں کہ قیمت میں برابر نصف صاع (پونے دو کلو) گیہوں یا ایک صاع جو کے ہو جائیں تو اس وقت صدقہ فطر ادا ہوگا۔ اگر کسی نے پونے دو کلو چاول دے دیا اور وہ قیمت میں اشیاء مذکورہ سے کم ہو تو صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔ (امداد

الفتاوی ج ۱ ص: ۱۵۶)

صدقہ فطر اگر گیہوں' گیہوں کے آٹے یا ستو کا دے تو پونے دو کلو دیا جائے یا اس کی قیمت ادا کی جائے اگر گیہوں نہ دے بلکہ کوئی اناج (چاول وغیرہ) دے تو اتنا دے کہ اس کی قیمت پونے دو کلو گیہوں کے برابر ہو جائے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو پونے دو سیر کا دوگنا دے۔

فتاوی ہندیہ ج ۱ ص: ۱۹۲ کفایت المفتی ج ۴ ص: ۲۹۳ میں ہے: غیر منصوص اشیاء میں حکم یہ ہے کہ صاع یا نصف صاع (پونے دو کلو) گیہوں کی قیمت میں جس قدر چاول آتے ہوں اسی قدر دے۔"

صدقہ فطر میں میدہ یا اس کی قیمت دینا

[سوال]: یہاں پر جزیرہ مورشیئس میں لوگ گیہوں کی روٹی نہیں کھاتے بلکہ باہر سے تیار میدہ آتا ہے اس کی روٹی کھاتے ہیں اور اس کے پانچ سو گرام کی قیمت تقریباً پچاس پیسے ہیں اور جس کو خاص ضرورت ہو وہ لوگ گیہوں خرید کر کھاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم میدہ کی قیمت کا اعتبار کر کے صدقہ فطر ادا کریں یا گیہوں کی قیمت کا؟

R: جب آٹا (میدہ) خالص گیہوں کا ہو۔ اس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہ ہو اور پونے دو کلو دیا جائے تو صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ اسی طرح اس کی قیمت دی جائے تو بھی صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ ہاں! اگر اس میدہ میں کسی اور چیز کی ملاوٹ ہو تو پونے دو کلو دینے سے صدقہ فطر ادا نہ ہوگا اور اس کی قیمت بھی صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہوگی۔ خالص گیہوں کی قیمت سے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۷۷ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص: ۱۹۰)

جو مختلف غلہ استعمال کرتا ہو وہ کیا دے؟

صدقہ فطر اس غلے سے ادا کرے جو خود استعمال کرتا ہو۔ اگر کوئی شخص گیہوں استعمال کرتا ہے تو اس کے لیے جو کا دینا صحیح نہ ہوگا۔ اگر مختلف غلے استعمال کرتا ہو تو وہ غلہ دے جو سب سے اچھا ہو۔ اگر کوئی معمولی غلہ بھی دے دے گا تو صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ (احیاء العلوم ج ۱ قسط ۳ ص: ۵۲۶ بحوالہ ابوداؤد شریف)

کیا صدقۂ فطر میں کنٹرول کی قیمت کا اعتبار ہے؟

صدقہ فطر میں اصل تو یہ ہے کہ گیہوں وغیرہ کا غلہ دیا جائے۔ غلہ اعلیٰ قسم کا یا اوسط یا ادنیٰ جو بھی دیا جائے صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ قیمت ادا کرنی ہو تو بازاری دام سے ادا کرنی ہوگی۔ یہ ضروری نہیں کہ اعلیٰ قسم کے گیہوں کی قیمت ہو۔ اوسط اور ادنیٰ قسم کے گیہوں کی قیمت بھی معتبر ہے۔ مگر قیمت ہو تو بازاری دام (قیمت) کے گیہوں کی۔ کنٹرول (راشن) کی قیمت معتبر نہیں۔ فقیر کے ہاتھ میں اتنی رقم پہنچنی چاہیے کہ اگر وہ اس کے گیہوں خریدنا چاہے تو پونے دو کلو (ایک کلو ۶۳۳ گرام) گیہوں بازار سے مل جائیں۔ کنٹرول (سرکاری راشن) کے حساب سے قیمت دی جائے گی تو بازار سے اتنے گیہوں نہیں ملیں گے اور کنٹرول سے حاصل کرنے کے لیے راشن کارڈ کا ہونا ضروری ہے اور کارڈ ہر فقیر کے پاس نہیں ہوتا ہے اس لیے کنٹرول کا حساب لگا کر ادا کرنا اور اس کے حساب کے مطابق قیمت ادا کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

اگر گیہوں کے علاوہ اور کوئی غلہ باجرہ چاول وغیرہ دیا جائے تو اس میں گیہوں کی قیمت کا اعتبار ہوگا یعنی جس قدر پونے دو کلو گیہوں کی قیمت ہو اتنی ہی رقم کا دوسرا غلہ دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۷۲)

اگر آٹا کی قیمت گیہوں سے کم ہو جیسے کہ آج کل سرکاری راشن کا آٹا تو آٹے کی بجائے وزن مذکور یعنی پونے دو کلو گیہوں سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے یا اتنا آٹا دیا جائے کہ جس کی قیمت پونے دو کلو گیہوں کے برابر ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص: ۴۸۵)

فطرانہ میں قیمت کہاں کی معتبر ہوگی؟

سوال: ہمارے یہاں گیہوں کی پیداوار نہیں اور نہ فروخت ہوتا ہے البتہ بعض گھروں میں آٹا کم اور میدہ بکثرت، میدہ کی قیمت آٹے سے بہت زیادہ تو ایسی صورت میں میدہ کے حساب سے فطرانہ دیا جائے یا ہندوستان سے گیہوں کے دام معلوم کر کے؟

جواب: گیہوں، میدہ، آٹا تینوں میں سے کسی ایک کے دینے سے صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔

گیہوں سے آٹا دینا افضل ہے اور آٹا دینے سے قیمت دینا افضل ہے۔ جس قریب کی جگہ گیہوں آٹے کی فروخت ہوتی ہے وہاں کے نرخ سے قیمت لگائی جائے اور رمضان کے مہینہ کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور جب آپ کے یہاں میدہ کی فروخت بکثرت ہوتی ہے تو خود میدہ یا اس کی قیمت دینا چاہیے اگر چہ گیہوں سے زیادہ بیٹھے ہندوستان سے گیہوں کا نرخ معلوم کر کے قیمت دینا کافی نہیں۔ (قریب کی جگہ کی قیمت کا اعتبار ہوگا)۔

(فتاوی محمودیہ ص: ۱۷۱ ج ۷)

صدقۂ فطر میں شہر یا ضلع کی قیمت کا اعتبار

سوال: اگر کسی جگہ گیہوں نہ ملیں اور آٹا زیادہ قیمت کو ملتا ہو اور شہر میں گندم کی قیمت کم ہو تو شہر کی قیمت سے صدقۂ فطرادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: اپنی بستی کے حساب سے صدقۂ فطرادا کرنا چاہیے۔ اگر وہاں گندم نہ ملے تو آٹا کی قیمت کا حساب کرنا چاہیے یا جوار اور چھوہارے کے صاع کی قیمت کا حساب کرنا چاہیے۔ غرض جو جنس (منصوص یعنی جن کا حدیث میں ذکر ہے مثلاً گیہوں چھوہارے منقے جو کا ایک صاع) وہاں ملتی ہو اس کی قیمت کا حساب کیا جائے۔

(فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۲۲ بحوالہ ردالمحتار، باب صدقۃ الفطر ج ۲ ص: ۱۰۳)

سب سے بہتر فطرانہ

اگر گیہوں یا جو کی قیمت دے دی جائے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

(عالمگیری ج ۱ ص: ۱۹۲)

اگر زمانہ ارزانی کا ہو تو نقد دینا بہتر ہے اگر خدانخواستہ گرانی کا ہو تو کھانے کی چیزوں کا دینا افضل ہے۔

اور علم الفقہ کے حاشیہ میں یہ ہے کہ: ''میرے نزدیک اُمراء کو یہ مناسب ہے کہ اگر وہ گراں چیز کی قیمت دیں مثلاً آج کل چھوہارے اور منقی ان سب چیزوں میں گراں ہے لہٰذا اس کی قیمت دیا کریں کیونکہ حدیث میں وارد ہے: ((اذا وسع اللہ فوسعوا)) ...... ''جب اللہ تمہیں زیادہ دے تو تم بھی زیادہ دو۔'' (علم الفقہ ج ۳ ص: ۵۳)

غیر ممالک والوں کا فطرہ کس حساب سے دیا جائے؟

سوال: بیرون ممالک کے باشندے اپنے خویش و اقارب سے فطرہ کی ادائیگی کیلئے لکھتے ہیں کہ ہماری طرف سے اتنا فطرہ ادا کردیں۔ احتیاطاً چار سیر گیہوں یا اس کی قیمت دی جاتی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ انکے فطرہ کی قیمت یہاں پر کس قیمت میں ادا کی جائے یہاں کی قیمت سے یا وہاں کی قیمت سے؟

جواب: ان کے فطرے عمدہ قسم کے گیہوں کے پونے دو کلو گیہوں ادا کرے یا وہاں کے حساب سے گیہوں کی قیمت دی جائے۔ اگر یہاں کے گیہوں کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو یہاں کے حساب سے ادا کرے۔ بہتر یہی ہے کہ گیہوں دے دے اور اگر قیمت دے تو وہ قیمت لگائی جائے جس میں صدقہ لینے والے غریبوں کا فائدہ ہو۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳، ص: ۱۱۳)

عہد نبویؐ میں فطرہ کس وقت دیا جاتا تھا؟

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ فطر نماز سے پہلے نکالا جاتا تھا یا نہیں یا کچھ دنوں تک جمع رہتا تھا، اس کے بعد محتاجوں کو تقسیم کیا جاتا تھا؟

ہمارے یہاں ایک جگہ کے سردار کے پاس صدقہ فطر جمع ہونا ضروری ہے اور سردار یا نائب سردار جب مرضی ہو تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: در مختار میں لکھا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فعل کے موافق۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر کے نکالنے کا حکم فرمایا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ عمل ان سرداروں کا ہے خلاف سنت ہے اور بے اصل ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶، ص: ۳۰۳، بحوالہ مشکوٰۃ باب صدقۃ الفطر، فصل اول ص: ۱۶۰)

صدقہ فطر کا اگر وہ عید کے دن سے پہلے ادا نہ کیا گیا ہو تو عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر

دینا مستحب ہے۔ (علم الفقہ حصہ چہارم ص:۵۴)

کیا سیّد کو صدقۂ فطر دے سکتے ہیں؟

مفتی بہ مذہب یہی ہے کہ سادات کو اس زمانے میں بھی زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ مثلاً چرمِ قربانی اور صدقۂ فطر وغیرہ دینا حرام ہے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی۔ (فتاوٰی رحیمیہ ج ۵ ص :۱۶۹ فتاوٰی رحیمیہ ج ۳ ص:۱۷۰) ہے کہ سیّد کو زکوٰۃ وعشر کا روپیہ بالقصد دینا درست نہیں۔ ہاں! حیلہ کر کے دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی غریب کو یہ کہہ دیا جائے کہ فلاں سیّد کو دینا تھا مگر وہ سید ہے اس کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں لہٰذا تم کو دیتے ہیں اگر کل یا بعض اس کو بھی اپنی طرف سے دے دو بہتر ہے اور وہ لے کر دے دے تو سید کے لیے جائز ہے۔ (بحوالہ کفایت المفتی ص:۳، ۲۷۳)

صدقۂ کی تقسیم کا طریقہ

ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے دونوں باتیں جائز ہیں۔ نیز اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا تو یہ بھی درست ہے۔ حاشیہ میں لکھا ہے لیکن وہ اتنے آدمیوں کا نہ ہو کہ یہ سب مل کر نصاب زکوٰۃ یا نصاب صدقۂ فطر کو پہنچ جائے۔ اس لیے اس قدر دینا ایک شخص کو مکروہ ہے۔ نیز صدقۂ فطر کے مستحق وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

حاشیہ میں لکھا ہے کہ غیر مسلم کو بھی صدقۂ فطرہ دینا درست ہے لیکن زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص:۳۶ بحوالہ فتاوٰی ہندیہ ج ۱ ص:۱۹۱)

صدقۂ فطر کی رقم سے مدرسہ کی زمین خریدنا

سوال: "زیر تعمیر مسجد ٹرسٹ" مسجد سے ملحق زمین پر بچوں کے لیے دینی مدرسہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہاں پر اس وقت بچوں کی تعلیم کے لیے کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔ ہمارے پاس روپے کی کمی کی ایک دیرینہ شکایت ہے لیکن صدقۂ فطر کی رقم کی مد میں کچھ رقم پڑی ہوئی ہے۔

آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا یہ رقم اس زمین کی خریداری میں استعمال کی جا سکتی ہے؟

جواب: صدقۂ فطر کا حکم یہ ہے کہ عید کے دن نمازِ عید سے پہلے ادا کیا جائے اور اس سے پہلے بھی ادا کرنا درست ہے۔ اگر کسی نے ادا نہ کیا تو جلدی ادا کرنے کی فکر کرے ساقط اور معاف نہیں ہوتا۔

اس حکم کے باوجود آپ حضرات کے پاس صدقۂ فطر کی کثیر رقم کیسے جمع ہے؟ تعجب ہے اور افسوس بھی اور اگر آپ کی مالی حالت مدرسہ بنانے کے قابل نہ اس وقت ہے نہ مستقبل قریب میں ہونے کی توقع ہے تو اس رقم کا شرعی حیلہ کر کے مدرسہ کے لیے جگہ خریدی جا سکتی ہے۔ بلا اضطراری حالت اور بدوں عذرِ شرعی کے حیلہ کر کے بھی یہ رقم زمین خریدنے میں استعمال کی اجازت نہیں۔

صدقۂ فطر کے اصل حقدار فقراء و مساکین ہیں اُن کی حق تلفی ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص: ۱۷۸)

فدیے کی رقم کو مقروض کے قرض میں مجرا کرنا

سوال: ایک شخص کا قرض کسی کے ذمہ ہے اور مدیون مفلس اور نادار ہے۔ اگر قرض دار صدقۂ فطر میں اس قرض کو مجرا کرلے تو کیا صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا؟

جواب: اس طرح صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا۔ بغیر وصول کیے قرض میں مجرا کر لینے سے زکوٰۃ وفطرہ ادا نہیں ہوتا ہے۔ قرض میں وصول کر سکتے ہیں مگر دینا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۰۳ بحوالہ ردالمحتار ج ا باب المصرف ص: ۸۵ وکتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص: ۱۶)

مسجد کے امام کو صدقہ دینا

سوال: امام مسجد کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امامت کی وجہ سے اس کو فطرہ دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص: ۳۲۸)

جو سحری کے لیے اُٹھاتا ہو اس کو فطرہ دینا

صدقۂ فطر کا مال اس شخص کو دینا جو سحری کے لیے لوگوں کو اٹھاتا ہو جائز ہے مگر بہتر یہ

ہے کہ اس کو اسکی اجرت میں قرار نہ دے بلکہ پہلے کچھ اور اس کو دیدے' اس کے بعد صدقہ فطر کا مال دے۔ (علم الفقہ حصہ چہارم' ص:۵۳)

نابالغ کو فطرہ دینا

سوال: فطرہ غریب و یتیم' مسکین' نابالغ بچوں کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر غریب نابالغ ہو تو ان کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ البتہ ان کیلئے سر پرستوں کو دینا جائز ہے۔

اگر وہ بچے سمجھدار ہیں تو خود ان کو بھی دینا جائز ہے اور اگر وہ بچے مالدار کے ہیں تو اُن کو کسی طرح بھی دینا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲' ص:۲۶۹)

جہاں فقراء نہ ہوں وہاں فطرہ کس وقت نکالا جائے؟

سوال: جس ملک میں شرعی فقراء نہ ہوں وہاں کے لوگ صدقہ فطر عید کے دن نماز سے پہلے نکال کر علیحدہ رکھ لیں یا کسی شخص معتمد کو دے دیں۔ اس کے بعد دوسرے غریب ملک کو روانہ کر دیا جائے تو مستحب ادا ہو گا یا نہیں؟

جواب: صدقہ فطر عید سے پہلے فقراء کو دینا مستحب ہے۔ پس اس صورت میں صدقہ فطر علیحدہ کر کے رکھ دیا جائے اور فقراء کو نہ دیا جائے تو مستحب ادا نہ ہوگا۔

اور یہ عادۃً متحقق نہیں ہو سکتا کہ کسی ملک میں فقراء نہ ہوں۔ اگر حقیقت میں ایسا ہوتا ہے تو پھر دوسری جگہ کے فقراء کو بھیجنا چاہیے اور عذر کی وجہ سے وہ شخص تارک مستحب نہ کہلائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ٦' ص:۳۱۷ بحوالہ عالمگیری مصری ج ا' ص:۱۸۰ باب ثامن صدقۃ الفطر)

کیا قیدیوں کا شمار مساکین میں ہے؟

سوال: یہاں قیدیوں کے سوا کوئی مسکین نہیں تو کس طرح صدقہ فطر ادا کیا جائے' کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے؟

جواب: جبکہ انکے پاس بقدر نصاب مال نہ ہو تو وہ مساکین ہیں اور انکو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶، ص: ۳۱۲ حوالہ در مختار، باب مصرف ج ۲، ص: ۹۰ و ص: ۸۰)

فطرہ منی آرڈر سے نہ پہنچے تو کیا دوبارہ دینا ہوگا؟

سوال: زید نے صدقہ فطر کی رقم کسی یتیم خانہ میں بذریعہ رجسٹری روانہ کی۔ وہاں کے ناظم صاحب کا خط آیا کہ رجسٹری تو مل گئی ہے مگر رقم نہیں تو کیا زید کے ذمہ سے فطرہ ادا ہو گیا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں بھی بھیجنے والے کے ذمہ سے زکوٰۃ و فطرانہ ادا نہیں ہوا کیونکہ ڈاک خانہ بھیجنے والے کا وکیل ہے اور جس کے پاس بھیجا گیا اس کا نہیں۔

(کفایت المفتی ج ۴، ص: ۲۷۹)

ایک التجاء

اخیر میں ناظرین سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کے عام و خاص اوقات میں جب اپنے لیے دعائیں کریں تو احقر اور اس کے والدین مرحومین کو بھی شامل فرمالیں۔ کیا بعید ہے کہ کریم آقا (ﷺ) آپ کی مخلصانہ دعاؤں سے مرحومین کی مغفرت اور بندہ کے انجام بخیر ہونے کا فیصلہ فرمادے۔ آمین

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء

مآخذ ومراجع کتاب

نام کتاب	مصنف ومؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ	الفرقان بک ڈپو نیا گاؤں لکھنوء
فتاویٰ دار العلوم	مفتی عزیز الرحمن صاحب سابق مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ دار العلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مولانا سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم	مکتبہ مشی اسٹریٹ راندیر سورت
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ
فتاویٰ عالمگیری	علماء وقت عہد اورنگ زیب	ثمس پبلشرز دیوبند
کفایت المفتی	مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی	کتب خانہ عزیزیہ دیوبند
عزیز الفتاوی	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب	کتب خانہ عزیزیہ دیوبند
امداد المفتیین	مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان	کتب خانہ عزیزیہ دیوبند
امداد الفتاوی	مولانا اشرف علی صاحب تھانوی	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
فتاوی رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی	کتب خانہ حسینیہ دیوبند
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبدالرحمن الجزری	اوقاف پنجاب لاہور پاکستان
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
رد المحتار	علامہ ابن عابدین	پاکستانی
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانوی	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدنیہ	افادات مولانا حسین احمد صاحب مدنی	مدرسہ اسلامیہ صدر بازار میرٹھ ندوۃ المصنفین دہلی

نام کتاب	مصنف ومؤلف	مطبع
الترغیب والترہیب	مولانا زکی الدین عبدالعظیم المنذری	
احسن الفتاویٰ	فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب	سعید کمپنی کراچی (پاکستان)
نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا نظام الدین صاحب صدر مفتی دارالعلوم دیوبند	اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی
فتاویٰ محمدیہ	مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
الجواب المتین	ایضاً	ایضاً
رکن دین	مولانا رکن الدین علیہ الرحمہ	اشاعت الاسلام دہلی
اسرار شریعت	مولانا محمد فضل صاحب	پنجاب پاکستان
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	ادارہ رشیدیہ دیوبند
غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
اشرف الجواب	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	اشرف المواعظ دیوبند
المصالح العقلیہ	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	ایضاً
اغلاط العوام	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
فضائل نماز	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری	دارالاشاعت دہلی
نماز مسنون	مولانا صوفی عبدالحمید صاحب	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی
مظاہر حق جدید	نواب قطب الدین خاں علیہ الرحمہ	
آپ کے مسائل اور انکا حل	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
امداد الاحکام	مرتبہ مولانا ظفر صاحب عثانی و مولانا عبدالکریم صاحب	مکتبہ دارالعلوم کراچی
حجۃ اللہ البالغہ	شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ	دارالکتاب دیوبند